بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

پچهرهٔ کشای شاہد حقیقت اعنی نسخہ

پدماوت اردو

تصنیف دو شاعر عبرت و عشرت

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بہ طبع ہوا

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک سائق کو ہنگام طلب چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اونمین بعض کتب قصہ جات نظم و نثر اردو و فارسی وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اوس کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب فسانۂ نظم اردو

الف لیلہ منظوم ۔ چار جلد تصنیف مختلف۔
۱۔ جلد۔ بنظم دلکش مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی سخنور نامی۔
۲۔ جلد۔ نتیجۂ طبع شاعر خوش فکر منشی طوطارام شایان۔
۳۔ جلد۔ " " "
۴۔ جلد۔ از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی۔

مجموعۂ قصص ۔ مشمولہ پانچ قصہ مؤلف مختلف۔
۱۔ قصۂ سوداگر بچہ۔ ۲۔ قصۂ ماہی گیر۔ ۳۔ قصۂ جمجمہ ۴۔ قصۂ منصور۔ ۵۔ قصہ شاہ روم۔ اور ہر ایک قصہ علیحدہ علیحدہ بھی ہے۔

سنگاسن بتیسی ۔ منظوم از منشی رنگین لال۔

گلزار ابراہیم ۔ ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ مؤلفہ حسن تخلص۔

چشمۂ شیرین ۔ فرہاد و شیرین کا قصہ۔

مخبر ہمت ۔ تصنیف منشی جے گوپال ثاقب تخلص۔

ایجاد رنگین ۔ مختصر حکایات مصنفۂ سعادت یار خان رنگین دہلوی۔

مجموعۂ ۔ چوہے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ۔

جوگن نامہ ۔ مصنفۂ میان باطن اکبرآبادی۔

قصۂ مقتول جفا ۔ معروف باسم تارا مؤلفہ حافظ محمد امیر الدین صاحب۔

پدماوت بھاکھا ۔ محشے باحل مولانا ملک محمد جایسی۔

مجموعۂ ۔ قصۂ قاضی جونپور۔ و قصۂ بندر۔ و قصۂ حفاظت شیطان و قصہ چار لڑکون کا۔ دل لگی کا قصہ عقل و حمق کا مقابلہ مؤلفہ مولوی الطاف احمد۔

مثنوی گلزار ابراہیم ۔ قصہ گل بکاؤلی منظوم از دیاشنکر نسیم لکھنوی۔

فسانۂ عجائب منظوم ۔ مؤلفۂ منشی بھولا ناتھ فراغ تخلص۔

نلدمن ۔ راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم۔

ہدیۂ انصار ۔ از مولوی ممتاز علی سندیلوی۔

مثنوی میر حسن ۔

یوسف زلیخا ۔ اردو منظوم تصنیف نگار۔

شیرین خسرو ۔ باتصویر مصنفۂ منشی گوبند پرشاد تخلص فضا۔

بنجارہ نامہ ۔ مصنفۂ میان نظیر اکبرآبادی۔

لیلی مجنون ۔ تصنیف میر تقی ہوس۔

بہار دانش ۔ منظوم تصنیف طپش۔

مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ ۔ باتصویر بارہ قصے
۱۔ قصۂ سپاہی زادہ۔ ۲۔ قصہ چار باغ رنگین۔ ۳۔ قصہ محمود شاہ۔ ۴۔ قصہ سوداگر بچہ۔ ۵۔ عاشق کا جنازہ۔ ۶۔ قاصد نامہ۔ ۷۔ ہنس نامہ۔ ۸۔ تندرستی نامہ۔ ۹۔ دکھ سکھ نامہ۔ ۱۰۔ دولت نامہ۔ ۱۱۔ بھوچال نامہ۔ ۱۲۔ رنگین نامہ

شاہنامۂ اردو ۔ منظوم تصنیف منشی مولچند۔

طلسم شایان ۔ یعنے داستان امیر حمزہ منظوم مصنفۂ منشی طوطارام شایان۔

قصۂ شاہ روم ۔

نالۂ منظور منظوم ۔ مؤلفہ سید منظور احمد۔

مثنوی ابر کرم ۔

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

چہرہ کشای شاہد حقیقت یعنی نسخہ

پدماوت اردو

تصنیف دو شاعر عبرت و عشرت

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مزین بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ کتاب حمد و سپاس بیقیاس کا بنام خالق دانا نظم دیوان ایجاد و تکوین کے سزاوار ہی کہ قلم صنائع نگار بدایع طراز قدرت کاملہ بالغہ صنعت جسکی سے بند مسدس شش جہت عالم کا اوپر صفحہ ظہور کے کس رنگینی سے نمود اہے سبحان اللہ ہر فرد انسان کے تئین ارکان اربع عناصر مرکب کرکے مطلع الانوار اپنا کیا اور خلعت اشرف المخلوقات کا اوپر قامت ایک مشت خاک کے مقطع مخزن اسرار حقیقت کا بنایا اور درود نامحدود اوپر امام مقدس و مطہر منور بادشاہ کونین مکان خلیفۃ الرحمان سید سرور عالم یعنی احمد مجتبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ براعت استہلال نسخہ لولاک لما خلقت الافلاک کی واسطے ذات پاک و الاصفات واجب التعظیم والتکریم اونکی کے ہے اور تحفہ سلام اور صلوۃ کا اوپر آل اطہار و اصحاب کبار کے کہ دوستی اور محبت اونکی معنی حدیث کشفنہ نوح و اصحابی کالنجوم کے مانند خورشید جہانتاب کے افق دل کا مجبون سے ساطع و لامع ہے ہو جیو **بعد اسکے** سبب تالیف اور موجب تصنیف نسخہ بیاض کا اوپر فصیحان محفل سخندانی و بلیغان شیرین بزم معانی کے مخفی نرہے کہ شیفتہ میدان علم سخن سنجی اور سرگردان سرا سیمہ سخن کا خاکسار بیمقدار سید **غلام علی** مشہدی متخلص **بعشرت** ساکن بریلی بعید خواہ دلستان لطف مرزا علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کہ ذات با برکات اونکی ذوقیات شعر و شاعری کے کلام کرامت نظام مرزا رفیع السودا مرحوم مغفور سے ہی بلکہ شاگرد رشید اونکی ہین چند روز سے سن بارہ سو گیارہ ہین درمیان شہر رامپور کے کہ نام خاص وس شہر بلند اور بلدۂ ارجمند کا مصطفے آباد ہی بحمیت الفت بعضے یاران نکتہ پرداز اور محرم راز کے نارد تھا بلکہ بیچ سرکار فیض آثار گوہر درج فتوت اختر برج مروت شوکت و شہامت پناہ حشمت و جلالت دستگاہ خانصاحب مشفق فیض رسان مظہر کرم و الاحسان محمد عثمان خان و احمد خان صاحب سلمہما الرحمن کہ خاندان عالیشان نواب معلی القاب فیض اللہ خان مرحوم مغفور کے سوائے رشتہ خواہر زادگی کی نسبت فرزندی کی بہی رکہتے ہین سر رشتہ روزگار کہ ہر دنیا دار کے تئین جستجو اوسکی ضرور ہے اور ایک شندہ اس بازار کا لیل و نہار بفکر روزگار رنگا بو مین مصروف رہے رکہتا تہا اور اونکی بہی جیسے کہ سرداران عالیشان کو چاہیے شعر فہمی و معنی رسی جود و سخاوہ حلم و حیا اور قدر دانی صاحب فن اہل شعر و عزلت نشین کی تہی چنانچہ بمقتضائے اشفاق بسیار و اخلاق بیشمار اپنے کہ خلق و کرم مین شہرۂ آفاق ہین میرے تئین بہی بیچ انیسان محفل مودت اور جلیسان بزم رفاقت کی جای استقامت کی دی ہے اور اونکی بندگی مین تہا اور واسطے خط بلیغ اونکی کے غزلیات تازہ کہتا اور علاوہ سب دوستان ہم بزم موافقت اور محبان جلیس محفل مودت کے رابطہ الفت کا بیچ خدمت فیضدرجت مولفصاحب مشفق

فیض رسان مظہر کرم و احسان مولوی قدرت اللہ صاحب کے زیادہ رکہتا تہا اور اکثر بیچ خدمت شریف اوس مطلع تجلیات ایزد
بیہمال اور مسند نشین فضل و کمال دینی و دنیوی کے کہ انکو بہی ذوق شعر و شاعری سے کمال ہے بلکہ تخلص بہی اپنا شوق فرماتے ہین حاضر
ہوتا اور خاص بعد نماز جمعہ متبرکہ کے اونکے مکان جنت نشان پر مشاعرہ مین داخل ہوکر گلہای غزلیات تازہ و شعرہای بلند آوازہ شعرای شہر کے
دامن گوش ہیچمدان اپنے کو بہرا اور خزف پارہ ہای فکر ناقص اپنے کو بہی مقابل جواہر زواہر جوہریان بازار سخندانی کے کرتا چنانچہ ایک مجلس مشاعرہ
مین کہ شعرای کہین نہین بصد آئین رنگین مشغول غزلخوانی کے تہے اور سامعین سخنور کبیر سراپا گوش مصروف دریافت مضامین معانی کے ہر ایک جوہری سخن
درج دہن اپنے سے گوہر آبدار و لولوی شاہوار مضامین منسلک سلک اپنی کو ظاہر کرتا اور اوسے گوش معانی نیوش اہل سماعت کے تئین بزر صنایع بدایع
لفظی و معنوی کے تہا القصہ اوس شب بعد غزلخوانی کے مولوی صاحب فیض رسان علیہ الرحمۃ نے بکمال اشفاق مشفقانہ و بسیار اخلاق استادانہ بطرف اس عاجز کے
کہ شاگردی اونکی تلمیذان کرامت بیان کی فخر اپنا جانتا ہے متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ ایک فرمایش ہماری ہے اگر تم خوشی خاطر ہماری کو تکلیف
اپنے پر مقدم رکہکر اقبال اوسکا کرو تو عین سلوک و احسان ہے مینے عرض کیا کہ ہرچند یہ ہیچمدان اس لایق تو نہین کہ کچہہ کام آپکا اوس پر موقوف ہے
لیکن فرمایئے کہ فدوی فرمایش عالی موجب سعادت دارین جانکر بجان و دل مصروف ہوگا پہر مولوی صاحب موصوف نے طوطی زبان شکر فشان کو بیچ
گلستان بیان کے یون مترنم کیا اور شاہد مافی الضمیر محبت پذیر اپنے کو حجلہ سینہ مہر گنجینہ سے نکالکر باصد زیور تقریر فصاحت آمیز و با ہزاران
لباس تحریر بلاغت انگیز اوپر تخت مرصع کلام عشق التیام کے اس طور پر جلوہ نمایش کا دیا ایک عزیز با تمیز جوان رعنا یوسف مصر فصاحت و
بلاغت ماہ کنعان رزانت و متانت با زیور علوم دینی آراستہ و با لباس قابلیت فنون دنیوی پیراستہ نخلبند گلستان معانی رنگین چمن آرای
شکرستان لفظ و معنی شیرین اختر برج سیادت گوہر درج سعادت میر ضیاء الدین نام تخلص بعبرت متوطن شاہجہان آباد خوشباش قصبہ امروہہ ہمارے
آشنا تھے از بسکہ علم تازہ اور طبع بلند آوازہ زود رس معانی فہم رکہتے تہے گاہ گاہ مشق شعر کی بہی فرماتے تہے اور علم طبابت مین بہی
گوی سبقت از روی تشخیص معالجہ برجستہ کے میدان شناسی اطبای زمانہ سے لیگئے تہے اور مریضان مایوس زندگی کو نسخہ صحت شفا اپنے سے
بخوبی تمام حالت اصلی پر لاتے چنانچہ وہ در یکتای بحر سیادت و آشنای دریای نجابت بیچ سلک رفقای نجو خان مرحوم کے ہمسلک ہوکر
ہر خلوت و جلوت مین انیس و جلیس رہتے بسکہ اوس خان والا شان کو بہی شوق شعر خوانی و معنی رسی اور زبان دانی کا زیادہ تہا پس اکثر بپاس
خاطر عاطر اوسکے اشعار فارسی و ہندی کے کہتے علی ہذا القیاس بفرمایش اوس خلاصہ دودمان حشمت و اجلال و مسند نشین چار بالش فضل و کمال کے
اونہون نے قصہ راجہ رتن سین اور پدماوت کا کہ زبان پوربی مین تصنیف مولانا ملک محمد جایسی علیہ الرحمۃ کا ہے زبان ریختہ
مین تصنیف کرنا شروع کیا اور بمقدور اپنے کوئی دقیقہ شعر و شاعری کا فوت اور فرو گذاشت نکیا القصہ چہارم حصہ اوس تصنیف عجیب کا
بنکات عجیب و لطیف و مضامین رنگین دلفریب بقلم معنی رقم اپنے سے یہانتک تحریر و مسطر کیا کہ راجہ رتن سین ہانک تیور کا شور انگیزی
عشق پدم اور شرر ریزی آتش محبت اوس صنم کی سے بموجب اس شعر کے + نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار
خیزد + درآید جلوہ حسن در گوش + ز جان آرام برباید ز دل ہوش + جوگی ہوا اور صبح عیش شام غربت سے مبدل کرکے شہر اپنے سے ساتہ
سولہ ہزار رفیق ہم پیالہ ہم نوالہ بعد قطع منازل بسیار و طے مراحل بیشمار بوساطت اوسی طوطی شیرین مقال کے کہ موجب اس
خانہ پریشانی اور باعث حیرانی و سرگردانی کی تہی مدت بعید عرصہ مدید مین بحال افتان و خیزان نواح شہر سنگلدیپ مین داخل ہوکر
ایک پرستشگاہ مین کہ قریب باغ پدم کے تہی ڈیرا کیا اور طوطی نے خبر راجہ رتن کی کہ جس جس رنج سے مع لشکر سولہ ہزار جوگی کے آیا تہا پدم کو

پہونچانی اور گل گلستان بیابانی کو طرف اوس بلبل شیدا یعنی وطن بطور معشوقونکی کہ عاشق کو اپنے جمال سے خوش کرتے ہین رغبت جانے کی دلوائی پس یہ حکایت نہایت کو پہونچی کہ میر ضیاء الدین عبرت کو مرض الموت ہوا اور ساتھ حسرت و غم ناتمامی اس داستان ندرت بیان کے دار الفنا سے دار البقا کی قدم رنجہ فرمایا اب عرصہ سات آٹھ برس کا گذرا کہ کوئی موزون طبع کچھ کچھ اپنے جی مین سمجھکر واسطے تمام کرنے اس کلام در دالیتام دست انداز ہوا اور وہ حسب فرمایش زبدۂ خوانین روزگار یعنی نخوخان سپہ سالار بہی بیچ کارزار فرنگیان آتش بار کے لیاقت غلام محمد خان پسر نواب فیض اللہ خان مرحوم مغفور مین کہ یہ جنگ سب پر اظہر من الشمس ہے بنام آوری تمام کام آیا مہربان من اب مدعا اور آرزو ہم مشتاقون کی یہ ہی کہ بسبب فکر تمہاری کے یہ قصہ عجیب و غریب باقیماندہ بیچ سلک نظم آوے تا آب انتظام کی پاوے اور ہر ایک مشتاق سیر اس گلستان مضامین و معانی سے حظ وافر اوٹھاوے نام تمہارا اور میر ضیاء الدین عبرت کا اوپر صفحۂ روزگار کے یادگار خرد و کلان کا رہے اور روح پر فتوح اوس غریق بحر معرفت یعنی میر ضیاء الدین عبرت کی بہی یہ پیوند ہونے اس شاخ کلام کے کہ ایک مدت سے بے سر انجام ہے ثمرۂ نہال خرمی کا پاوے اور واسطے سر سبزی و شادابی شاخسار چمن تمہارے کے بیچ جناب تخلبند گلستان جہان کے ہاتھ دعا کا اوٹھاوے الغرض غیب سے مولوی صاحب نے اور بہی کرم فرمایا میرے چنانچہ مشفق اشفق حافظ رحمن صاحب متخلص شیفتہ کہ سرآمد شعرای ہندی و فارسی کے ہین اور خلف الرشید اونکے یعنی رقم حافظ شیخ الاسلام ادہم و آشنای بحر شریعت و طریقت مولوی غلام جیلانی رفعت و ہمت خان ہمت و مرزا کرامت علی اکرم و عنبر شاہ رقم و معنی شگفتہ آشفتہ و پایندہ راز خفی و علی شجاعت علی نسیم و کبیر خان تسلیم و سید رفیع الدرجات عالی مرتبت نور چشم ضیاء الدین عبرت اور کئی آشنا مجوز اسکے ہوے کہ نظم کرنا قصۂ باقیماندہ کا عین صلاح ہے اور انتظام اسکا تمہین سے خوب ہوگا خوشی خاطر یارونکو اور سب کا روبار کے مقدم رکہیے اور اوس داستان ناتمام کو پورا جلد کیجیے ای یاران محرم راز وای مشفقان بندہ نواز سینے پاس خاطر عاطر مولوی قدرت اللہ صاحب شوق وغیرہ سے باقیماندہ یہ قصہ عجیب و غریب کا وش بسیار و فکر بیشمار عرصہ ایک و نیم ماہ مین ساتھ اس جلدی کے کہ انصرام پانا اس کلام کا محال تہا تمام کیا اور منظور خاص و عام و جمہور انام کا ہوا اور مادۂ تاریخ اتمام یعنی خاتمہ کلام کا سوای الفاظ تصنیف و شاعر کے بہتر نپایا بلکہ یہ تاریخ ایسی مناسب اور انسب ہوئی کہ شعرای شہر وغیرہ صغیر و کبیر کو رشک آیا اور سب نے متفق ہوکے فرمایا کہ یہ مادہ تاریخ کا الہام غیبی ہے نظم یہ کہکر مثنوی منی جو کی غور

کوئی تاریخ اسکی کہیے خوش طور	کہا دل نے اسے دیکھیے جو شاعر	بالاشک جانے تصنیف دو شاعر	سن مادہ سو گیا ہے ختم و کامل

برآئے اب تمہاری خدمت عالی مین یہ التماس ہے اگر بموجب اسکے کہ انسان مرکب خطا و نسیان ہے کہیں سہو یا خطا اس کلام در دالیتام مین ہووے قلم عفو رقم لینے سے اصلاح دا جبی فرماؤ اور اگر ہمت بلند و طبع ارجمند تمہاری بمقتضای نازک مزاجی کے متقاضی اصلاح بخشی نہو اور خطا اس خرد کے خردہ گیر نہوکر از راہ بزرگ ہمتی اپنی کے دامن عفو سے چہپاؤ بیت بقدر وسع در اصلاح کوشند + اگر اصلاح نتوانند بپوشند +

بیان وحدت وجود اور حمد نامحدود رب المعبود کا

ہر اک صورت میں گر وہ نیا جلوہ دکہاتا
بتاؤن عشق کی کیا اب مین نیرنگ
کہے در کسوت لیلیٰ فرو شد
کیا بیرنگی سے جب رنگ پیدا
ہر اک عالم کو گوناگون بنایا

جو دیکہا مین آئے نیرنگ کے رنگ
کہے بر صورت مجنون برآمد
ہوا نور محمد تب ہویدا
وہ بیچون چگون چون مین آیا

ز دریا موج گوناگون برآمد
ازین دریا بدین امواج سر دم
ہوئی جب شکل احمد آشکارا
ہزارون شان مین ہو کر وہ گذرا

اگر یوسف کہے لیلیٰ کہے عذرا کہاتا
ز بیچونی مرنگ چون برآمد
ہزاران گونہ صد مکنون برآمد
ہوا آپہی خود اپنے پہ پیارا
کبہی وامق بنا وہ گاہ عذرا

کبھی بن شکل بلبل کی ہو نالان — کبھی گل کو دیا چاک گریبان
کہین شمع شبستان وہ کہایا — کہین پروانہ ہو دلکو جلایا
کوئی معشوق کوئی عاشق بنایا — کوئی مطلوب کوئی طالب کہایا
کوئی شبنم صفت ہی اشک فشان — کوئی ہر صبح مثل گل ہے خندان
کوئی ہی کشتہ غمہاے ہجران — سراپا داغ جون سرو چراغان
کسیکے بیتن سکہایا غمزہ و ناز — کسی دل پر در غم کردیا باز
کوئی ہی وصل سی جانان کی مسرور — کوئی درد جدائی سے ہے رنجور
کوئی چندر بدن کیطرح رنجور — کوئی مہیارہ سان جیتا ہی درگور
زلیخا کیطرح کوئی ہے نالان — کوئی یوسف نمط قید زندان
کوئی مے سے جوانی کی ہی سرشار — کوئی ہے نشئہ الفت سے غم خوار
کسیکو مثل یوسف دی ہی شاہی — کسیکو جون زلیخا ہے تباہی
کہین مثل پدم کملایا ہو گی — رتن سنگہ ہوا گاہے وہ جوگی
نہین اس عشق سی کچھ بہتر اوکام — نہین مطلوب و طالب سے کچھ کام
نہ کعبہ سے غرض نہ طالب دیر — ہی مقصد اوسکو اپنے جلوہ کی سیر
سبھی مین ہی یہی سب ہے جلوہ — کہاتا ہے صدا گنج خدا وہ
نہ غم وعدہ کی کوئی ہین یہ خوش — کہ کوئی ہوش نہین ہی کوئی مدہوش
کہین فرحت کہین دلتنگیان ہین — اوسکی ساری یہ نیرنگیان ہین
وہی ہی سب مین جتنا ہی جز و کل — اوسکے عشق کا ہی ہر طرف غل
ہے ہر شکلو نمین اوسکا ہی یہ مظہر — عیان سب رنگ سے ہی وہ باہر
ہی جسکے باطن و ادراک سے ہی دور — ہی سب انکو نہین پیدا نہ ہی مظہر
وہ گاہی یار درگاہی ہی اغیار — وہی سمجھے جو ہو داناے اسرار
وہ کسکی شان مین ہو کر ہویدا — وہ آپ ہی اپنے اوپر ہو ہی شیدا
اوسی اک ذات کی ہین سیکڑون شان — ہی جنکا مظہر کامل یہ انسان
ہر اک جا مین ہی کو اوسکی صدا آن — ولے ہر آن مین ہی وہ گمان
مگر اے طایر شوق آگے پرواز — نہین ہو خوب کچھہ افشاے یہ راز
یہ سب ظاہر ہین اوسکا عشق کی رنگ — پران جاگہ مین عقل و ہوش مین گم
ظہور عشق ہی سب جاے حسرت — ہی دال اسبات پر اے اہل عبرت
وہ بحر عشق کے طوفان ہین جسکو تباہی — حباب آسا اوسی دم مارنا مشکل ہو جاتا ہی
کشش سی دلکی یان جو آہ نکلے — بشکل مد بسم اللہ نکلے
کرے ہے آہ جسدم جان آگاہ — سغا نکلے ہے اوسکے منہ سے ابکہ
رگ بسمل تلک تو دیکھہ جاکر — نکلتی ہے صدا اللہ اکبر
جہان نہین جو کوئی ہی ہوش تن کا — شکست شیشہ کی سمجھے ہی آواز
وہی ہر فرد مین ہیگا نمایان — برنگ ذرہ مہر درخشان
وہی دیر و حرم مین جلوہ گر ہی — کہ ہر اک سنگ مین جسکے شرر ہی
ہے اک شعلہ سے اے شیخ و برہمن — چراغ خانہ و بتخانہ روشن
وہی اول ہی اور آخر وہی ہے — وہی باطن ہی اور ظاہر وہی ہے
بقول راسخ آن شعلہ پرداز — نکلتی ہی کباب دل سے آواز
نمیدانم کہ دل بادوست کو بست — صداے قلقل از می یا ز میناست
ہر اک سالک ہی اوسکی دھن مین محو — برنگ آئینہ حیرت ہم آغوش
ہین اوسکے عشق مین فرض سما ہم — ہو یہ حیرت ہے اوسکے دست و پا کم
جنون اوسکا ہی ہر اک کا گلوگیر — رگ گردن ہی دانا شکل زنجیر
اوسی نے گل کے چہرے کو بنایا — تماشے کے لیے بلبل بنایا
بظاہر چشم احول کے وہ ہین دو — مبصر کو تو فرق اوسمین نہین ہے
کہ اک عالم ہی وحدت دیکھتا ہی — تو اک عالم ہے کثرت دیکھتا ہے
اوسی کسطرح دیکھے چشم حیران — ہے مثل جوہر آئینہ پنہان
نظر مین راہ بستان کر دل تپان کا — ہی سنگ سرخ اوسکے آستان کا
دل عاشق جو ہی وہ ذات جلتا — یہ ہی روشن چراغ اوسکی ہی گہر کا
نہ کوئی فارق نہ کوئی مفرق ہی — وہی عاشق وہی معشوق ہیگا
خیال اوسکا طرف کثرت کی آیا — لبان درد ہر دل مین سمایا
ہی وحدت پر دلیل اوسکی یہ کثرت — ہر اک سبزہ ہی انگشت شہادت
ہے اوسکی ہمیشا لی یہی دال — کہین ہی مثل اوسکے جلوہ افعال
تو ہم سی تیری عبرت ہی وہ پاک — پیمبر نے کہا ہے ما عرفناک
الا اے شعلہ عشق ستمگار — جلادی شمع سان اس دل کا ناکا
مسلمان ہو کے دلسے پہر جا جات — پڑہون سوز جگر سے اک مناجات

جو کوئی طالب نعت ہو نت خورشید کے
الٰہی شہر دل کو کر کہ تو آباد
لگا دی صحن دل مین باغ دلکش
نہایت سخت دل ہون مین الٰہا
طپش سے عشق کی کر دل مرا نرم
نہو محتاج چاک اوسکا رفو کا
مرا دل عشق کی تپ سے جلادے
وہ دل دے جو کہ پردیسی ہو بیزار
وہ دل دے جو کہ ہر صورت سے گھبرائے
وہ دل جو رہنماے کاروان ہو
وہ دل جسمین ہو اک غوغاے محشر
کرم اور لطف سے اے صاحب داد
کرتا یہ سب خیال چشم و ابرو
الا لاسے رنگ زیر عارض گل
ہووے جون بیضہ خورشید زیب گنبد گردون
محمد کا زبان پر نام آیا
یہ جو کچھ سامنے ارض و سماہے
ہوا قبل ولادت کل مین غوغا
سرلات ومنات آپہین ٹوٹے
شعاعی خط سے خورشید آسمان کا
ہے عصیان سے یہ امت گو سیہ
یقین ہیو شیا پیمبر بازگہ مین
تحیر سے ہراک ہے شبہہ کرتا
لطیف و پاک وہ جان جہان تہا
صفت اوسکی کہے مقدور کسکا
تو کہنا اوسپہ صلے اللہ وسلم
کرلے مقبول درگاہ اسے

مناجات بیچ درگاہ مجیب الدعوات کے

ہراک مین ہو اسکی شور فریاد
کہ جون گلریز ہو ہر گل مین آتش
نکال اب سنگ سی میرے تو مینا
رکہہ اشک خون فشان سے چہرہ کو گرم
برنگ گل نکلتا ہو لہو کا
برنگ لعل انگارا بنادے
اثار آسا ہو فوارہ شرربار
ذرا گرمی مین جیون فورا ور جاے
جرس کی طرح لبریز فغان ہو
بلا انگیز جون صحراے محشر
مجھے قید تعین سے کر آزاد
ہو جاوین لا برنگ شاخ آہو
اثر بخش دل پر شور بلبل

دل سوزندہ دے داغونسے نورانی
نسیم اوس باغ کی ہو آہ سوزان
نگہ کی تیغ کا ہاتھہ اک لگادے
پہنا دلکو لباس اضطرابے
عطا کر اشک دل کو بیقراری
وہ دل دے جو کہ اک ہو فغان کا
وہ دل دے جو کہ ہو غارتگر ہوش
وہ دل جو تاب طاقت سے ہو آزاد
وہ دل جسمین ہو علم شور تحصیل
کہون کیا یہ مجھے تو پاک وہ دے
تہی جیون نے تو کر دل سے میرا
جو ہو وے بند یا زلف گرہ گیر
محبت اپنی تو مجکو عطا کر

نعت سرور کائنات علیہ التسلیمات کی

قلم نے سر کو سجدے مین جھکایا
سب اوسکی ذات سی پیدا ہوا ہے
برنگ مہر قرب صبح اوسکا
زمین پر گر پڑے جون قفل چھوٹے
ہوا جاروب کش اوس آستان کا
نہین کچھ خوف شافع ہی زبردست
نہ تہی جا بیچ کی شے اوسکی تہہ مین
کہ کیونکر گنبد بے در سے گذرا
برنگ شیشہ شفاف آسمان تہا
خدا مداح عزت ہووے جسکا
سب اوسکی آل و اصحاب و تیمم
ہے تیرے نام سب عالم کی شاہی

محمد کا جو شیرین نام لکہا
نمک اوسکا نہوتا آب و گل مین
جہاں سے کفر کی ظلمت ہوئی دور
محمد سرور دنیا و دین ہے
شفاعت کو جو لب اپنے وہ کہولے
کہون معراج کی کیا راز کی بات
نہ تہا مذہب حکماے ناپاک
نہ تہا اوس مہر کا سایہ زمین پر
اوسی تن سے ہوا وہ عرش پیما
کہان اوسکی صفت ہووے کسی سے
یہ حال زار تو اپنا دکہا کر
لسان ذات پاک حق تعالے

خباب کبریا مین عجز سے سر کو جھکاتا ہے
برنگ جلوہ پرہاے طاؤس
بجاے سرو ہو سرو چراغان
شہید آسا اوسی خونمین دبادے
ولیکن ہووے رنگ اوسکا شہابی
برنگ برق باران بہاری
ہوائی سا کرے سیر آسمان کا
خم صہبا کی صورت سر بسر جوش
ستم پروردہ چشم بلا زاد
قیامت ساز جون صور سرافیل
مری صاحب ضمائری ہو سودے
بہرا ہو ایک اوسمین شور تیرا
نکل جاوین مین جون آنزے زنجیر
مرا حامی محمد مصطفے کر
نبی کی کفش پا کی خاک سے جس کو ناتا ہے
مٹھائی سے قلم کا ہو منہہ چپکا
تو کب اسپایہ ہوتا شور دل مین
زمین و آسمان پر چھا گیا نور
محمد رحمۃ للعالمین ہے
تو رحمت دوڑ کر حاضر ہو بولے
ہے جون شق القمر اعجاز کی بات
نہین ہے التیام و خرق افلاک
سراپا نور تہا جسم مطہر
نظر جسطرح عینک سی نکلجاے
جو کوئی ہووے معشوق اسے
خباب اوسکی مین عرض عاکر
ترا ثانی نہی عالم مین بنایا

کیا حق نے تجھے ختم رسالت
سند پر ہے تری مہر نبوت
تجھے تابع ہین سب پیغمبر پاک
ترے سر پر ہے زیبا چتر لولاک
کہ یثرب کی ہوا سے ہو کے دمساز
کرون بے بال و پر جون شعلہ پرواز
توجہ سے بنا اسباب میرا
کہ دیکھون آستان پاک تیرا
اوسی قدمون تلے با چشم نمناک
لبان آب ہو جاؤن تہ خاک
الا اے واقف اسرار معنی
عطا کر عشق کی دلکو تجلی
کرون تعریف مین پیر طریقت کی کم و عبرت

تو آیا اور دین سبکے گئے دور
خط ہمیر کب ہوتا ہے منظور
مدینے کو مرا دل نت ہی چلتا
برنگ مہر ہے مغرب کو ڈھلتا
رسائی مین لیکن منفعل ہون
تعلق سے مین بنا پا بگل ہون
کرون آنکھونکا سرمہ گرد انکی
کرون فرگان سے جاروب مکانکی
قیامت کی کہون آگے ہے کیا بات
اونھونکا عاقبت نعلین کے سات
جو شوق ذوق ہو تحصیل حاصل
کرون مدح و ثنا ہے یہ کمال
جہا مین فیض جسکی ہے ہر ایک پایا ہے

تعریف پیر طریقت مآب حقیقت انتساب کی

سر و سر خیل مقبولان درگاہ
ہوا اپنے عصر کا سید حسن شاہ
شریعت کی طریقت پر روان ہے
حقیقت کا دم اوسکا زد زبان ہے
جو کوئی دل سے اوسکی سامنے آوے
وہین وہ مشت خاک اکسیر ہو جاوے
ہجوم اوس آستان پر مردمکا
نہو کیونکر کہ ہے وہ خرد مکانی
وہان ہر مردہ دل ہی زندہ ہوتا
عیان اوس دم سے ہی شان مسیحا
یہ سب ارض و سما ہی فرش اوسکا
لکھون اب وصف اوستاد معلی ذات اپنی کا

جہانیر نام وہ مذکور ہووے
زبان جون برگ نخل طور ہووے
کمال اوس ذات سی یوہی اوبلتا
کہ جیسے جوش مارے خم مین صہبا
بدل جاوے خوا مین زہر ناپاک
نظر اوسکی کرے افیونکو تریاک
سیادت نام سے اوسکے مبین
جلالت شان سے اوسکی مزین
غرض کہ آیت حق الیقین ہے
ہمیر کیطرف سے یان امین ہے
کہ پایا اوسکا پایہ عرش ہیگا
نہوتا گر محبت خان سا اوستا

بیان اوصاف حمیدہ اوستاد معنی ایجاد مجمع فضیلت و ارشاد کا

کہون کیسا وہ نواب زمان ہے
کہ شعر و شاعری فن مین جو یکتا تہا
قلم آسا سراسر نکتہ دان ہے
سخن کے سقم کا ہے وہ فلاطون
کہ اوسکے ہاتھ مین ہے نبض مضمون
دل اوستادونکے ہون ہرچند عالی
ہے اوسکے آگے جون مینا ہے خالی
ہر اک مضمون رنگین بیش و کم ہی
وہ لکھتا ہی رگ گل کے قلم سے
کرے ہے شانہ سان باندھنے والے
سدا زلف سخن کی موشگافی
وہ بہر کر لفظ مین مضمون رنگین
کرے ہے منتظم جون عقد پروین
یہانتک قطعہ کو دیتا ہی تزئین
کہ ہو جاتا ہے رشک قطعہ چین
دکھائی دے ہی جو دنیا مین صہبا
عیان الفاظ سے مضمون ہے اوسکا
خدا اوسکو رکھے دلشاد دائم
مجھے لازم ہی صفت حضرت ران لکھون اسدم

مضامین کس طرح کرتا ہے ایجاد
ہے فن شعر اوسکا اوسنے جو ہر
اصول و منطق اوسکی ہین زبان پر
فلاطون کو دمین خم مین چھپایا
فلک نے اوسکو یان آتے جو دیکھا
وہ اوسکے تار سطر مین چھپا ہے
برنگ نغمہ جو مضمون رسا ہے
کہ معنی آپ ہو وین آفرین گو
کرے اصلاح یا تنک وہ سخن کو
خجل ہے مطلع خورشید انور
غزل سے اوسکی مطلع کو نظر کر
بٹھاتا ہے برنگ چار عنصر
رباعی کے مصارع سب برابر
ہے گویا نثر طائر آسمان کی
سراپا نثر اوس عالی بیان کی
سخاوت اور شجاعت اور مروت
دل وہا زود و قیم اوسکی ہین عبرت
بحق پنجتن پاک مطہر

مشک بیزی خامہ رتبہ بیان کی بیچ مدح نواب فیض اللہ خان کے

کہان ایسا جوان ہوتا ہی پیدا
کہ جسکی ذات سے آج ایک عالم فیضیاب ہے
نہین کوئی عمل بین اوسکی نظر
کہ نوکر ہینگے جسکے زہد و تقوے
بغیر از غمزہ چشم ستمناک
تواضع عہد مین اوسکے ہے ہر جا
قدح پر ستہ جھکاتا ہیگا مینا

لکھون اب مدح فیاض زمان کی
خدیو عصر فیض اللہ خان کی
تدبیر و تخلق و قدر دانی
زمانے کا ہے عالمگیر ثانی
نہین تھے عہد مین اوسکے کوئی نا
دل عاشق سوا از شان لالا
نسق سے اوسکے کیا مقدور ہیگا
جو ماہی سے گلاوی جوش دریا

جو ہووے بازِ خونِ بط کے دینے	بط اوسکا ہوتین دریاے خونِ بطی	ہومن لے باز سے روح ہوا پر	لگا دے تیر مین سرخاب کا پر
طبیب اوسکے عمل ہین ہین جو ہنر	بعند کرتے ہین بیمار کی دارو	جسے بیماری دا داور سے بد ہو	کرے روباہ ترک نفع اوسکو
ہر بند و بست سے اوسکے نمایان	کہ دان ہوتا ہی کمتر ہیو دہقان	کیا ہے متفق ہر ایک شے کو	لگا سے چلتے ہین ہونے ردی کو
کسی کا بھی عمل دیکھا ہے ایسا	کہ نت بیتے دیا چلتا ہے پیسا	مین اوسکی خوبیان کیا کیا بتاؤن	غزل اک فارسی کی پڑہ سناؤن

غزل فارسی

جو در ہیجا بکف خنجر گرفته	عدو دستِ امان بر سر گرفته	چسان خیزد صدا از زخمی او	که آب تیغ حلقش در گرفته
ہمای شوکت او آسمان را	بسانِ بیضه زیر پر گرفته	گدا از فیض او در کاسهٔ خود	صدف آسا همه گوهر گرفته
توان گفتن چو گردون سایهٔ او	که بر فرق که و سر بر گرفته	برنگ آئینه طبع صفایش	نهان در پرده جوهر گرفته
بیانِ آفتاب عالم افروز			دلش عبرت بکف ساغر گرفته

بیان سخاوت و شجاعت نواب ممدوح کا

سخاوت اور شجاعت کا بیان اوسکی کہون کیا مین	کہ حاتم وقت اور رستم زمانیکا کہاتا	زہے نوبا وہ باغ نوجوانی	بہ چمن آرائے سرو زندگانی
نہایت دور ہے دانا و ہشیار	سراپا نکتہ دان جون چشم دلدار	برنگ قد پریان طناز	بہر جا راستی مین ہے وہ ممتاز
عیان تمکین ہے اوسکے ہوش سے کار	کہ حرف آسا ہے وہ خاموش گویا	چھپا ہے اوسکے دلمین جوش معنے	وہ مثل نقطہ ہے سر جوش معنے
کمال اوس فراست سے ہی یون مبین	تہ فانوس جیسے شمع روشن	رہے کیونکر نہ اوسکا ہاتہ خالی	کہ ہے رسم اوسکی بخشش کی نرالی
صدف مانگو تو موتی جہل بخشے	جو بکری مانگے اوسکو فیل بخشے	نہووے خرچ تو بہی خانسامان	نہین ممکن کہ ہو دی کچہ نہین ہان
روپے کے کیسے کو پہلے کیا عام	کوئی توڑے وہان لیتا نہین نام	اگر تلوار کو اوسکی کہون برق	نہین رہتا اوس تشبیہ مین فرق
کرے جس ان مین وہ شکل اپنی دکہاوے	ہزارون دل کو بادل سا اوڑا دے	جو پہر ضرب تہا اوسکا بلند ہوے	نظر مین جسکے بجلی سی چمک جاے
عدو کے سر پہ بیٹھے اوسکا جب وار	تو کاٹ اوسکو زمین کی تہ اوسپار	عدو کے دلمین ہو کیون نہ وہ خشک	کہ سکرا دڑے ہے جون نافہ مشک
بجز ہی کیا چمخ پر وہ تیغ جون برق	کہ نت رہتی ہے وہ خود کاٹ مین غرق	ہوا کیا خاک کہاوے اوسکا بسمل	کہ جون آتش ہے پانی اوسکا قاتل
عدو کی فوج کا گر ہووے غوغا	وہ نکلے غول سے جب یکہ تنہا	دہن ہیبت سے اوسکی بہاگین سارے	کہ جون خورشید تابان سے ستارے
نہین بہاگے عدو کے پیچہے جاتا	وہ عاجز کو نہین ہرگز ستاتا	کرے گا قتل کا اوسکو اشارا	خدا نے جسکو ہووے مارا
بہادر کا نہین ہے نام تلوار	عدو کیون سنکے کٹ جاتا ہی بار	کبہی نے ایسا دیکہا ہی و لوا لعزم	کہ جاے رزم کو سمجھے ہی نت بزم
علا کیونکر نہ ہو اوسکا ارادا	کبیر الشیخ ہووے جسکا دادا	نبی کی جب یہ نام اوسکا ہی برہان	کہ کہتے ہین غلام مصطفی خان
علی کا اسم ہے ازبسکہ اوراد	ہے اوسکا کشور دل حیدرآباد	حسن کا عشق یون اوس سینہ مین چمکا	کہ جیسے لعل زیر خورشید چمکا
بحق حضرت خاتونِ عالم	نہووے اوسکو خبر شبیر کا غم	رہین فضل خدا سے اوسکے یاور	علی و فاطمہ شبیر و شبر

تعریف قلم سحر نگار عجوبہ نگار کی

قلمون کیونکر نہ وصف اپنے قلم کا مین کرون درد			تہمتن کیطرح مضمون سے کشش با الاہی
جو کوئی معنی کی صورت بنا دے	وہ میرے اس قلم کا پاس آوے	کہ علم سیمیا ہے اوسکا ایجاد	وہ فن شعر مین ہی سبکا اوستاد
جلا دے موج مین وہ سحر پیوند	کرے کاغذ یہ بحر شعر پہ بند	ہر اک اوسکے مین مجنون کی تو ...	کہ وہ صحرائے دل سے آشنا ہے

کرے مجنون اگر احوال تحریر
جو کالی ہیگی صورت لہر مارے
غرض عالی طبیعت کا عصا ہے
جواب اپنی قلم سے اب یہ کرتا ہون کہ دل مجکو
کہ ای مسند نشین نکتہ دانی
نہایت تجھین ہی عقل و کرامات
ہی دلمین تا کہ مین ہو کر نوا ساز
کرون خورشید سان طبع آزمائی
بدل تسنگرف کی رنگ شفق ہو
لکھی ہو صفحہ پہ ہر فرد دل جو
کہین ہر وزیر جو پیش آجاے
ہو نقطہ اوسکا ہر جانب گلستان دل
کرے وہ چھیڑ جون بلبل زار
کہے کوئی کہ عبرت سا مسلمان
جواب معترض مجکو بتا دے
جواب پختہ و معقول ہی اب خامہ
کہ عشق آزاد ہیگا کفر و دین سے
جو پیش آوی اوسی مردود و مقبول
مسلمان کا فراس سے سب ہین محجوب
جسے نیرنگ اپنا وہ دکھا دی
اوسے معشوق و عاشق کا نہین غم
کرے ہی روشن اپنا شعلہ جبدم
بھلے سا ونت سی وہ منہ نہ موڑے
سخنی اے قبلۂ امید عبرت
کریگا اعتراض ایسین جو بیجا
قلم نے جب مجھے ہارس بندھایا
سخن لیکن دو نومین حسب سے لکھہ

بنی ہر سطر کاغذ شکل زنجیر — بنا دی کوہ کی بھی دلمین رست
سر شاک نف کا نقشہ او تارے — اگر ہاتھو نکو باندھی نقش باہم

سوال کرنا قلم نزاکت رقم سے واسطے تالیف اس قصہ لطیف کے

طراز داستان عشق کی رغبت ہے لاتا — جو دیکھی مینوا اوسکی رے اصحاب
تری محکوم ہین اہل معانی — جہانمین تجھسی ہی اشراق ایجاد
عجب ہوتے ہین تجھسے خرق عادات — ہی سب احوال دل کا تجکو معلوم
نکالون پردہ دلسے اک آواز — بر آئے خاطر یاران بے کین
سیاہی کی بناؤن روشنائی — لکھون خط شعاعی مثل گردون
گلستان کا نمونہ ہر ورق ہو — نمودش الفاظ ہون جون غنچہ گل
صحیح و خوشنما جون بت ابرو — کشش ہر حرف کی دیتی ہو
مژہ کے موسی بھی زیادہ کھلا دے — جو ہو تشدید سطرونکی نمودار
بیاض چشم مین سرمہ کا جیون تل — غرض مثل خط خوبان رعنا
نظر آوے جسے یہ خط گلزار — کھلا جاگا لیکہ مین پوچھو ہون تجکو

جواب تشفی مآب قلم کا

سخن کی لکڑی مسرت مجھے ہار سند ہے آتا — قلم بولا کہ اے سرمایہ عقل
نہین کچہ کام اوسی شک و یقین سے — وہ ان دو نون بجی عالم سے ہی آزاد
اوڑا دیتا ہی ظالم دو نونکی ہی ہوش — نہین کچہ مانتا عشق ستمگار
حقیقت شیخ صنعانکی ہی مشہور — نہین خاطر مین لاتا عشق سرکش
وہ ہین ننگ اسکے جہرکا ادراک — گدا و شہ نہین گنتا وہ موجود
وہ دو نونکو کرے رسوائے عالم — نہ اک بلبل ہی کو رکھتا ہے غمناک
جلا دی شمع پروانے کو باہم — نہایت وہ کری جس شخص کو پیار
نہ مارے جبتلک وسکو نچھوڑے — حقیقی عشق ہو یا مجازی
دنیا ب عشق کی تو ذ حقیقت — جہانمین عشق کا جو رتم دین ہے
جناب عشق کا مردود ہوگا — جو کچہ آتا ہے تیری جہین

وصف ہندوستان جنت نشان اور عذر مصنف اس داستان ندرت بیان کا

ہے وہ فرہاد کے تیشہ کا دستہ
ہر اک الفاظ مین ہو عیب ضیغم
ہر اک ذ بیہوش کا وہ دہنما ہی
کہا اپنے قلم سی ہو مخاطب
فلاطون کا تو ظلمت مین ہی استاد
تو بن پوچھے کرے ہی بات مفہوم
لکھون اک داستان شوخ و رنگین
بیاض سے رو کاغذ صبح گردون
معانی مین چھپا ہو شور بلبل
جو مداد سبز ہو سو مد نظر ہو
خجل ہو شانہ گیسوے دلدار
بناؤ نمین رخ کاغذ کا انشا
کہ کرتا ہون بیان عشق ہندو
ہوا ہی عشق کا فر سے سخن ران
مرے دلسے یہ شبہہ تو مٹا دے
تو جس قصہ کو چاہی کر دہی نقل
کرے ہی کفر و دین دو نونکو برباد
کہ کیا تسبیح ہی اور کیا ہے زنار
کہ ہین کیا خاک و آب باد و آتش
وہ دو نون کی نگاہ منتر سی دو دو
کری ہی گل کی بھی سینہ کو صدچاک
اوسی دم لینا ہو جاتا ہے دشوار
کرین ہین دو نون سمجھ ساتہ یاری
معاف حضرت شرع مبین ہے
شتابی کہہ مین ہون لکھنے کو تیار
سخن کے گھر فراغت سی مین آیا
معاون تیغ ان جو اللہ و حمیت

سخن کی بزم میں تجھ غالب دیسی اہو کر ۔ حقیقت شمع و پروانے کی سامع کو سنا کر
بہرنگ صبح اپنا دل ہے آہ شاباش ۔ جراحت پر تو اپنی ہے نمک پاش

نہیں دیکھا میان شہر و بازار ۔ متاع درد کا تجھسا خریدار
جہانتک پائی جنس بیقراری ۔ فلک نے آگے تیرے سر سے ماری

سدا رکھتا ہے تو راحت فراموش ۔ پریشانی کو شامل زلف بر دوش
سمندر تیرا ہمسر ہوئے کیونکر ۔ تو ہیگا آتش غم کا سمندر

عجب صورت ہے تیری چشم مخمور ۔ ہزاروں آہ لے جون نخل انگور
میں غمخواری میں تیری اپنی زاری ۔ تڑپتا ہوں سدا جیوں نبض بیمار

میں مور تو دونوں ڈر زخونمیں کیفیت ۔ گل و غنچہ گیسو بے کم و کیف
مرض میں تیری بھی ہو جگر فنا ۔ کہ ہو بیمار دار آخر کو بیمار

نہ مجکو چین ہے نہ تجکو ہے خواب ۔ پتنگ اور شمع سا دونوں نہیں ہیں
کہوں اک قصہ تا یہ درد بٹ جائے ۔ کہیں یا تو نہیں غم کی رات اکتا جائے

ولیکن قصہ کہتا ہوں فلن کا ۔ کہ ہونمیں عندلیب اپنے چمن کے
سواد ہند کو اے مونس جان ۔ بنا اوں سرمہ چشم صفاہان

کروں ہندوستانکا عشق مرقوم ۔ مجھے جب ہے عرب کے ملک میں ہوم
کہ شور عشق ہندی تیز تر ہے ۔ عرب کے عشق سے خونریز تر ہے

عجم میں ہند کا ہے عشق خونخوار ۔ قیامت ہند کی کاڈھی تلوار
ہے شعلہ عشق ہندی کا شرر ریز ۔ کہ ہیگا آفتاب اسکا نہایت تیز

لکھوں ہندوستانکی گر میں تعریف ۔ تو دفتر ہو جدا اک اور تصنیف
نہایت طول یہ مذکور ہو جائے ۔ ہزاروں کوس مطلب دور ہو جائے

غرض آتش ہے اوسکی آتش دل ۔ ہوا اوسکی ہی روح مرغ بسمل
تباہوں اوسکا پانی آہ کیا ہے ۔ مگر طوفان کا پانی رہ گیا ہے

جلے پروانیکی ہی خاک وان کی ۔ کہ عشق افزا ہے خاک ہندوستانکی
جو کوئی عاشق و معشوق پایا ۔ دو دل ہرگز نہ اونکے درمیان ہے

بہرنگ شعلہ عکس گرد ہے بستا ہے ۔ جو مرتے ہیں تو دونوں ایسے مرتے ہیں
مجھے اسیر جو تائید سخن ہے ۔ جنون سرمایہ عشق رتن ہے

محبت کی جو ہوتی ہیں نگاہیں ۔ چھپے گئی ہیں دلکی بیچ آہیں
رتن کے عشق کا شعلہ تھا سرکش ۔ بدم کے بھی لگا دی دلکو آتش

لگا دلکو بدم کے شعلہ اور کر ۔ جلے اک گھر سے جیسے دوسرا گھر
وہ دونوں عاشق و معشوق ہیں جمع ۔ جلے اکبار جوں پروانہ و شمع

سوا اوسکا نہ لکھکر قصہ تام ۔ مدلل شمع و پروانہ رکھا نام
ہو جوں ابر سیہ میں مہر پرنور ۔ مری ہر شعر میں مضمون ہے مستور

جو ذرہ آب و تاب اوسکی نظر آئے ۔ دہن میں خجلت سے حاسد غرق ہو جائے
برائے دوستان ہے مہر سرما ۔ عدو کے حق میں ہے خورشید گرما

رقم جو ہے یہ مضمون شعلہ بنیاد ۔ مری روشن طبیعت کا ہے ایجاد
نہ سرقہ ہے نہ کوئی مبتذل ہے ۔ توارد لیکن اوسکا محتمل ہے

مگر مضمون عاقل خان رازی ۔ کہا اوسنے داستان یہ فارسی کی
ہمیں کے طریق اسمیں ہے داخل ۔ کہ میں اوسکے مقولہ کا ہوں قائل

سوا اوسکی نظم کو تو دیکھ لا تو ۔ ہندہا ہو ویگا مضمون اک ہے آہ
سن اے حاسد اپنے فضل و عقل ۔ تو کیوں لکھتا ہے ہم ایسا ناحق

نہیں ہیگا یہ غیرت کا تقاضا ۔ کہ مضمون لانا مضمون پرایا
میں غیرونکا ادب کرتا ہوں شاہا ۔ میں اپنے عصر کا ہوں اپ وستاد

جو کوئی آپ کرتا ہے وہ شاہی ۔ اوسے غیرت ہے دریوزہ گدائی
مگر برحرم اتنی خود پسندی ۔ ذرا تو دیکھ میری دردمندی

کبھی تو بول نش مرغ حق گو ۔ خدا کے ڈر سے ظالم لفظ خونخوار
کہ مینے جانکنی جون کوہکن کی ۔ بنائی شکل تب شیرین سخن کی

نکال دلسی ہے آہ جگر جون ۔ کیا ہے مصرعہ رنگین کو مضمون
ہراک مصرع مرا لوہو میں ہے غرق ۔ بہرنگ مصرعہ برجستہ برق

ہے ہر حرف میں خونکا اثر ہے ۔ زبان خامہ شاید نشتر ہے
نہ رہا اتنا بھی انصاف سے دور ۔ کہ تجا لکو تو کہتا ہے انگور

زبون مست دیکھ آنکھو زبانکا ہے ۔ مری ہر حرف میں دلکا دھواں ہے
نہ رکھ اونگلی مرے حرفونپہ زنہار ۔ دھوئیں میں شعلہ ہے لپٹا خبردار

مرا شیرین سخن تجکو نہیں خوب ۔ طبیعت ہے مری خجلت سے مرغوب
خدا سے ڈر مجھے تو نام مت رکھ ۔ مرے اشعار سے تو کام مت رکھ

که من بعد ازین گوهر نسفتم — برای خاطر احباب گفتم
که مین احباب سی رکهتا هون تاپاک — عنایت کی ڈالا هون چشم مین خاک
جهان مین جو کوئی هی صاحب هوش — جو هین مثل قلم سرتاپا گوش
اونهو کی خدمت عالی مین هی عرض — ادا اونپر بهی قبول عرض هی فرض
که هوتی هی خطا هر اک بشر سے — نصوصًا شاعر فرخنده فر سے
زمین شعر مین دیکها هی اکثر — نهین ٹهیرتا قدم هرگز برابر
قلم کی دیکهی جسجا لغزش پا — نظر آوی جهان اصلاح کی جا
سکهی مجبور نه هرگز حرف خامی — بقول پاک مولانائے جامی
بقدر وسع در اصلاح کوشند — اگر اصلاح نتوانند خموشند
جو کوئی مجهکو نیکی سی کرے یاد — خدا و مصطفی اوس سے رهین شاد

شروع داستان دلفریب پیدایش پدماوت رانی سراندیپ کے

یه تصویر اوس جگه کی هے که رانی پدماوت کو مکتب خانه مین پنڈت پاس بهیجا



یه دم کا حسن عشق افزا بیان کرتا هون جون بلبل — کرے فکر گلزار خان طفلی اسی سی ذکر خوش تاج
سمند خامه طوفان بلا خیز — هوا جون اشک گلگون گرم مهمیز
دل اوسکے ساته با صد رنگ و تازی — لگا جون شعله کرنے تیغ بازی
نهایت مضطرب لکهو جو پایا — یه قصه مینے اوسکو کهه سنایا
که تها هندوستان مین اک مهاراج — سر اک شاه و گدا کو فرق کا تاج
سراندیپ اوسکی پایه تخت کا تها — سپهر لک چتر اوسکے تخت کا تها
بهار آسا سدا رهتا تها دلشاد — اوڑا کرتی خزان غم کی بنیاد
سر بیار اهی ملک شادمانی — جوانمردی سی گندهرب سین نامی
شبستان مین تهی اوسکی ایک رانی — نهایت خوبصورت حور ثانی
کسا اسیطرح دستور هے گا — صدف مین قطره اک نیسان کا ٹپکا
محل اوسکا تها پڑهے شب و روز — هوئے خورد و کلان جس سے عشرت اندوز
نزاکت سی شکم مین بچه اوسکا — نظر آئے تها جیون مینا مین صهبا
غرض گذری حمل کو جب که نه ماه — هوی پوری دن اوسکی حسب دلخواه
جنی اوس گلرخ زیبا نے دختر — نه دختر بلکه اک تابنده اختر
جو کاٹی ناف اوسکی شکل آهو — وڑی بو شگفتانه کی سی خوشبو
هوئی جو بیدمشی پیدا وه گلفام — رکها پدماوت اوسکے باپ نے نام

ہزارون بھونرا گرد اوسکے گھومتین
کنول کے پھول پہ جیسے جھومتین

وہین اک سبز گہوارہ بنایا
اوسی غنچہ کی شکل اوسمین سلایا

جو پایا دائی نے عالم نرالا
بغل مین اوسکو دل کی طرح پالا

نظر سے چشم بد کے بسکہ ڈرتی
جدا آنکھون سے جیون پتلی نہ کرتی

قیامت فتنہ اوس قد مین جو پاتی
تھپک کر اوسکو بھی اکثر سلاتی

سب اوسکے گھر مین جو خرد و کلان تھے
اوسیکی غور مین روز و شبان تھے

لپک کر برق سان گھر گھر جو جاتی
ہزارون کے لگے خرمن کو جلاتی

اگرچہ شکل و صورت مین تھی جون گل
پہ باتین کرتی تھی مانند بلبل

بلا اک برہمن ہوشیار دانا
پہ تحصیل علوم اوسکو سکھانا

کہ ہمزادون مین مکتب نشین ہو
فراغت سے کرے حاصل سبق کو

برہمن نے سبھونکو سر جھکایا
جو مکتب خانہ کو بتخانہ پایا

لگی پڑھنے وہ بسم اللہ جب دم
برہمن ہوگیا مجموعۂ غم

وہ گل جس صفحہ پر ہوتی سبق خوان
نظر آتا وہ اک جزو گلستان

لپٹ رہتا تھا خوبی کے سبب سے
دل عاشق نمط حرف اوسکے لب سے

سبق کو بھول کر وہ غارت ہوش
تبسم کرکے ہو جاتی تھی خاموش

یہ کہتا تھا کہ کمتر ہنس شکر لب
کہ مصری تیغ یہ کاٹے ہی عجب

پر اوسکے سبز شل بخت کامل
پہ منقار اوسکی پرخون صورت دل

نمیاز آسا تھا ظاہر سبز دلکش
پہ باطن مین چھپی تھی اوسکی آتش

سخن جو نازنین لب پہ گذارا
جو تھا ہمدوش اوس آئینہ رو کا
غرض طوطا بھی پڑھکر علم یکبار

اگر معشوق ہو دمساز عاشق کا تو پے گردن
حسد سے کچھ عجب جلتے تھے اونکا اوٹھا دل

کہ جب چودھوین سن مین ہوا داخل
ہوئی جو چودھوین کا چاند کامل

لگی کر رنگ اپنے کو بنانے
لگی لوگونکو جب تحقیق دکھانے

جہان مین جب بعقل و نکتہ دانی
بنایا کوئی اوسنے اپنا ثانی

جو تھا علم و ادب مین بسکہ ممتاز
شکر لب نے کیا طوطا ہی دمساز

لگانے چھاتی سے پھرتی تھی ہر جا
اوسے الفت سے جیون لنگیا کی گڑیا

جو بھونرا جانور اوس پر گری تھا
رہن کم بخت تو اک آدمی تھا

وہین اک دائی ستھری سی بلائی
وہ آتش اوسکے سینہ کو لگائی

اوسے باد مخالف سے بچاتی
چراغ آسا تہ دامن چھپاتی

لیے رہتی تھی ہر ساعت مشوش
اوسے گودی مین جیون جاڑے کی آتش

کیا تھا معتدل سب کارخانہ
بمانند مزاج چار گانہ

لگا ہر ایک کا دل خون اوگلنے
وہ تیغ آسا لگی جسوقت چلنے

جہان کے باغ مین اوسکا ہر دو تھا
برنگ غنچہ اک نادر نمو تھا

شروع سال پنجم رای رایان
ہوا تعلیم کو اوسکی پریشان

کئی ہمجولیان اور اوسکی ساتھن
بٹھائین رائے نے پیش برہمن

مبادا ہو تنہا دے ناز پرورد
تپ تنہائی سے تنہا لے درد

سبق اوسکو برہمن کیا پڑھاتا
کہ شل مرغ بسمل خود پڑا تھا

جو کی اوسنے نگاہ عشق آگین
ہوا ہر لفظ صد معنے سے لبریز

ہر اک حرف لوسکو تھا شکل آئینہ
دہن مین تھا نہ تنگی سے سماتا

دوبارہ حرف شیرین لب اگر
ہو جاتا شربت ورد مکرر

برہمن شل ستان خرد کم
شہید جلوۂ تیغ تبسم

مصاحب ایک اوس بت کا تھا طوطا
کر اوسکا نام ہیرامن رکھا تھا

محبت اوسکی اعضا مین بسین
ہوا تھا عشق خونی طوق گردن

جو کچھ پڑھتی تھی وہ غارتگر جان
وہ طوطا ساتھ تھا اوسکے سبق خوان

وہی الفاظ پھر وہ حفظ کرتا
شتابی ہوگیا گویا وہ طوطا
ہوا آنکھون کی صورت اوسکے اعیان

محبت پیدا ہونا آپس میں پدماوت اور طوطی شیرین کلام کا اور اطلاع پاکر درپے دفع طوطی کے ہونا سہیلیوں خود کام کا

کتاب حسن کا جو نکتہ دان تھا
وہ ہم کے حال سے یون عقدہ خوان تھا

ہوا دل اوسکا گرم عشقبازی
سمجھنے لاگی رسم جانگدازی

مہ نو کیطرف کرکے گذارہ
لگی کرنے وہ ابرو کا اشارہ

تب اوسنے ربط انسان سے اوٹھایا
مصاحب اپنا حیوان کو بنایا

جو کچھ احوال ہوتا اوس سے کہتی
جدا اک آن وہ اوس سے نہ رہتی

قفس ہاتھون سے اوسکا کھینچتی تھی
اوسے پھولونمین ہر دم تولتی تھی

جهلی تهی سبکو اوس طائر سے الفت
پرستاران تهی سب گرم صحبت
محبت دونون جانب تهی صادق
شکرلب کا ہوا طوطا بهی عاشق
سویدا کیطرح نت دل مین جیون جان
پری کے عشق کو رکهتا تها پنهان
غرض اک روز فرصت اوسنے پائی
پدم کو داستان غم کی سنائی
کہے اس بچه قمرگان نے بیباک
قفس آسا کیا سینه مرا چاک
اگرچه سبز ہے ظاہر مرا رنگ
یه باطن مین مرے آتش ہے جون سنگ
که جب دیتا ہے زرگو تاب زرگر
دهوان نکلے ہے اوس سے سبز اکثر
پری سی داستان عشق خونخوار
وه احقا غیر سے کرتا تها اظهار
مگر کسطرح نفط اوس قصه غم کے
پڑی کانون مین سب خرد وکلان کے
جلی حسرت سے اون تک سینه مین آگ
حسد کا انکو ڈستے لگ گیا ناگ
کہ یه طوطا نہایت بدبلا ہے
یہان سے دور اسکو کرنا بهلا ہے
دم اوسکا گرم مثل جرم حداد
گلا دیتا ہے اک ساعت مین فولاد
اوسے ہے عشق کی باتین بتاتا
ہے آتش خرمن گل مین لگاتا
ہمین خطره یہی رہتا ہے دن رات
نہین معلوم پر تقدیر کی بات
اوسے سو طرحکا منصوبه سوجها
خیال خام لیکن سبکو بوجها
یه کہکر اوس نے اک بلی منگائی
پریرو کے شبستان کو بهجائی
قفس کو توڑکر پرزے کرو تم
کرو عالم سے طوطی کی تئین گم
گئی رانی کے پاس اوٹهکر وه بیدرد
جدا تا تیر سے مثل دم سرد
نظر کر دشمن جانی کو طوطا
ہزارون بات اپنے دلمین سوچا
بچاوے میری بلی سے تو گردن
برا ہوتا ہے گر ہو گهر کا دشمن
جدائی تیری مشکل ہے پیارے
نهو یانی جدا لاٹهی کے مارے

دکها کر آخر اپنی چشم وابرو
دل اوسکا لے گئی چهل کر پریرو
لگا بیٹهی جگر مین اوسکے تیر
لسان طائر قبله نما تیر
کسی سے حال اپنا کچهه نه کہتا
برنگ غنچه منهه موندے ہی رہتا
که ابرو نے تمہی ہے مجکو مارا
مرے دل پر ہے نت چلتا یه آرا
ترے غم سے ہے باطن میرا خون
مین ظاہر سبز جون برگ حنا ہون
برنگ زر جگر جلتا نہان ہے
مری یه سبز پر جسکا دهوان ہے
ہین شمع سبز کی صورت ہون جلتا
نہین منقار سے شعله نکلتا
نه سمجها آه لیکن وقت گفتن
که عشق و مشک را نتوان نهفتن
خصوصاً تهین جو پدماوت کی ہمدم
اونهون نے بهی سنا یه قصه غم
سبهون نے مصلحت کرکے یه نہان
کہا احوال پیش راے رایان
عجب یاد اوسکو کچهه افسونگری ہے
کیا مسحور شده سحر سامری ہے
پدم کے دلکو اوس نے کرکے جادو
کیا وحشت فزا مانند آہو
برنگ آئینه وه نازپرورد
سیه ہو نه جاوے صورت درد
یه قصه جبکه راجه نے کیا گوش
سر اوسکے سے اوڑا طائر صفت ہوش
تب اوس دختر کی خاطر کرکے منظور
کہا حکمت سے طوطا کیجیے دور
یه گوبندونکو سمجهایا که جاؤ
کبهی تم وقت فرصت کا جو پاؤ
قفس سے کهینچکر با تیغ بیداد
کرو تم ذبح اوسکو مثل صیاد
وه بلی جاکے رانی کو دکهائی
که راجه نے ہے یه تجکو بهجائی
کہا رانی کو یان سے کر مجهے دور
اگر ہے تجکو میری زیست منظور
کہا رانی نے تو تو میری جان ہے
مری بهی زندگی تجهه بن کہان ہے
تجهے خطره اگر بلی کا ہے گا
چهپا رکهونگی تجکو مثل عنقا
یه کہکر لے قفس اوسکا شتابان
کیا اک کوٹهری مین جاکے پنہان
ولیکن یه نه سمجهی وه که تقدیر
نپٹ ہنستی ہے جتنی کیجیے تدبیر

سہیلیون کا پدماوت کو سیر چمن کی رغبت دلانا اور اوصاف بہار صحرا زبان پر لانا

پدم کی آه ہمزادونکی صورت دل محزون
جهپی کسطرح گلگشت کی رغبت دلاتا
سراکدن آکے پدماوت کی ہمزاد
جو تهین غارتگر دلہاے آباد
کہا رونے جو ڈوبے کو اوٹهایا
چلے خورشید سیران مین بٹهایا
ہمی رونق فزاے خانه گلشن
ہمی اوس شمع کی پروانه گلشن
جو تها آگاه اوس راز نہان سے
فسونخوان یون ہوا اس داستان سے
منگا کر اپنی دونون کی سواری
پدم کے گهر کی سب نے تیاری
چلانے جا پدم کے گهر اوتارے
ہم اک جا ہوے چاند اور تارے
بے تعظیم سب نے سر جهکائے
زمین پر تارے گویا ٹوٹ آئے

سلامی مست رنگین سہرا آیا
کہ اے تیرا بہا خوبی کی گلشن
دلے افسردگی نے ہمکو ڈزدی
یہ گھر مین باپ کے جو ہم ہین یکجا
کہ اسجا اختیار اپنا ہی باقی
نہین معلوم ہمکو انکا انجام
نکل کر پھر وہان پہر تماشا
پدر کے گھر کی کیجے قدر معلوم
سنا ہیگا کہ ابکی سال صحرا
تجھے لازم ہی چلنا اے پری شین
تماشا کر ادھر ہی باغ جامین
دل عاشق آزدہ دنیا نشان ہے
گلون کے بیچ مین یون سرو رعنا
وہان چہرہ تو کر گل کے مقابل
اگر نرگس سے تو آنکھین لڑا دے
نسیم آسا زبان مصلحت کا
پدم بھی چاہتی تھی نکلو آسم

گل و سنبل کا گلدستہ بنایا
چراغ حسن تیری دم سے روشن
کہ کچھ سمجھے نہ ہم دنیا کی خوبی
سوندری نام کا سنجوگ ہے گا
ہے اپنے حکم مین جام او ساقی
کہ دکھ پاوینگے اوسجا یا کہ آرام
اگر جاوے کوئی مقدور کسکا
مچا لو ہو سکے جو کچھ یہان دھوم
رم آہو نمط ہے وحشت افزا
کہ اکثر ہووے صحرا گرد آہو
گل و غنچہ سے دل اپنا لبھائین
جہان لالہ ہے اور آب روان ہے
رکھا ہو متصل جیون جام مینا
کہ جاوین بھول عشق گل عنادل
اوسی نظرون مین وہ بھی ملکہ آوے
نہ کہتی تھین سخن جز سیر گلزار

کھڑی ہو سرو کی صورت بتک پا
اگر چہ جگ مین جو خرد و کلان ہین
نہ مثل گل کبھی کی سیر ماوا
ٹک آ کھولکر دل کھیل لیوین
نہین سسرال کو جب جائینگے ہم
سنا ہی سخت ہین وان کی گزندین
جو ہی کچھ آج سو پھر کل نہین ہے
چلو صحرا کا اب گلگشت کیجے
چلو اوسکو دیوانہ بنائین
نہین ہوتا یہ سب کہتے ہین اکثر
ہماری خاطر ابکی سال گلشن
گل حنا کہان بن مین کھلا ہے
ہے شاخ سبز پر غنچہ نمودار
چراغ گل نہو کیونکر بھلا گل
غرض سب ہمرہان فسون سا
لب ہر شعلہ خو پر شوق رنگین

بھون نیکی یہ بھومن تمنا
تمھارے حسن کی سب قصہ خوان ہین
نہ بلبل کیطرح گلگشت گلزار
خوشی کی داد ہم آپس مین دیوین
یہ صحبت پھر کہان سے پاوینگے ہم
کڑی ہوتی ہین اکثر ساس ننندین
ہمین اس غم سے ہرگز کل نہین ہے
نکل بستی سے سیر دشت کیجے
دل صحرا پری خانہ بنائین
غزالون کا مکان صحرا ہے خوشتر
بھری ہی رکھتی ہین پھولون سے دامن
تری حنیا کلی سے خوشنما ہے
تری طوطے کی جیسے سبز منقار
تری آگے ہے گل جون شمع کا گل
چمن کے وصف مین تھین نکتہ پرداز
نہ تھا جز حرف گل مانند گلریز
ہوئی تیار رفتن بہر خاطر

سیر باغ کو پدماوت کا جانا اور ردتمن کا طوطی کو قفس سے اڑانا



ذرا تو بھی چل لیدل کلی تماشے کو
کہ سیر باغ کو ہے کون آتا
نہجانون کسکے استقبال کو یہ
یہ کسکے غمزے نے مارا شجون
یکایک سرو کو کیا ہوگیا ہے
غرض بلبل کی تھی اک بیقراری
عماری سبزہ سے نکلی وہ باہم
برنگ سرو اوسکا سبز دامان
اوٹھی تعظیم کو نرگس بھی ناچار
رکھین مالن نے پیش شاہ خوبان
جو تھا تاج خروس اس بوستان کا
جدھر کو شعلہ رو وہ گرم جاتی
غرض وان گل بھی شرماہی تھی
کبھی غنچہ سے نیچہ جوڑتی تھی
کبھی رکھتی تھی گل کو سر گوش
کبھی پھینک اوسکو یون تھی مسکرانی
کبھی لالہ کو فرماتی تھی ہنسکر
جدھر کو جون صبا کرتی گذارہ
ہنڈولے کی کہون کیا دلربائی
قدم رکھتے ہی پاؤ اوس سے ٹوٹا
جو ڈرسی اوسنے مژگان کو دیا کھول
جھلاوے سے کبھی بایان اور کبھی وان
نزاکت سی بہت حرکت نہ پائی
غرض شل صیاد دامن اوٹھا کر
مین کہتا تھا کہ سرو بوستان کو
کہون کیسا تھا وہ دریا پر شور
بہ تمکنت تمام [illegible]

کہ گلگشت چمن کو آج تیرا یا جاتا ہے
نہین گل جامہ مین پھولا سماتا
چمن سے بوئ گل نکلی ہے بیتاب
کہ ہے غنچہ کی شاخ اک تیر پر خون
اوٹھائے سر یہ کسکو جھانکتا ہے
کہ جا پہونچی پدم کی وان سواری
شفق سے جسطرح خورشید نور
یکایک ہوگیا زیب خیابان
سہارے سے عصا کے مثل بیمار
یہ رکھکر عرض کی پھولونکی چھڑیان
یہ اوسکی زلف سی ہمداستان تھا
اک آتش خرمن گل مین لگاتی
سر اپنا زانو پر اوندھا رہی تھی
دل عاشق کی صورت توڑتی تھی
کہ کیسا احوال اپنا ای چمن پوش
کہ سرگوشی نہین مجکو خوش آتی
کہ تونے داغ کھائے ہین یہ کس پر
ہر اک گل جیب کو کرتا تھا پارہ
فلک نے چال جس سے تھی اوڑائی
فلک نے تجکو میزان مین جو تولا
نظر آتی تھی جون تصویر ہنڈول
تنگ ساتھ اوسکے تھی افتان و خیزان
وہ گردش اوسکے سر کو خوش نہ آئی
سر سر گل یہ اک ٹھوکر لگا گر
نہ سمجھا یہ کہ تو سرو روان ہے
زمین لی جسنے تیغ موج کے زور
نظر آتا نہ تھا اوسکا کنارا

چمن مین جسدم ایک غلغل پڑا
کہ ایسی کسکے مقدم کی خوشی ہے
یہ نرگس راہ کسکی دیکھتی ہے
کہ گل خورشید کو کسکی طرب ہے
سنی ہے کسکے مقدم کی خبر عام
لیے ہمراہ اپنی فوج جادو
ہری پوشاک پہنے اپنی تن مین
عصا فوارہ لیکر اہتمامی
چمن مین دیکھکر اوسکا تجمل
کہ گل نے طور تیرا تھا اوڑایا
کہ مین گو قابل خدمت نہین ہون
چمن مین دھوم بلبل نے مچائی
پری نے باغ کو شرما دیا تھا
ولیکن منہ نہ تھی اوسکو لگاتی
کبھی رکھہ زلف پر با صد بہانہ
کبھی سوسن سے کرتی تھی اشارہ
شقایق کو کبھی پڑھکر اوسنے افسون
کیا تھا نصب جیسا کہ ہنڈولا
برنگ مہ ہوتی میزان مین داخل
مشبہ یہ تھا ماہ چرخ رخشان
برنگ شمع فانوس خیالی
ہنڈولے سے نکلتی کیون نہ آواز
تھا گہوارہ لوگون نے اوٹھایا
نکلکر جب چلی گلشن سے وہ ماہ
کناری باغ کے وان ایک دریا
نہایت اوسکا پانی تھا مصفا
پلین تھین عرض مین اوسکے بصد ٹھاٹ

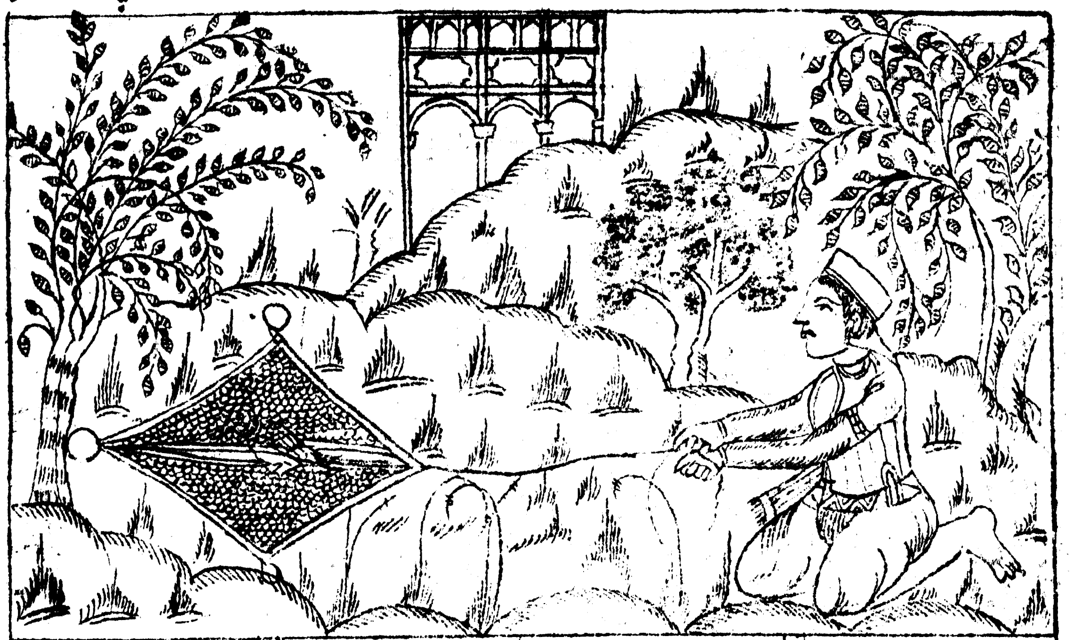
دل عاشق سا کرتی تھی تکرار
کہ گل عباس نے تنہائی لی ہو
کہ در پر اوسکی ٹکٹکی لگ رہی ہے
کہ لی ہے ہاتھ مین اوسنے دف نے
سراپا چشم ہے ہر نخل بادام
کیا تاراج گلشن کی طرف رخ
بہار آسا ہوئی داخل چمن مین
ہوا جیون جو بدار اوسکا سلامی
سہم ہنستا تھا گل ہر دو سر گل
سو اس لونڈی نے سولی پر چڑھایا
قدیم اس آستانہ کاشانہ مین ہون
کہ گل کی سیر کو ہے برق آئی
ہر اک بلبل کو سودائی کیا تھا
کہ ہے غنچہ کے منہ مین باس آتی
بناتی تھی گل شبو کا شانہ
کہ چشم سرمہ سا نے تجکو مارا
کھلے سر کر دیا تھا مثل مجنون
پری نے وان پر پرواز کھولا
ہوئی گہوارہ گردان مین داخل
ہوئی ڈر کر جو گہوارہ مین پنہان
دہن دلہن ہنڈولے نے چھپائی
کہ تھا فرقت سے اوسکے نالہ پرداز
فلک سے جسطرح ٹوٹے ہے تارا
مدرو باغ بولا بھر کے اک آہ
برنگ دیدہ عاشق تھا بہتا
مگر آئینہ کا پانی بھرا تھا
ہزارون تھین [illegible] دامن کشیون پہ ٹاٹ

کسی نے اوسکی طولانی نہ دیکھی
درازی اوسکی جون طول عمل تھی
حباب اوسکے کیسو تھین کہون کیا
لب بحر پر یہ تبخالہ پیدا
دل خستہ کیصورت تھی کماہی
تڑپتی سینۂ دریا مین ماہی
چلی گلشن سی وہ گلرو شتابان
برائے غسل سوے بحر جوشان
قدم اک بار جا دریا پہ گاڑا
کیا دریا کو پریون کا اکھاڑا
برش اوس تیغ کی تا ماہو سوائی
فلک نے پھر کے پانی مین چھپائی
فسون کیا جانے دریانے کیا تھا
کیا جو ماہ و ماہی کو یکجا
فلک سے ماہ کرتا تھا اشارے
کہ برج حوت مین اوتری ہین تارے
گلو تک تن شناور کا تھا غرقاب
برنگ نخل نیلوفر تہ آب
پریشان ہر دو ان زلف شناور
بردی موج مثل عنبر تر
ہم رخ پر بھی تھی چھینٹے لگائے
ستارے پانی مین تھے بدھائے
وہ عرق آبرو سے ہرنکو فال
نمایان جیسے آئینہ مین تمثال
وہی قطرہ بدن سے جبکہ ڈھلتا
دکھاتا شیشہ بازی کا تماشا
کیا تھا ہر پری رونے ہر اک جا
دل دریا مین شور و فتنہ برپا
دوان اتنے مین وان پہونچا خبردار
بخود پیچان برنگ مار مکار
ہوئی ٹھرکی وہ بلی عربدہ خواہ
قفس جا پڑی طوطے کے ناگاہ
قفس سے اوڑ گیا آخر وہ مجروح
نکل جاتی ہی جیسے جسم سی روح
ہوے بس چہرہ پر تھے اشک ریزان
برنگ نخل باران دیدۂ مژگان
چلی گھر کیطرف اپنے شتابان
برنگ ابر اشک انکے دیدہ ریزان
کہ تیرا سبز رنگ اے طائر یار
ہوا جون زہر رگ رگ سر مری یار
تری منقار کی یاد اے ستمگر
دہکتی دل پہ رکھدیتی ہی اخگر
ہوا پر دیکھتی ہون جب پکھیرو
سمجھتی ہون کہ آیا میرا اپھرو
تو کہتا تھا کہ ہون مجنون مین تیرا
کیا اب کسلیے جنگل بسیرا

فلک کیطرح ساحل اوسکا گلزار
برنگ کہکشان دریا نمودار
چلی آتی تھی موج اوسکی دمادم
برنگ مصرع برجستہ پیہم
برنگ چشم عاشق حلقۂ آب
نمایان تھا رخ دریا پہ گرداب
پہونچکر آگے پیچھے ہر پری رو
لب دریا پہ جیسے خیل آہو
برنگ تیغ ہو عریان وہ خونخوار
درائی سینۂ دریا مین جیون دھار
کستان تھا اپنی جانب یون اوس آب
پری کو جسطرح کھینچے ہے سیماب
گرین دریا مین سب کھول کر بال
لگے برتاب ہر جانب بھونر جال
مصفا بحر مین جیون کاٹ شہری
برنگ سرخ وہ پانی مین اوتری
سر دریا پہ چہرے انکے رخشان
کنول کے پھول کی صورت نمایان
بزیر زلف دست ہر گل اندام
تڑپ جاتا تھا جون ماہی تہ دام
یہ تھا افراط پانی کا زحون پر
کہ غرق آب تھے سب مثل گوہر
بدن پر قطرہ پا شوق کماہی
لپٹ جاتا تھا مثل فلس ماہی
تن گلگون سے لگ کر قطرۂ آب
ادترتا بحر مین تھا مثل سرخاب
نظر کوئی کہ ایسا تخت حرسند
فلک یون رشک سی بولا کہ تا چند
کہا جی کی امان پاؤن تو بولون
گرہ در دل غمگین کی کھولون
مچایا شور شہ نے بہت سا
نہایت کد سے وہ پنجڑا اچھپایا
بدم کا سنتے ہی سر سے اوڑا ہوش
ادٹھا دریا کیصورت دلمین اک جوش
عجب گھبراکے وہ دریا سے نکلی
پری کیطرح اوس پہنا سے نکلی
قفس خالی جو دیکھا غم کی ماری
برنگ نوحہ پرداز ان پکاری
خیال اوس تیز شہپر کا غم انگیز
گذرتا دل سی ہی جون خنجر تیز
تمنگ آسا یکایک سرکو موڑا
محبت کی کیا ہی ڈور کو توڑ
گذر جاتا ہی جب طائر ہوا ئے
وہین سر دے ٹپکتی ہون زمین پہ
محبت بے مروت توڑکر تو
گیا تنہا مجھے کیون چھوڑکر تو

مثل کہتی ہون مین اب یا نصر وحشت
تو پھر آنکھین گیا طوطے کیصورت
یونہین رکر بیان روتی تھی وہ ماہ
نہ تھا کام اور اوسے غیر نالہ و آہ
پہ آخر سوگ مین بیٹھی وہ غمناک
قفس کیطرح کرکے پیرہن چاک

داستان طوطے کا اوڑجانا اور جال مین ایک صیاد کے آنا



فلک کی کیا کہون باتین جبی آزاد باناکی
وہ طوطا تھا جو سرتا پا توکل
کبھی چون چشم کرتا سیر دریا
بسان رنگ عاشق زرد رخسار
ہوا پر سبز طوطی فوج در فوج
خوشی سے ہو گیا طوطونکا دمساز
خوش اوسکو دیکھ چرخ حیلہ جو
ہوا اوس دشت مین وہ صید جویان
شجر کی شاخ پر ہر ایک خود کام
خیال بد سخنی مین تھا غزلخوان
سرشک دل کا اوسمین دانہ رکھا
زمین کی سمت کو آخر و ناچار
رہا حیرت سے پدماوت کا طوطا
نہ اوترا شاخ سے وہ مرغ گستاخ
ولیکن قید سے یارونکی دلگیر
کبھی کہتا تھا وہ حیرت سرانجام

برنگ دل ہین دام مصیبت مین پہنسا کر
اوڑا کہکر کہ اب تیرا توکل
کبھی مجنون کیصورت دشت پیما
نہ تھا آرام اوسکو غیر پرواز
نظر آئی اوسے جیون نیل کی موج
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
ہوا اس غم مین تا اوسکو کرے شکار
قضا کے تیر کی صورت نمایان
لٹکتا تھا برنگ میوہ خام
نہایت شوق سے جیون ناگہ پہنچا
قضا کیطرح چھپکر آپ بیٹھا
گرے برگ خزان آسا یکبار
بسان طائر تصویر بیٹھا
رہا مانند برگ سبز بر شاخ
ہزارون طرح کی کرتا تھا تدبیر
کہ ہے آزاد کو کیا دام سے کام

جو بیدردون نے وہ طوطا اوڑایا
خیال آسا چلا روے ہوا پر
نہ تھا دل بستہ خشکی و تری کا
جرس کیطرح سرگرم فغان تھا
تلاش اوسنے جو اپنی جنس پائی
لگا ہمراہ ہونے اوڑنے دلشاد
کہ ناگہ ایک صیاد فلک نام
برنگ دام چشم اوسنے کہولا
خصوصا اون مین وہ طوطا فسونساز
وہین صیاد نے بے طاقتانہ
طمع نے دانونکی طوطونکو گہیرا
نہایت شوق سے کہول اپنی آنکھیں
نظر مین اوسکے تھا دام فسونکار
نہ اولجھا دام مین وہ شوخ دیدہ
کبھی کہتا تھا ہمجنسان درماندہ
جہان مین دم غنیمت اپنی جانے

پدرم سے گوش کو گویا اوڑایا
دیے وحشت کے اوسنے کہول شہپر
کہ وہ سایہ زدہ تھا اک پری کا
برنگ لالہ روز و شب روان تھا
قیاس اونکو کیا فضل الہی
نہ فکر دام و نے پروای صیاد
برنگ کہکشان سر پر لیے دام
نظر آیا اوسے طوطونکا جب غول
بسان ناز دلکش نغمہ پرداز
لبھایا جلد دام اشتغال نہ
اوجالا دن کیا اوسنے اندھیرا
بہت اونکو کیا دام قفس یون
کہ تھا وہ ذو فنون از بسکہ ہشیار
بسان طائر رنگ پریدہ
کہ ہے اک عشق عالی مرگ انبوہ
یہ سب کہتے ہین جی ہے تو جہان ہے

ہراسیمہ وہ بیٹھا مضمحل تھا
دل اپنے سے وہ سے رو و بیل تھا

مروت نے اوسے آخر بچھوڑا
خیال اوسے یہ دل مین اپنے جوڑا

کہ ہو طرز وفا سے دور یہ بات
بروز بد نہ کیجے یار کا سات

تڑپتے یا رہون دام بلا مین
رہون آزاد مین بیٹھا ہوا مین

مروت کے سبب سے کام ناکام
ہوا ناچار وہ بھی طالب دام

بلا کے دام مین مرغ خردمند
طلسم سخت کی صورت ہوا بند

اوسی کا منتظر بیٹھا تھا صیاد
کہین سے جلد اوٹھ دوڑا وہ جون باد

چلا طوطا نکوے گھر گو شتابان
برنگ گرد یا دشت رقصان

ہمارے عصر مین کیا کیجے عبرت
فقط کہنے کو ہے نام محبت

یہ اپنے وقت کی جو آشنا ہین
برنگ عمر بالکل بیوفا ہین

وفا حیوان کی تونے دیکھی بھائی
نبا ہا کیا ہی یاس آشنائی

یہ انسان گرچہ انسان ہے بہتر
وفا مین لیک زحیوان سی کمتر

بس اب بیہودہ گوئی کر تو یہ فسانہ
اونھوں سی کر گریز شاعرانہ

تو اپنے مقصد و مطلب پہ آجا
ہمین احوال طوطے کا سنا جا

راجہ رتن سین والی چتورگڑھ کا طوطی کو مول لینا اور اپنا دل اوسکی دانائی اور خوش گویائی پر دینا

اگر بیچو ہی مالک گر بخشے رضا اوسکی
نوشتہ خامۂ تقدیر کا کوئی مٹاتا ہے

قلم کے ہاتھ سی ہے داد بیداد
رگ دل چھیڑتی ہی جون نیش فصاد

عجب شیرین نگہ ہے ہی نغمہ پرداز
ہر اک دم چھیڑ دیتا ہی نیا ساز

حقیقت شہر عاشق کی ہی کہتا
نہین اک لحظہ یہ خاموش رہتا

لکھے ہے صورت حال رتن کا
اوسی کشور کا اور اوسکے وطن کا

کہ ملک ہند مین سبکو یقین ہی
چتور سا کوئی خطہ نہین ہی

کہ دم جسقدر ہین اوس مکان کے
برنگ شمع مہرویان ہین یا نکے

برنگ ابروی شوخ ستمناک
ہر اک شمشیر زن ہی دالکا سفاک

ولیکن جتنے وان خرد و کلان ہین
بسان عاشقان اہل وفا ہین

فلک کے دیدنے لاکھون کے دو
کوئی خطہ نہ دیکھا مثل چتور

قضا را اک برہمن با دل زار
چلا چتور سے ہمراہ تجار

جو عاشق کی وطن کا کاروان تھا
برنگ اشک ... روز و شب روان تھا

شبا شب قطع منزل مین سبک پے
ہوئے جون شوق مثل نشۂ مے

پیادہ برہمن ہاتھون کو ملتا
برنگ گرد تھا ساتھ اونکے چلتا

سر اندیشہ اونکے دل کا تھا جو مقصد
بسرعت قطع کی وہ راہ بعید

خریدا وان کسینے حسب مقدور
کہ مرجان و عنبر مشک و کافور

برہمن خستہ دل کم مایہ ہر سو
خریدارانہ کرتا تھا تکاپو

جو تھا وہ بے بضاعت سخت ناچار
نکھرا تھا جنس ارزان کا خریدار

کہ ناگہ چوک مین صیاد دیکھا
کہ طوطا بولتا وہ بیچتا تھا

کبھی اشلوک کہتا پنڈتانہ
کبھی اشعار پڑھتا عاشقانہ

برہمن نے وہین دیکر گئی دام
لیا صیاد سی وہ مرغ خوشکام

پھر اوہ قافلہ سب گھر کو آگاہ
ہوئی چتور مین طوطے کی افواہ

کہ قدسی طائر اک لایا برہمن
کہ ہی جسکی سنہری چشم روشن

بصورت آدمی صورت مین طائر
بسان عقل ہر اک فن مین ماہر

رتن بھی سنکے وصف طائر زار
دل و جان سی ہوا مشتاق دیدار

وہین طوطا حضور اپنے منگایا
ہماکو ردبرد اپنے تھا پایا

جو دیکھا آپنے وہ مرغ خوش گو
نہایت ہوشیار و دانا آدمی خو

برہمن سے کہا کہ مول اسکا
دعا دیکر وہ طوطا تب یہ بولا

کہا اے راجا ترا قائم رہی راج
رہی سرسبز جون گردون ترا تاج

برہمن کیا کہیگا مول تجھ کو
مری قیمت تو سن لے آپ مجھسی

مری بدلی اگر ہاتھی تو دے گا
مجھے اوس مول پر بھی مفت لیگا

کہ مین طائر فلاطون زمان ہون
ہین میرے بال و پر اوراق قانون

حقیقت بحر و بر کی مجکو ہے یاد
فراست مین ارسطو کا ہون استاد

نہایت علم مجلس مین ہون ممتاز
زبان دان بید خوان افسانہ پرداز

مرے ہمراہ بی جون حسن کامل
علاج قوت بیماری دل

برنگ فکر شعرا سے دل افروز
فلک کی سیر کرتا ہون شب و روز

سنجم کیطرح ہر خیر و شر مین
ہمین میرے سیے سیارہ نظر مین

برنگ جام جم با چشم بیدار
جہان کا راز ہی ہون مین خبردار

مرے ہر آن دل مین ہین بدی
خوشی سے پھول کر گھر کو برہمن
وہین اوستاد اک زرگر بلایا
نئے زرین قفس مین سبز طوطا
کیا آب و خورش اوسکا مقرر
برنگ بخت سبز اوسکو باعزاز
دلے ہنگام عزم صید صحرا
زبان کا تھا مناحق مین ہنرمندونکے بہتر
سخن سنج معانی محرم راز
پہونچکر نیزہ باز اوسجا ہزاران
ترتپتا شیر تھا گولی کا مارا
گرنیزان گرگدن جاتا تھا گھائل
پڑے تھے ٹکڑے ٹکڑے مہا بجا یون
وہ رانی اوسکی زلف عنبرین فام
کناری اوڑھنی کے منہ پہ ڈلوا
وہ ڈورا سرکا اور چشم کا فام
غرض بن ٹھن کے وہ غارتگر دل
لگا کر کے وہین حسن نو آئین
کیا آئینہ سا اوسکی طرف کو
بہار تیرہ کے مانند مرجا
پدم کا تو نے ہیگا ناز دیکھا
کہ میرا حسن بہتر یا پدم کا
وہ خاموشی کو رانی نے جو پوچھا
ہوئی جب پھر کے رانی باد پیما
پدم کی بات سچ مت بوجھ مجھسے
ولیکن اوس پدم و ناگمت بیچ
نکل آوے جو خورشید جہانتاب

کھلا سب حال و استقبال و ماضی
گیا البرز جون گل زر سے دامن
قفس زرینہ جون خاتم بنایا
زمرد کے نگین کی طرح رکھا
گلاب خالص و قند مکرر
کیا تھا ہمنشین و محرم راز

عرض سنکر ہوا حیرت مین راجا
نہایت خوش ہوا طوطے سے راجا
وہین جرکینہ پنجرے کو کیا زر
نہایت تلخ کام و جان غمناک
اوسے دام محبت نے جو گھیرا
درون دیدہ بر من خلوت جلی

بیان راجہ رتن سین کا شکار کو جانا اور ناگمت رانی کے ظلم سے رانی کا طوطا چھپانا

ہوا ہے اسطرح سے نکتہ پرداز
کیا یاد دشت مین تازہ نیستان
ہوا بندوق کے آگے چکارا
نہ رو کے ڈھال تیغ کے مقابل
کھلونے جیسے سی کے پڑے ہون
کہ اوسکا ناگمت مشہور تھا نام
نمایان تھی برنگ ہالۂ ماہ
رم آہو کا تھا اک حلقۂ دام
رخ آئینہ سے کرتی تھی مقابل
ہوئی عاشق وہ اپنے آپ سے وہین
کہا ہنسکر کہ ای مرغ سخن گو
ہر اک صورت کا گل ہے تو نے دیکھا
ہے اوسکے حسن کا انداز دیکھا
بتا دے فرق جو ہو بیش و کم کا
خیال خام سے پھر اوسکو پوچھا
اوٹھا طوطے کے سر اک فتنہ
کہ ہے وہ گل نہایت دور تجھ سے
تری منہ سے کہیں وہ بیچ ہیگا
فروغ رخ اوڑی مانند سیماب

کیا اک دن شکار صحرا مین رتن سین
بلون نے دھوم جنگل مین مچائی
کھڑا استادہ ہاتھی جیون بیٹھا تھا
گوزن و شیر اور چیتے چکارے
لگا آخر کو چھپنے آنکر شیر
سنگار اوسنے کیا اپنا سراپا
لباس تابش مین رخشان و دلبر
نظر مین برق سان وہ قد نما تا
نظر آیا اوسے اپنا جو عالم
اوسی غماض مین تیوری چڑھا کر
نہایت تو پھرا ہے گا جہان مین
چتر پدمنی کو جانتا ہے
قسم دیتی ہون مجکو مجھسے سچ بول
یہ یا وہ گوئی طوطے نے جو کی گو
کہ گر حسن پدم ہے مجھسے بہتر
کہا رانی سے سن اے ناز پرور
اگرچہ تو بھی اک رشک پری ہے
جو دیکھی شکل تو اوس دلربا کی
ہوئی جب گوش زد رانی کے یہ بات

عوض اک گنج کے طوطا خریدا
کہ ہاتھ آئی اوسے سونیکی چڑیا
اوسے دھویا آب و مشک و کافور
نظر آیا اوسے وہ طائر پاک
دیا طائر کے تئین دل مین بسیرا
جدا کرتا نہ اوسکو ایک ساعت
اوسے رانی کو جون دل سوز جانا
سخن ور نہ ہنگام یان سر کو کٹاتا بند
شکار افگن تھا با صد زینت و زین
غضب کی آتش اوس بن مین لگائی
کہ گولی کھائی تھی سر گھومتا تھا
دگرگ و روبہ و خرگوش سارے
کمان کی حلقہ مین جون تیر تھرتھر
کہ جیون دستور رہتا ہے نسا کا
شعاعی خط مین جیون خورشید انور
جو مین اوس شوخ کا لکھتا سراپا
سمٹا چہرہ و ابرو پہ پرخم
قفس طوطے کا ہاتھوں مین اوٹھا کر
رہا اکثر ہے ترم گلرخان مین
ہر اک کا حسن تو پہچانتا ہے
ٹک اپنے دیدۂ انصاف کو کھول
رہا جون بلبل تصویر خاموش
تو کہدے سچ نہ رہ زنہار شرمسار
رہے نت چتر دولت تیری سر پہ
تری ہر عضو مین جادوگری ہے
نظر آوے تجھے قدرت خدا کی
وہین سوچی کہ طوطا ہی یہ بدذات

غضب سے اپنی دائی کو بلایا
یہ قصہ درد کا اوسکو سنایا

کہ اے غمخوار یہ طوطا نہیں ہے
مری حق مین یہ مار آستین ہے

اگر یہ قصہ راجا کو سناوے
مرا نقش اوسکی نظر وسے مٹاوے

پدم کا عشق اوسکے دلمین جاگے
یہ گھر بستا ہوا دم مین اوجڑ جاوے

وہ ہو مجنون کی صورت دیوانہ
ہو جاوے تب گھر مین فتنہ برپا

مرا آباد گھر کردیگا ویران
دل عشاق کے مانند ویران

یہی بہتر کہ اوسکو ذبح کر ڈال
بلای ناگہان گھر سے مری ٹال

وہ دور اندیش دائی تھی جو دانا
مآل اوس کار کا سوچی سراپا

رتن کی طبع سے ہوکر ہراسان
کیا طوطی کو اپنے گھر مین پنہان

اوسی صورت کا اک طوطا منگایا
اوسے کر ذبح رانی کو دکھایا

کہا دلشاد رکھ اے مونس جان
کہ انسان ہوگیا یہ حیوان نادان

جو وقت شب رتن باخاطر جمع
ہوا رونق فزای خانہ جون شمع

وہین اوس سادہ دل خاتون نے اول
سنایا راے کو یہ قصۂ مجمل

کہ تینے حسن اپنا تھا بنایا
ترے طوطے نے شاید رشک کھایا

اوٹھا کر ترشرو سر خام کردار
سپید وری انبہ کیسہ بت نمودار

لگا بیٹھا مرے دلبر خرد گم
سر منقار شل نیش کژدم

مرا حق نمک اوسکو جو بھولا
یہ کہتا تھا وہ مجھسے بھولا بھولا

کہ مین دیکھی ہے اک مہر دگر رنگ
ہے تیرا حسن جسکے آگے پاسنگ

کہا اتنا تو گھر کی گربہ گمراہ
پڑی سبا کر قفس تک اوسکی ناگاہ

فغان ہمنے کیا پر کچھ نہ تھا سود
سزای کذب کو پہونچا وہ مردود

رتن نے سنکے اس قصے کو سوچا
کہ آج اس دن الٹ کچھ ہیگا

سپید و سرخ ہو غصے سے بیتاب
برنگ اشک خون مین ہوگیا آب

غضب سے بولا اے برگشتہ اختر
تو میرے سامنے یہ مکر کم کر

تو کر طوطے کو میری جلد پیدا
ہے تیرا مکر سب مجھپر ہویدا

والا سچ رانی ناگ مستی
پر اوسکے لیکے ہوجا تو بھی ستی

جہان طوطا گیا تو بھی وہین جا
نہ کر تو آپ کو ناحق مین رسوا

جہان مین راج ہٹ ہوتا ہے مشہور
خصوصاً واجبی تھا یہ جو مذکور

ہوا رانی کے دلمین خوف پیدا
چھٹی کا دودھ اوسکو یاد آیا

مرا دہشت سے اوڑا یکبارگی ہوش
ہوا خواب و خورش اوسکو فراموش

گئی تب دائی کی آگے ہراسان
بدرد آسا بچشم سرخ گریان

سلونا جیٹ کر اودایکے زاری
تنظلم خواہ کی صورت پکاری

کہ مثل زلف سیری سر پہ دائی
پڑی ہی کالی بلا اشب ہے آئی

اگر طوطا نہین اب ہاتھ آتا
تو میرے ہاتھ سے راجا ہی جاتا

غرض دائی نے سنکر یہ فسانا
چھپانا اوس کا گھر می بہتر نہ جانا

وہین اوٹھکر ہوا سے پاس خاطر
کیا جلدی سے اوس طوطے کو حاضر

وہین طوطا جو دیکھا لائی دائی
گئی جان اوسکی پھر قالب مین آئی

رتن کے پاس لی آئی وہ طوطا
کہا بس ہینے راجا تمکو دیکھا

تجھے مین آزماتی تھی نہ کر دھوم
کیا بس نے تیرا پیار معلوم

کہ اک طوطے کے بدلے اے جفاجو
مجھے بے آبرو کرنے لگا تو

للا اے طوطے دانا ہے ایسا
لگا دیتی ہے آتش تیری منقار

بیان حسن پدماوت کا زبان طوطے سے بموجب استفسار راجہ رتن سین کے

پدم کا تو بیان کرکے سراپا
سراپا کیون مجھے تو ہی جلاتا

حذر کرنا پریرویون سے اے دل تجھکو بہتر
کہ انکا قد سراپا آفت دل ہیا دکھاتا

قلم کی آتشین منقار بلبل
لکھے ہے یون شکست ساغر گل

کہ جب راجا نے اوس طوطے کو پایا
برنگ سرمہ آنکھون سے لگایا

اوسے خلوت مین لیجا کر یہ پوچھا
چھپا رکھا تجھے رانی نے کیون تھا

پدم ہے کون جسکے حسن کا تو
بتاتا تھا جو پاسنگ اوس پری کو

بطور راستی کھول اپنی منقار
چمن کی بو کر اس غنچے سے اظہار

یہ سنکر قمری وہ مرغ خوش الحان
ہوا مثل صدف یون گوہر افشان

کہ اے گلدستۂ باغ مروت
کہون کیونکر پدم کی مین حقیقت

ابھی بھولے سے نام اوسکا لیا تھا
سو حکم قتل رانی نے دیا تھا

بچایا مرگ سے دائی نے فی الحال
ملے تجھے خاک مین ورنہ پر و بال

اگر مین راستی ایکی کہونگا
خدا جانے کس آفت مین پڑونگا

مثل ہے یہ غلط ہرگز نہین سانچ
کہ کہتے ہین نہین ہے سانچ کو آنچ

ہی رخ بازون کی دل سی راستی دو
و لیکن ہین بدم کا ہون نگہوار
سراندیپ ایک معمورہ ہے دلشاد
جو گردو پیش ہستی کی فضا ہی
عدن کو چھوڑ کر جو آئے آدم
مگر وہ قصہ ہے گا پرنیان کا
جو اوس خطے کا ہی اب کار فرما
ہے اوسکے پردہ عصمت مین دختر
ٹھہرتا ہی نہین نظارہ اوسپر
نظر جسکو پڑا اوسکا سراپا
جو اہر بال بال اوسکے ہین انزدن
نمایان مانگ ہی یون اوسکے پیر
وہ نیچے بنی محرابی جو دیکھے
وہ ڈھیلا پیچ ہی جو اوسکا سادا
جو سر مین تیل ڈالی تھی سہیلی
کہا یہ جسنے یون زلفون کو دیکھا
نمایان شانہ زلف گرہگیر
سیہ زلفون مین اوسکے شانہ عاج
ہی دل اوس مانگ کی رشتہ مین ششدر
کوئی کسطرح سی دیکھے بنا گوش
وہ جسپر نازسے چین برجبین ہو
مگر اک مصرع قد پر جبین
وہ بیمار آنکھین ہو دین کیا شفا خیر
ہین اوسکی چشم کی شوخی کہون کیا
کنارے چشم کے اک خال ہی گا
عجب حسن رخ و چشم بلا زاد
جو وردین تن کے وہ سینہ کو تو پر

کہ ہے الحق مرا قول مشہور
ہون اوسکے قد کیصورت راست گر دو
سمندر کے وہ ٹاپو ہین ہی آباد
رخ خوبان کیصورت دلکشا ہی
ہوئی آب خورش سی وانکی خرم
کہ وان تصویر کا عالم ہی بستا
اوسے کہتے ہین گندھپ سین راجا
بہ پیکر یہ بنی خورشید منظر
کوئی سورج کو دیکھے کیا برابر
وہین دیسے اٹھا اوسکے بھیو کا
اندھیری شب مین جیون ہی چمکتے جگنو
محاک پر جیسے کھینچا ہو خط زر
وہین زاہد زمین پر سر کو ٹیکے
نہ چھوٹے اوسمین اگر ستم کا دادا
رکھا تھا نام اوسکا بھی جنبلی
یہ لشکر بے طرح شبخون کریگا
ہی ابیض فیل کے دانتون مین زنجیر
روان مانند مہتاب شب داج
کہ آدھی رات اندھیری جا بہین کیدھر
نظارہ کا اوڑجاتا ہی دان ہوش
اگر ہوئی گدا خاقان چین ہو
ہے زر کا انتخابی نکتہ روشن
نہین کرتی غذا خون سے پرہیز
کہ جسکی شکل سی ہی خون برستا
کہ جیسے بچہ آ ہو ہو بیٹھا
کیے جس چہرہ پر اللہ نے صانع
بھلا پھر اور کس سے منہہ کو موڑین

صفت اوس شہر مین کی ہین کہون کیا
کہون اک قصہ غارتگر ہوش
برنگ چشم گرد شہر دریا
نہون کیونکر وہان کے لوگ تھرتھراتے
یہ ہی سبح ہوا کی وانکی تاثیر
خرد حیران ہی جو بانی کے اوپر
قلم آسا ہی اوسکے عدل کا ٹھاٹھ
ہوئی جو یہ بنی مخلوق گلفام
کہون کیسا ہی اوسکا قد و قامت
جو کوئی دیکھے وہ موسیہ قام
عیان ہے موسیہ سی اوسکے یون فرق
عیان ہو موسیے فرق پر نور
جو باندھے کھینچکر جوڑا وہ مغرور
عجب بہتا ہے وہ مو بند زر تار
زتین چاہ وصف مژگان خونخوار
کہون کیا جس گھڑی وہ در التاج
غلط مینے نئی ساتھ اوسکے تمثیل
غرض وہ زلف جو ہی باصد امید
تہ زلف اوسکی وہ کنبھول زیبا
کہ وہ زلف اور لڑیان موتیونکی
جبین پر اوسکے ٹیکا آشکارا
دبا لیتے ہین دم مین صید دلکو
مگس کیطرح دل ہی اوسپہ شیدا
اوسی کو عشوہ غمزہ بکارہی
مشابہ کر کے اوسکے رخ سی اکثر
جو ہو دے آئینہ اوس رو سے ہمسر
نو کیلی خوشنما بنی طرحدار

جبری پدمنی جس جا ہون پیدا
کہ ہو خواب و خورش تجکو فراموش
رہین ہین لوگ اوسمین وم آسا
کہ وان جنت کے باشندے ہین دیکھو
کہ کرتی دلکو ہی جون زلف تسخیر
بسا ہی عالم تصویر کیون کر
گو زن اور شیر پانی پیوین اک گھاٹ
پدر نے اوسکا پدماوت رکھا نام
بلاؤ فتنہ و آفت قیامت
بلا ٹوٹے وہین اوسپر سر شام
سیہ بادل مین چمکے جسطرح برق
برنگ شعلہ بالائے سر طور
بندھا دل وانسے چھوٹے کیا ہی مقدور
شب یلدا مین جیون آفت نمودار
وہ کاکل اژدہا زلف سیہ مار
کری زلفون مین اپنی شانہ عاج
کجا زنجیر دندان اور کجا فیل
شعاعی خط کالا دو شانہ خورشید
گل شببو ہے جیسے شب کو پھولا
سیہ ناگن ہی جیون انڈونپہ بیٹھی
سحر کا جسطرح نکلے ہے تارا
برنگ ناخن شیر اوسکے ابرو
ہے اوسکی چشم مین شاید شکر خواب
کہ دل یان ہم ذی ہین تیغون سے مارے
بناتے آئینہ مین آئینہ گر
وہ مژگان مگس پہ ہین مانند جوہر
ہے گویا حسن کے طوطی کی منقار

لبون کی کیا کہون مین دلربائی
دہن مین اوسکے ہے وقت تکلم
ہوا عالم دہن کے اوسکے گم مین
چھپا کر پان منہ اوسکے کیا لال
جو سرخی پان کی پیک کی دوپٹے پہ جائے
وہ بوسے دھڑکیون تو بال ہوئے
عجب گردن ہے جسکا حسن پرتو
وہ پنجہ ہے کہ جسپر رشک سے ہم
وہ زلیخا اور کنارے سینہ پر سائے
پڑی سینہ پہ یون زلف جلیپا
جو زلف اوسکی ہے پستان کے مقابل
مگر لوگون کی نظرون سے بچا کر
نہین ہے اب تلک وہ دست آموز
کہون کیا حلقہ اوس نازک کمر کا
نہین چلتی نگہ کی تیز بینی
حیا آگے ہے بس اب منع کرتی
شگوفہ ارغوان کا وان نہان ہے
کہون کیا جلد کی اوسکی صفائی
اگر پہنے وہ جوڑا ارغوانی
وہ اودی تاس کی سنجاف دامان
بدن سے اوسکے زیور کی جلا ہے
جو حسن گرم آئینہ کو دکھلائے
ولیکن عکس وہ شوخی سے جا ہے
نظر آتا ہے اوسکا وہ سینہ
جو دل اوس مست کی آنکھون نے اٹکا
غرض مین کیا کہون اوسکا سراپا
نہین نافہ پہ کھایا دشنۂ تیز

کہ دندان مصری کی مٹھائی
برنگ غنچہ اک رنگین تبسم
کہ دیکھین خاکین خواب عدم مین
چھپائی خونخوری کس ڈھب سے نئی لی
وہ لب جیون ٹھہرتی یاقوت دکھائے
لپٹین جسطرح کہ پڑی مین گل کو
ہے بزم آرائی دل جیون شمع کی
حنا کا قتل ہوجاتا ہے عالم
ہے عکس ماہ جیون دریا مین اترکر
اوگا ہو جیسے سنبل لب آب
ہے برج سنبلہ مین بدر داخل
رکھے دو دل ہین انگیا مین چھپا کر
اودی لوٹی پی مین کھتی ہین شب رنگ
ہے چشم حور کے سرمہ کے ڈورا
دکھائے دی ہے گمتر سوئی جیسی
سر عجز اپنا ہے زانو پہ دھرتی
وہ ساعد اوسکی شاخ ارغوان سے
ہو جیسے دودھ پر ہلکی ملائی
ہو شادی مرگ عالم ناگہانی
پہ لپٹی ہے کسیکی آہ سوزان
کہ جیسے آگ پر رکھا طلا ہے
دہن سیماب آئینہ کا اوڑ جائے
نکل جاتا ہے مثل عکس خورشید
جڑا کندن پہ ہیرے کا نگینہ
ادھر کروہین مینا سے ٹپکا
کہو ہین دلچسپ اوسکے جملہ اعضا
وہ ہوا ہے تلک ہے دہشت انگیز

مسی ملکر جو برگ پان چباوے
ہنسے قہقہہ وہ جب مانند مینا
در دندان دہن مین لبون ہین باہم
کہ جیون مینجوا رکھ لیتے ہین کچھ سے
وہین پر حلقۂ نقطہ کیا کہون یار
زنخ پر اوسکے جو ہے خوشنما تل
وہ اوسکا ساعد سیمین و بازو
جو دیکھا حسن اوس سینہ کا زرفشان
مصفا سینہ پر جو تل عیان ہے
مصفا سینہ پر زلف دلارا
نہو کیونکر فرح بخش دل زار
کبھی نظارہ کہتا ہے کہ شہباز
وہ انگیا ہے مگر ابر بہاری
لکھے کیونکر کمر کا اوسکے انداز
نہ پہونچا نافت تک اوسکے قیافہ
کہون آئینہ زانونکی کیا بات
خنائی وہ کف پا ہے نو آئین
جو پہنے شوخ نافرمانی جوڑا
اگر دامن وہ شوخی سے جھٹک جائے
نزاکت سے لباس اوس گلبدن کا
سجے ہے سوتیو نکا اوسکو زیور
اوسے کس پیار سے آئینہ لیکر
حیا مین کیا کہون اوس فتنہ گر کی
جو ہم اوس آتشین خو کے مقابل
دل گریان جو زخم اوس چشم سے کھائے
ہنوز اوس گل کا غنچہ وا نہین ہے
برائے شمع بزم ماہ سیما

وہ لب جو برگ نافرمان دکھاوے
گلوے نازنین سے جلوہ گر تھا
نہان غنچہ مین جون قطرات شبنم
برائے دفع بوے ظاہری سے
ہے مرکز پر طلائی خط پرکار
کسی عاشق کا جلا کر رکھیا دل
ہے حسن روز افزون کی ترازو
ہوا آب بقا ظلمت مین نہان
کسیکی مردمک کا وہ نشان ہے
نظر آتی ہے مثل موج دریا
وہ پستان مین طلائی دست افشان
پکڑ کر دور سے باندھے ہین طناب
کہ نت چمکے ہے وان برق کناری
کہ حائل ہے کمر کے چین پشواز
کہ تھا وہ حسن کے آہو کا نافہ
کہ ہے وہ عینک چشم خیالات
گل سہندی سے بھی ہے شوخ رنگین
نظر آتی ہے جیون لنکا مین سیتا
پری کی آنکھ مین بجلی چمک جائے
بجز شبنم نہین تن زیب ہوتا
کہ گل کو زیور شبنم ہے بہتر
چھپا لیتا ہے اپنے دل کے اندر
عرق کرتی ہے گرمی سے نظر کی
سپند آسا کھلے ہے عقدۂ دل
وہین جیون خم روی آب ملجا کر
صبا ہے اب تلک چھیڑا نہین ہے
جو ہو سوسوح لگن وہ کیا ہے اچھا

رتن یہ ماجرا سنکر بیکبار — ہوا حیرت سے مثل نقش دیوار
پدم کے عشق نے دلمین کیا گھر — اوٹھا سینہ مین اوسکے جوش محشر
وہ طوطا بھی ہوا کہکر پشیمان — رہا جیون طائر تصویر حیران
الاالٰہی نقش بند دفتر عشق — الاالٰہی معنی صورت گر عشق
محبت کی تو کھینچی اس نے تصویر — کرون تا مین رتن کا عشق تحریر
فلک پر داغ عشق جسکی دلمین پاتا ہی — برنگ شمع کشتہ اوسے اکثر جلاتا ہی

رتن سین کا غائبانہ پدماوت پر عاشق ہوجانا اور لباس بادشاہی چھوڑ کے جوگی کے بھیس مین آنا

کرون کیا عشق کا مین وصف ارقام — کہ فرماتے ہین حضرت مولوی جام
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از در گوش — ز جان آرام بربایدز دل ہوش
دلیل اس قول پر سنیے دوبارا — رتن کا حال دیکھا آشکارا
کہ جب وہ طائر حیرت سرانجام — ہوا خاموش کہکر قصۂ تمام
رتن کا سنکے یہ احوال جانکاہ — اوڑا دل سینہ سے جون شعلۂ آہ
تڑپنے لگ گیا بستر پہ بیدل — کہ مچھلی سا ہوا بی تیغ بسمل
برنگ غنچۂ نرگس و رعنا — جو تھا بیمار با درد از دیدا
محبت کی ہوا گرمی سے بیتاب — برنگ اشک خونین ہو گیا آب
پڑنے اوسکے چہرے سے نگا درد — کہ گل خورشید کی صورت ہوا زرد
لگا خون اشک کے ہمراہ آنے — لگا آتش کو پانی مین بجھانے
رخ تابان سرشک دلمین غرقاب — ہوا خورشید آسا چشمۂ آب
کہان بجھتا تھا اوسکا شعلۂ دلکش — بجھے کب مہر کے چشمہ سے آتش
گرا رو رو کے آخر ہو کے بیہوش — برنگ ابر صد طوفان در آغوش
یہ سنکر حال اوسکا پر مصیبت — ہوئی جمع آکے سب ارکان دولت
لگے تدبیر کرنے وان اطبا — گلاب خالص اوسکے منہ پہ چھڑکا
بنا کر نخلخہ اوسکو سونگھایا — جو اوس بیدل کو قدرے ہوش آیا
سبھون نے اوس سے پوچھا کہ دلزار — ہوا کیا تجھکو کر ٹک حال اظہار
سر اک کی منہ کو تکتا تھا وہ حیران — کھلے دیدے برنگ چشم بیجان
جواب اوسکے جو منہ سی کچھ نہ پایا — لگا سر پیٹنے دستور دانا
پلنگون کیطرح بیٹھا زمین پر — کہا مجھ سے تو بول اے جان مضطر
ذرا پہچان تو مجھ ناتوان کو — قدیم اس آستانے کے جانفشان کو
ہوا کیا تجکو ایسا جو یہ ناگاہ — مصاحب ہو گیا با نالہ و آہ
بہین ان رو کے کیون تیری عینین — ہوئین کیون مجمع البحرین عینین
تری آنکھون نے یہ صورت بنائی — پڑی کشتی مردم ڈوبتا ہی
تری منہ کا کیا زردی نے کیا رنگ — جو پہلے گل کی صورت اوڑ گیا رنگ
یہ کیسا زخم تجھکو کھا گیا ہے — جو بسمل کیطرح تو لوٹتا ہے
ترا آہون سے شاید دل ہی جلتا — دھوان بھی تیری منہ سی ہے نکلتا
تو ہی کس شعلہ رو کے غم سے دلتنگ — ہوا ہی زرد کس مہتاب سے رنگ
تو مجھکو درد سے کر اپنے آگاہ — برنگ نغمہ اسکو دو مین دی راہ
جو کچھ ہو اوسکا تدارک ہو تو ابحال — کرون تجھ پر تصدق جان اور مال
غرض رو رو کے وہ دستور عاقل — رتن سی پوچھتا تھا حالت دل
وزیر اپنا جو غمگین اوس نے پایا — لب آتش فشان کو یون کیا وا
کہ شل تارا اے غمخوار دستور — مری رگ رگ مین ہیگا نالہ مستور
تو کچھ مت پوچھ مجھسے اے ستم کش — لگی ہے ناگہانی دل کو آتش
مرا شعلہ بجھے دشوار ہیگا — بخار آسا ہی آتش دلمین پیدا
کہون کیا تجھ سی مین اس سوز کی بات — کہ گذری دل مین اک اک بے خیالات
چراغ آسا دل دیوانہ مین — ہوا یاقوت کی آتش سی روشن
تعجب ہے لب سگون سے نکلی لفظ — لگی آتش مری سینے مین اسطرح
انار آسا مرا غمخوار یونہی — لبالب دل ہے سب جیگا دیونے
نہ نکلے کس طرح آہ شرربار — کہ آتش دی ہی ہر ساعت مرا یار
سنا ہے جیسے آتش کا فسانہ — ہوا ہے سینہ یہ زنبور خانہ
مری سینہ سی دل نے منہ کو موڑا — یہ گھر ہاتھون سی زنبور نکی چھوڑا
مجھے اب اوسکی جانب کا نشان ہے — کہ عنقا کی سی صورت بی نشان ہے
یہ کہتا ہون کہ جوگی ہوکے جاؤن — نشان اوس بے نشانکا ڈھونڈھ لاؤن
مدد طالع کی ہو تو ڈھونڈھ دیکھے — وگرنہ سر طلب مین اوسکی دیجے

نہین بن یار سیراب مجکو در کار
مجھے طوطے نے یون تلقین کیا ہے
نہ سوچے گا کبھی مطلب کو زنہار
جسے محنت سی ہاتھ آیا پیارا
طریقہ عشقبازی کا ہی مشکل
بعیش و عشرت دنیای فانی
یہ سنکر ہوگیا بیخود وہ دستور
کہا ای نیر برج سعادت
کدھر کی فکر تجکو سے کے ڈولی
نوشت و خواند اوس جا کی منگا لے
مین دلمین سوچتا ہون ای خداوند
ولیکن مجھسے دیوانی کی تدبیر
کھڑا روتا ہون مین قسمت کا ٹوٹا
ولیکن اوسکی باتین مین کہون کیا
محبت کی نہایت تیز ہی آگ
بنا دل ایسا ناوک کا نشان ہے
نگہ کی تیغ کا بسمل ہون بھائی
غم کان ملاحت سی مین ای یار
دل مغموم دیکھے کس طرح راہ
یہی بہتر ہے سب سے اب جاؤن
نگین ہو تاج تجھکو سونپتا ہون
رعیت کو مری دلشاد رکھیو
یہ کہکر کپڑی پھاڑی ہوکی بیتاب
لپیٹی شعلہ آسا بن کے اوپر
سر عریان یہ چھوڑا اونسی جیلا
نہایت ہوگئی تھی ثمرگان وہ بر قہر
وزیر اوسکا کہ تھا قائم بخود وہ ان

برنگ شمع ہوغین سر سی بیزار
کہ عیاشی مین وصل یار ستھا
اگر وصل یار شاہی مین ہی دشوار
نیٹ پر زور ہے اوسکا ستارا
کہ ترک سر ہی اوسکی پہلی منزل
ہی خواب انگیز جون افسانہ خوانی
دماغ اوسکا ہوا ہے باد مخمور
فسانہ مت سمجھ عین حقیقت
سمجھتا کیا ہی طیر انسان کی خوبی
تو زر کا زور پہلے آزمالے
کہ ناداں کیون ہوا تجھ سا خردمند
کریگا کون جز زلفونکی زنجیر
جیسی رسی کنوی مین کوزہ ٹوٹا
جواب اسطرح مجکو ہی وہ ناگن تیا
ڈسے ہی اوڑکے اکثر عشق کا ناگ
کہ مژگان جسکے غم سی خونفشان ہے
کہ تھی جون برق لوہو مین نہائی
گلا جاتا ہون جون لونیکی دیوار
اشد الموت ہیگا انتظار آہ
نصیب مدعا کو آزماؤن
سب اپنا راج تجکو سونپتا ہون
مرے کشور کو تو آباد رکھیو
کری پرزے کتان کے جیسے مہتاب
بشکل جوگیان اک سنخ چادر
علم پر جیسے ابریشم کا جھبا
کہ خاک آلودہ ہو نہ ہو پر زہر
برنگ ابر دل لبریز طوفان

نہ پاویگا جو دلکا مدعا ہے
تو جب تک جسم کو اپنی نہ توڑیگا
جو کوئی طالب دیدار ہے گا
ہزارون مر گئے ہین کھینچکر رنج
یہان جو طالب مقصود ہیگا
جو کچھ تھی سرگذشت اپنی ہکیا کہ
کیا خالی جو دلمین غم بھرا تھا
بد وشیاک حیوان کیا جانی طائر
خرد کو کارزو با تو ید دستور
اگر زر سے بن آوے کر تو تدبیر
رتن بولا کہ اے دستور غمخوار
نہین شبہہ مرے دیوانے پن مین
نہین دلکو آپ سمجھاتا ہون لیکن پیارے
جو تیر عشق کا ہووے نشانہ
جلا ہون طور آسا وہ اندھیر
نہین معلوم زخم اوسکا کدھر ہے
کرے ہی یاد حسن لعل میگون
اگر قاصد کو بھیجون ہی یہ مشکل
اگر بیوہین ہو تو ہیگا یہ وسواس
میانجی کا نہین ہے عشق محتاج
تو میری ملک پر جاری کر احکام
جو جیتا ہون تو پھر دیکھون گا دیدار
اگرچہ غم مین تھا وہ جان غمناک
سراپا تن پہ خاکستر لگائی
نمایان چٹلی پر کی ارکھ یون تھی
خط نو رستہ خاکستر سے اوسکا
خبر داروں نے اوڑکر صورت آہ

یہ دم سینہ کا مجھکو اثر دیا ہے
دل ابن دنیا و دولت سی نہ موڑ
نہایت کھینچتا آزار ہی گا
نہین ہاتھ آیا ہرگز وصل کا گنج
اوسے نقصان اپنا سود ہیگا
رتن نے کہہ سنائی سب بیان وار
وہ رو یا پھوٹکر مانند مینا
حسین و زشت کیا پہچانے طائر
کرا نیے سر سے سودا زلف کا دور
کہ ہو وے زر سے جن و انس تسخیر
ترے دم ہی علاج جان بیمار
گرا دل زلف سے چاہ ذقن مین
کہ افسانہ پہ تو جیان اپنی مت دے
فسانہ اوسکا ہو جاوی بہانہ
کہ ہون سالم کھڑا اور راکھ کا ڈھیر
پڑا بسمل مگر لوہو مین تر ہے
برنگ بوی گل زخم دل افزون
کہ راہ اوسکی نہ دیکھے گا مرا دل
پیام وصل ہو یا آس یا پاس
جہانمین آپ کاج ہیگا مہا کاج
کہ خیر صحرا نہین مجنونکو آرام
مرا اور تیرا بس اللہ ہی یار
یہ جیون گل پیرہن ہنس ہنس کیا چاک
بگولے کیطرح صورت بنائی
کہ جیسے سرو پر بیٹھی ہو قمری
نمایان جون خط زیر نگین تھا
کہ دم منہ سی کہا یہ حال جانکاہ

ہوا اک چار سو اک شور برپا — ہوا ہر اک کے دلمین حشر برپا
نہ ہوتا حشر کیونکر تیغ کی جب راج — ہوا جوگی رتن سا صاحب تاج

جوگی بن کے رتن سین کا جانا اور سارے کنبے کو غم مین پھنسانا



گری گھر جسکے لیمین عشق کی برق — قرار و خواب و خور گھر بار کنبا سب چھٹا ہی
ادا کی رسم پہلے سب ادب کی — مانی مان سے پھر رخصت طلب کی
نہین ہے حق ترا مجکو فراموش — ہے تیرے دودھ کا مجمین ابھی جوش
شجر جون گل کا ہون پانی مین آیا — تو بھیگے مجکو سوکھے پر سلایا
تو میرے غم مین یہ جاگی کہ اک پل — لگین تیری نہ پلکین مثل مخمل
برنگ لعل تو نے مجکو پالا — لبان مہر مجپر سایہ ڈالا
مین زرین تاج سے جون شعلہ نیرا — ہوا ہون عشق کے ہاتھون تپیا
جو انگارے کی صورت دل جلا ہے — بھبھوت اب راکھ کا مینے ملا ہے
ہوا ہون گلر خون کا مین قلندر — جٹا بلبل نمط ہے میرے سر پر
جو پھیری نگرتی زلف خوبان — تو ہوتی مجھکو کیون شام غریبان
نگین و تاج و تخت و ملک و کشور — کیا مینے فدا سے تام دلبر
تو کیا سیر دریا کوہ مین جاون — مگر یہ سوز دل کا وان بجھاون
جو دیکھی مان نے صورت اوس پسر کی — اوس آتش زنہا کستر بسر کی

اوٹھا باہر جو جوگی لیکے ناقوس — ہوا مادر کے گھر مین جا قدمبوس
کہا اے ما سفر اب سر پر آیا — مجھے کرتا ہے اب تجھسے پرایا
کہ تونے الفت و شفقت کرمائی — مجھے تین دھار کہ ہین پلائی
شجر جسطرح گل کا نہر مین ہو — مین سوکھے مین تو گیلے پر رہی سو
جو کچھ کی تو نے مجپر جانفشانی — کہون کیا سب تری تھی مہربانی
مرا ہو بچایا آخر فرشتا ہی — سہ گو دون سے لیکر تا بجوانی
کہ رکھکر عشق کے اب داغ سوزان — بنایا دل مرا سرو چراغان
مجھے چلنے کی اب فرصت نہین ہے — یہ پیراہن بھی جون گل آتشین ہے
یہ کنڈل کان مین جو مینے پہنا — ہوا حلقہ بگیش اب اک پریکا
پھرا آہو کا آہوے جو پالا — لیا کاندھے پہ مینے مرگ چھالا
یہ رم کیواسطے جوگی ہوا ہون — سفر کی تجھسے رخصت مانگتا ہون
جو کچھ مینے کہا ہے بخش دیجو — دعا کے ساتھ مجکو یاد کیجو
وہین بھر لائی وہ غمدیدہ جیرا — برنگ ابر طوفان دیدہ مژگان

جو سلگی دل ہی دل مین غنچہ آسا
کہا ہے ای مرے پیارے رتن آ
کہین بلا ہی ملک تو سوچ تو آہ
کف پا مین ترے دیکھا ہی اکثر
ترا یہ ملک دولت ہے خدا داد
رتن بولا کہ سن ای میرے غمخوار
لکھا قسمت کا تھا جو پیش آیا
مجھے تو مار کر یان سے چلا جا
اگر سایہ ہوا ہی تجھکو اے جان
کسینے گر کیا ہے تجھکو جادو
تری مشکل کرے اللہ آسان
مین ہون بیمار آہ اوس لعل لب کا
غرض مجھکو دعا سے کر تو رخصت
وہین زلفون کے اوسنے بال جھٹکے
ہوا جو تو قلندر وضع آزاد
پھر اپنا سر جو پٹکا لوہو مین ڈوبا
یہ میرے اشک جاری ہین جو سر شار
رتن کی اتنے مین وہ بڑھ گئی رانی
گلے مین اوسکے ڈالی بٹ کی سیلی
پھر اوسنے چیر کر بالین جھٹکا یا
مین گو نظرون مین ای گل تیری خار
یہ مین گویان جو ہونگی شبنم آسا
تو اسباب سفر اب تن سے کر دور
مرا مرنا سنا کر شاد کیجو
کسی کا سر و تن ہے کب مجھے یاد
ولے یہ خار ہین آنکھونمیں ہر جا
وہین جیون شمع فانوس خیالی

وہین آ کے اوٹھا دل سے بھبوکا
کہین جوگی نہین ہوتا سیانا
ہوا ہی حسن کے عالم سے آگاہ
کیا ہے برگ گل نے کار نشتر
خدا کی داد کو مت کر تو برباد
نہین ہی ملک و دولت مجھکو درکار
نوشتہ اب نہین جاتا مٹایا
زمین کے پردہ کے اندر چھپایا
بلا لونگی غریبت خوان بہت یان
سیانون کو تو حال اپنا سنا تو
کرونگی جان و دل اپنا مین قربان
دوا میری کرینگے کب اطبا
خدا کو سونپتا ہون سلامت
اوکھاڑے عنبر افشان بال لٹکے
یہ دل سے کیسر سمرن کچھ بانی
بسیر بیچارہ کے پاؤن رگڑا
گلے مین ہو تیون کی ڈالے ہار
کہا میری بھی اک لیجا نشانی
کہا سائین ترا اللہ بیلی
جبین پر قشقہ اوس جوگی کے کھینچا
بچھوڑونگی یہان تمہسون نکو نشان
تو مجھکو کیون نہین ہو ساتھ لیتا
نہین یہ سر مرا اگرون سے کردن
یہی اول سیار کیا دیکھو
سر و سامان و یا ہی نیہ بربان
لیے مژگان نمط اپنے بھبھوگا
گلے مین اوڑہنی کفنی کی ڈالی

وہین جیون دودہ کیدل الفت کی تھا
تپ غم سے چلا یا مجھکو کیسا
خدا دے کیون تو ہوگا نہ ہوا ہے
گرا کیونکہ تو صحرا مین فنا
عبث طائر کی تو ڈھونڈ سن حکایت
مین اپنے دلربا کا ہون قلندر
کہا ماننے کر سن ای سیر مجنون
مرونگی مین جو کھا کر ترا غم
مرض نے جو تجھے گھیرا ہی پیاری
اگر تجھپر اثر ہے یہ نظر کا
رتن بولا کہ سن ای مہربان تو
نہین محبوب میری حرکت نبض
جو دیکھا مانا ہی یہ سخت مجنون
وہ بال اوسکے کلائی پر لپیٹے
جو تو دھن کی گھر جاویگا جانی
کہ بٹیا مین یہ ہون منہدی لگاتی
اسی صورت سے بانہین کردہ مان
وہین توڑا نے سر کے عنبرین مو
گرہ سیلی مین دیتی ہون مین ناداد
کہ لیجاتا نہین گر مجکو پیارے
شفق کیطرح رنگین اوڑھے چادر
عجب طوطے کی صحبت تونے پائی
نہین معلوم مجکو سو تیا ڈاہ
رتن بولا کہ سن ای بلبل غم
وہ دل جاتا رہا اب ہی غم یار
یہ کہکر جب چلا یا سر کو راجا
بھبھوت اپنے ملا چہرے کے اوپر

لپٹ گئی اپنے اوس شعلہ سی مہ وش
کہ جیون شعلہ نہین دل تمام سکتا
جنون سے کیون نہ ہو بہتا نہ ہوا ہی
سنان سے تیز تر ہے جسکا ہر خار
کیا دل کو گرفتار مصیبت
نہین بھاتا مجھے دہیم افسر
نوشتہ گر نہین ہوتا دگرگون
کریگا کون تجھ بن میرا ماتم
اطبا ہین بہت نوکر ہمارے
سنبہر دل مرا ہیگا سلگتا
یہ سایہ نہ نظر نہ مجکو جادو
رگ یاقوت ہیگی صورت نبض
اثر اسپر نہوگا کوئی افسون
بلا مین اوسکی لیکر بولی بیٹے
یہ کنگنا او سنگھ ہی ہوگا نشانی
پدم کا تجھکو ہو نوشہ نباتی
زمین پر گر پڑی جون سایہ بیجان
کہ تھے جون دود شمع عود خوشبو
کہ دیکھ اس گانٹھ کو کیجو مجھے یاد
مرا لوہو لیے جا ساتھ پیارے
ہوا جوگی مرا خورشید انور
کہ سیکھی اوس سے طرز بیوفائی
ملے تو جب کہ اوس معشوق سے آہ
چمن مین اک کے پھولا ہے گل غم
چمن مین جا ی گل کے رنگ یا خار
کیا حال اوسکی رانی نے کیون کیا
دبا یا راکھ مین انگارا لیکن

چھپی اوس راکھ مین وہ تسکل دلگیر
وہ یہ پیو سو تیونکا سبب تمارا
بتائی کچھ عجب حالت تباہی
تو کیونکر جائیگا سیر اسندگاہی
جو کانٹا پانو مین دیکھونگی تیرے
جہان پر دھوپ ہوگی وان شتابی
تری راحت کو پھر دنع گرما
مین دل سے کھینچکر نالہ ہزارون
سموور قاقم آخر وان ہے نایاب
ترسے مین تانے کیواسطے دان
نہ رانی کو جواب اوسنے دیا کچھ
بہ عزم راہ وہ زینہ سے کودا
ہوئی بیہوش آخر غم سے آگاہ
وہ گھر مین اور جو خرد وکلان تھی
جواب اسا کیے جیتم اوسنے جب وا
پڑی سجدہ مین رہتی دمبدم تھی

نظر آتی تھی جیون خاکے کی تصویر
نچھوڑا مجھ نے کوئی ستارا
برنگ کشتہ شمع صبح گاہی
مین یون الماس اشک اسجا بہائی
نکالون گی مین پلکون کی سوئیے
تری منہ کی ہٹون گی آفتابی
کرونگی سائبان پلکونکا برپا
پکارون گی برسم چوبداران
کرونگی جسم کا مین فرش کمخواب
رماونگی یہ دھونی سینہ سوزان
ندا وردون سی خطا ایسی کیا کچھ
بہ شکل آہ وہ سینہ سی کودا
کری کربا کیصورت قصہ کوتاہ
سبھی جوگی کے غم مین جونفشان تھے
جگر گوشہ کے تئین گھر مین نہ دیکھا
جبین اوسکی مگر نقش قدم تھی

کیا نتھ کو زخ دلخواہ سے دور
سہرا جوڑا وہ ہاتھونکا توڑا
وہین دردے رستہ جا کے گھیرا
تو مجھ جوگن کو بھی ساتھ اپنے لیجا
جہان دیکھونگی اورتی گرد صحرا
جہان تو بیٹھکر باندھے گا آسن
مین گوہر آبدار آنسو کے لیکر
نہ ہرگز کنکرو پر سوئیگا تو
اندھیری شب ہے جبن جنگل مین بسا
رتن جام محبت سے تھا مدہوش
وہ راہ عزم مین تھا مضطر چال
گیا ورسے جو وہ جوگی نکل کر
جو آئی ہوش مین پھر وہ دلوانی
وہ اوسکی مان جو تھی ازحد ادا جیسے
کیا مژگان سی با صد بیقراری
بسر کے غم مینا وس نے جوگ سادھ

کیا بالک کو اپنے ماہ سے دور
تہ جوالہ کو اوس شعلہ نے چھوڑا
کرائے جوگی کریگا کب تو پھیرا
بچھڑونگی مین سیسے تیرا یہ مینا
کرونگی اشک سے چھڑکاؤ اوسجا
سرابنا مین کرونگی وان سنگھاسن
لگاؤن گی کنارے اوسکے چھاک
مین سر کے بالون سے دیونگی جھاڑو
جلاؤنگی دل اپنا شعلہ آسا
کسیکی بات پر اوسکا نہ تھا گوش
گھڑی اوسجا گذرتی تھی اوسی سال
وہ نرگس کیطرح تکتی رہی در
کہا کرتی تھی جوگی کی کہانی
برنگ صورت دیوار بیہوش
رگ بسمل نمط خونناب جاری
سبھی خواب و خورش یکبار چھوڑا

کوچ کرنا راجہ رتن کا وطن سے یاد حبیب مین اور وارد ہونا شہر دلکش سراندیپ مین



فلک لطف و کرم سے جس کیلئے پیش آتا ہے
کھڑا باہر ہوا وہ گھر سے ایسا
کہا مینے نمک تیرا ہے کھایا
رتن بولا کہ مینے مشک بخشا
مین ہون آوارہ دشت نامرادی
تم اپنے بستے گھر کو مت اجاڑو
کہا یہ اور قدم وان سے اوٹھایا
وہی دلسوز اوسکے سب بہی خواہ
بسان آئینہ یا چشم نمناک
دلا تو عشق کے ٹک حال پر کر غور
کیا یک بار جا جنگل مین ڈیرا
تعجب مین تھا اوسکے سارا جنگل
خس و خار اونکا سدرا کب تھا
سمجھہ کر کہربا سے پیرہن کو
برنگ دانہ ہاے سبحہ یکدل
چندیری شہر کو بائین بجا کر
ہزاران راہ پر آفت کو پہونچے
چلے اوس اندھیری سب جو رستہ
برنگ سنبل آخر رشتہ راہ
جو تھا قربا غرہ ملک بناور
کسینے جا خبر دی اوسکو فی الفور
سر اندیپ اوسکے دل کا مدعا ہے
صدف آسا دل لب اوسنے کیے وا
وہ مجنون جو کہ تھا مشتاق لیلا
پھر اوس دریا پہ جو آیا ہی ظالم
جگر سوز آب اسکا اشک کردار
یہ دریا خونخوری مین اک بلا ہے

اوجاڑا اوسکی تین بستی سی جنگل مین بساتا ہی
کہ یوسف جا کسی جنگل مین باسا
ادا کا اوسکے بھی اب وقت آیا
مرا تم پر جو کچھہ حق نمک تھا
ستے یارا ب عشق اور راہ بادی
نہ اوس شعلہ سی دامن اپنا چھڑاؤ
کمیت عزم کو آگے بڑھایا
ہوئی جیون لشکر غم اوسکے ہمراہ
رخ سینہ پہ اپنے سب ملے خاک
کیا ظالم نے جوگی شاہ چیتور
خس و خاشاک کو شعلون نے گھیر
کہ اشجار یہ کہان سی لال بادل
چلے جاتے تھے وہ سب شعلہ آسا
لپٹ جاتے تھے خار دامن سے
چلے جاتے تھے وہ منزل بمنزل
تدرو آسا رکھا کہسار مین سر
برنگ آئینہ صورت کو پہونچے
ہوئی جیون شانہ پر خار اونکے اعضا
کیا [illegible] اوس بن نے چلکے کوتاہ
زمانے مین تھا ثانی اوسکا نایاب
کہ جوگی ہوکے آیا شاہ چیتور
کہ وان اوس مضمحل کا دل لگا ہے
سخن ہر ایک مثل گوہر اوگلا
رہا صحرا ہی مین جیون گرد صحرا
نہین جس سے گذرتی موج سالم
نہنگ اسکا ہے جون خاک آدمی خوار
کہ ہر موج اسکی شکل اژدہا ہے

عجب سرگرم جوگی گھر سے نکلا
وہین سولہ ہزار اوسکے ہوئی یار
جہان تو جائیگا ہم بھی ہین ذرات
مرے تم عشق مین آتش عیان ہو
شرار عشق کو سمجھو تم سہل
جو کچھہ مین نے کہا وہ بخشش سمجھو
کہا یارون نے رو رو کے ستمگر
سبھی خونین کفن پیش جہاندار
ہر اک دل مین اوٹھا فرقت کا غم
چلے وہ کف زنان اور نالہ فرسا
وہ رنگین پیرہن ژولیدہ گیسو
نہ ہوتی کیونکہ زینت بخش ہامون
بچھڑتا جو سو ہوتا جلد داخل
طرف مقصد کی طوطا رہنمون تھا
لیا طوطی نے جو جنگل کا رستا
غرض بیجا نگر بھی چھوڑ کر وان
اوٹھائے جو صعوبت گرمی و سردی
عجب وہ رہرو راہ بلا تھے
برنگ خس کہ جسکو سیل ماری
ہزارون فیل کا مالک تھا خود کام
لب دریا پہ اوترا ہی پیادہ
وہین سنکر وہ دوراندیش آیا
کہ فرہاد عاشق بیچارہ مضطر
تو اون دونون سے بھی آگے بڑھا ہے
عبور اس بحر سے تیرا ہی مشکل
ہر اک موج اسکی نظرون مین بپا ہے
برای قتل حیوانات و آدم

برنگ دود مجمر گھر سے نکلا
بشکل جوگیان چلنے کو طیار
برنگ سایہ تیرے دم کے ہین ساتھہ
جلاتے کیون ہو اپنا خانمان تم
ہین اوسکے آگے یکسان اہل نا اہل
دعا سے غائبانہ یاد کیجو
ہمین تو چھوڑ کر جاتا ہے کیدھر
چلے جیون روشنی سے جھاڑ یکبار
کہ یاران کشور چیتور چھوڑا
طریق عشق مین مانند دریا
نظر آتے تھے جیسے بن مین ٹیسو
کہ تھی سب لٹ کھلی جیون بید مجنون
نہین ہرگز سراغ شعلہ مشکل
بسان خضر تھا ساتھہ اونکے جانا
یہ پھر سیلاب کے مانند ٹھہرا
چلے بندر کو در شہر غزالان
ہوا تن جیون طلائی لاجوردی
کہ حیرت وار اونکے نقش پا تھے
یہ پہونچے ناتوان دریا کنارے
نہایت با صلابت کیپتی نام
عبور بحر کا ہے گا ارادہ
بآئین نصیحت پیش آیا
ٹپک کر مر گیا کہسار سے سر
کہ سیر کوہ صحرا کر چکا ہے
کہ اس دریا کا نہ سر ہے نہ ساحل
چلی آتی ہے مثل نشہ مے
کمر کو موج سے باندھے ہی محکم

ستمگر نے ہزارون داغ کہائے
بہرا اوس کافر نے آخر داد و بیداد
بہرا ہے گرد یہ دریای خونخوار
رتن بولا کہ سن اے مہر گستر
قدم ہم بحر در بر مین ہین بیتے
نصیحتگر نے جب چارہ نہ دیکھا
رتن اور یار اوسکے شعلہ کردار
برنگ چشم ہر کشتی دلاویز
رتن نے لنگر غم کو اوٹھایا
پدم کی یاد مین وہ جان پر غم
یہ زخم جگر کیا ہی کہ پانی ہی چڑاتا
ہی چشم کا دریا بہی اک سیر کے قابل
کس بحر کی امداد کو جاتا ہی تو اے اشک
یوہین کرتا ہزارون نالہ و آہ
نظر آنے لگا قلعہ پدم کا
نظر جس سرزمین یار آئی
برنگ اشک غلطین کر کے ہر جا

دیے ہین موج کی تلوار سے کاٹ
لگائی تیغ ماہی کے گلے پر
گرہ ارمنی کے اوپر مثل زنجیر
تری باتین ہین سبھی تی سی بہتر
نہنگ و شیر کمیوت ہین چلتے
بہر آئے اشک اوسکے مثل دریا
چڑہی سب کشتیون پر برق کردار
ہوئی یکبارگی مردم سی لبریز
جگر سے بادبان آہ کہولا
غزل عبرت کی پڑہتا تہا ہر دم
غزل
یہ اشک کا پانی تو ہی تیزاب کی مانند
کیا سخت جگر تیرے ہین سنگ خارا کے مانند
یکدست عنان چھوڑی ہی سیلاب کی مانند
چلا جاتا تہا وہ دریا مین جیون ماہ
سبک رفتے ہوا تہا بار غم کا
عجب دہوم اوسکی دل نے اک مچائی

نہ تیغ موج کا ڈر ہے کہا ہی
برنگ آئینہ اوسکا یہ گرداب
اگر موتی نہ اوس ظالم مین آفات
یہ ہم وہ تشنہ ہین جو منہ لگا دین
نہین عشاق کو آفات سے بیم
وہین ہر ایک جانب سے طالب
ہوا اون جوگیون سے بے تامل
مگر چشم کشتی تہی نمایان
ہوا خشکی سے وہ دریا کا ساحل
بیتاب کوئی شی نہین سیماب کی مانند
ہین مثل کتان جسکے دکہلان ہے مہتاب کی مانند
جیون موج ہر تو شمشیر عبث کہینچے ہی ہر دم
عبرت تو عجب طرح سے [illegible] مین
خدا کے فضل نے باد مرادی
جو ہین اوسنے پایا او ترا جانب لنکا
کبھی تشنہ کا ہوتا تہا خوان

کہ بہنے فلک کا جوشن سے ماہی
ہی جسکو دیکہنا کرتا ہے غرقاب
بناتا کیون سکندر رشک کا ہات
زمین کیطرح دریا کہینچ جاوین
دہنا کو سر کیا ہے شمنے تسلیم
لگا مین کشتیان دریا کے لب پر
ہر اک کشتی کا تختہ تختہ گل
وہ جوگی مثل گرد آلودہ مژگان
وہ طوطا ناخدا اور عشق ملاح
پر وہ پہنچ گا دل بیتاب کی مانند
آ دی جو سر بام تو مہتاب کی مانند
تو بان مین خود دہنسا ہون گرداب کی مانند
ہر بحر غزل مین ہے شاداب کی مانند
طرف عاشق کی کشتی کے چلا دی
لچالا یا سنارے ایزدی پاک
کبھی وہ بخت کے جاتا تہا قربان
زمین یار پر تہا سجدہ کرتا

رتن سین کا سراندیپ کے تبخانے مین فروکش ہونا اور پدماوت کا پیغام زبانی طوطی کے سننا اور تخم محبت رتن کے دل مین بونا



جو ہووے وصل کا نزدیک ان بیچارہ عاشق کو
کہا طوطے نے اے سرفراز عالی
پدم کے وصل کا خواہاں ہے گر تو
ہے ظاہر میں وہ بتخانہ لیکن
جو اوس کشور کے سب خرد و کلاں ہیں
کوئی فرزند و دختر مانگتی ہے
برہمن کو وہاں ہے زر حاصل
تو بتخانہ کو جا میں پاس سے جاؤں
یہ کہکر وہ رسول جا نگد ازاں
جہاں تھی پدمنی کی جمع محفل
پری نے اوسکو پہچانا جو پایا
سر شاد اوس نے کہا کہ ہدہد افزوں
کہ سن اے بیوفا ابتک کہاں تھا
گیا تو کر کے مجھسے مکر و سالوس
نہیں کی میں نے تجھ بن سیر گلشن
کہوں کیا کیا غم درد جدائی
بھروسا زندگی کا مجھکو کم تھا
ہزاروں شکر اور حمد الٰہی
جہاں کی سیر کر مدت میں آیا
وہیں طوطے نے خلوت کر کی الحاح
تجھے جس روز سے میں نے ہے دیکھا
بہ رنگ تو امان خط کر کے یکجا
جو ہیں اوسنے سنا مجھسے تیرا نام
اب اس کشور میں آیا ہے پیادہ
جو سوتا سیج میں پھولوں کی اکثر
برہنہ سر و پا با داغ جانسوز
وہ شہزادہ ہے اب تیرا بھکاری

سبب ہجران کے بھی لکھا تو کچھ فرمانا ہے
نہ رہیو جام عشرت تیرا خالی
صنم خانہ ہے وہ بیراجل کے گر تو
نہا دیوا اوس ہیکان کا ہیگا سکن
بسان گوہر سیروان دوانتی ہیں
صدف میں نا ہے گوہر مانگتی ہے
ہی بدکار و نکو اوس سے فتح حاصل
پدم کو تیری مقدم کی خبر دو
چلا جیوں ہدہد شاہ سلیمان
ہوا جیوں شمع اوس محفل میں داخل
جگر سے کھینچی اک آہ شررپا
کیا جیوں شمع سوز دل کو ہیرن
جدا کسطرح مجھسے میری جان تھا تو
بہم ملتی رہی میں دست افسوس
گل و گلشن تھا تجھ بن مجکو گلخن
اوٹھائی جو مصیبت سر پہ آئی
کہ ٹوٹا سر پہ میرے کوہ غم تھا
کہ تو نے جیتے جی صورت دکھائی
مری خاطر ہے تحفہ کیا تو لایا
سنایا پہلے اپنا اوسکو احوال
یہی کرتا تھا میں دلمیں کہ دیکھا
کروں نظارہ میں بیٹھا تماشا
دیا چھوڑ اپنا خواب عیش و آرام
بشکل جوگیاں وہ شاہزادہ
رگ گل سے تھا پڑتا خط بدن کے
چلا آیا وہ جیوں ماہ ہلال افزوں
ترے بن زندگی ہے اوسکو بھاری

لکھے ہے نکتہ سنج ایوں روایت
کنارے شہر کے بتخانہ ہیگا
کہ اکثر پدمنی بھی وانکو جاتی
ہے بتخانہ کی ظاہر کرامات
ہزاروں نازنینان فسونکار
کوئی حوری کی مانگے ہے دعا کر
نہ ہے عارف کے تئین مسجود خانہ
تماشا ہاتھ آویگا تجھے مفت
پدم کے گھر کو سنتا وہ تو کل
پدم کے جا کے وہ دامن پہ بیٹھا
امنڈ کے غم کی بہلی دل پہ آئی
پھر آخر طوطے نے جی تو رو لی
پر اک طوطا اگرچہ بیوفا ہے
تو اب سے دور مجھسے جبکہ تھا دور
تری فرقت میں اے میری تو کل
بہ رنگ نخل گل فرقت میں تیرے
تری شیرین بیانی کرکے میں یاد
جو کچھ اب تو نے کی ہو سیر آفاق
بھلا میں بھی تو دیکھوں عشق تیرا
حقیقت کہہ چکا اپنی وہ جب دم
کہ اک ہو شہر و جوان نخشب جو یا وہاں
رتن سین اک راجہ جسنے پایا
ترے کارن لٹا کر افسر و تاج
پھرا مثل فلک کہسار و صحرا
تری خاطر جو وہ کانٹوں پہ سویا
کیا تیرے صنمخانہ میں ڈیرا
کسی صورت تو شکل اپنی دکھا آ

کہ جوگی یار او ترے جب سلامت
کہ مہجوروں کا بہات خانہ رہیگا
سر عجز اپنا ہی بت کو جھکاتی
کہ ہے وہ مرجع ارباب حاجات
صنم سے حال دل کرتی ہیں اظہار
کہ تنہائی میں ہے خدا کو
ہے عاشق کے تئیں مقصود خانہ
ہوکا سہل میں تیرا وہاں جنت
چلا جیوں باغ کیجانب کو بلبل
چکن کا جیسے ہووے سبز بوٹا
چھری آنکھوں کی پلکوں سے لگائی
شرر کیطرح سوز دل سے بولی
ولیکن تو بہت نا آشنا ہے
یہ گھر تھا میرے حق میں گرم تنور
نظر آتا تھا آتش پارہ ہر گل
گرہ ہیں غنچہ آسا دل میں میرے
جگر کو کاٹتی تھی مثل فرہاد
بیان کر تیری باتوں کی ہوں مشتاق
ادا کرتا ہے کیا حق پرورش کا
کہا اک اور بھی سن قصۂ غم
تری ساتھ اوسکو میں جوڑا ملاؤں
تری خاطر ہوا جوگی ہے کے لایا
سب اپنا راج دم میں کرکے تاراج
ہوئے ہیں آبلہ اوسکے کف پا
ہیں ایسا جیسا غنچہ پر خار اوسکے اعضا
طلب کرتا ہے بس وصل تیرا
تو اوس مردے کو جیوں عیسیٰ جلا آ

دو طوطے سے سنی حیرت کی گفتار
محبت نے بچھایا دام کامل
صنم کا ہووے ہرچند آتشین دل
جوانی کا جو عالم تھا بدم کا
لگا کر شعلۂ عشق فتنہ گر نے
ولیکن تھی نہایت وہ تو ہشیار
اوٹھا ہرچند دل سی خونکا اک جوش
غبار آہ نے سینہ کے اندر
غرض ہر طرح کر کے راز مخفی
جو میرے روبرو یون ہی جایا
سفر بیجا ہے گا تو بدذات
بس اب اوڑ یان سے جان اپنی بچا جا
اگرچہ سوچکر کہتی پری چہر
وہ کچھ کہتی نکلتا کچھ زبان سی
سحر کی مادکیصورت دمادم
ہوا عشق اوسکے چہرہ پر ہویدا
یکایک ذوفنون طوطا وہ عیار
خوشی سے پر ہلا اور کھول منقار
ترا نام اوسنے سنکر دو ہین فی الفور
برہنہ ہوکے کر کر جو گیا بھیس
یہ کہتا ہون کہ ہووے تجھسے جسطور
وہان بیکس کی ناحق جان جاوے
کہا طوطے تری خاطر ہے منظور
دکھاؤنگی مین اوسکی گو صورت
یہ بدنامی اگرچہ ہے خوش آیند
یہ سنکر طیر تخانہ گو آیا
تو سے بھی عشق کا کاری لگا تیر

ہوئی وہ نازنین اک نقش دیوار
پری کا طائر آسا پھنس گیا دل
یہ عاشق کا اگر ہے جذب کامل
سرایت کر گیا قصہ یہ غم کا
لگا جیون شمع غارت اوسکو کرنے
ہوئی گو بادۂ الفت سی سرشار
یہ تھی جون غنچۂ تصویر خاموش
کیا آئینہ آسا دل مکدر
بطور غصہ اوس طوطی سی بولی
تو نامحرم کی باتین ہی سناتا
نہ سوچا تو کہ چھوٹا منہ بڑی بات
کوئی دن اور دنیا کی ہوا کھا
یہ لرزان تھا سخن جون برگ تو تر
نمایان درد تھا اوسکے بیان سے
ہوا جاتا تھا تغیر اوسکا عالم
ہوئی جیون لعل خشکی لب سی پیدا
سمجھکر عاشقانہ اوسکے اطوار
برنگ سبز تیر و سرخ سوفار
دیا چھوڑ اپنا بتا ملک چتور
چلا آیا پیادہ وہ ترے دیس
فقیر اپنے کی لازم ہی تجھے غور
یہان ناحق تو ہتیا ری بھی پاوے
مری اس راز کو رکھیو تو مستور
کرونگی دفع اوسکی سب کدورت
پر اوسکو جو ہی دام عشق مین بند
رتن کو ماجرا سب آ کے بتایا
پری سے بھی کیا ہی دلکو نخچیر

نظر مین پھر گیا جوگی کا نقشا
وہ جاذب عشق غالب تھا رتن کا
وہ آہن کو ہے با تخصیص کھینچے
کیا غم نے جو ابرو کا اشارا
لگا مخفی کلیجے بین کڑے تیر
لیا دل کا وہین تھام اوسنے مینا
ہجوم اشک تلخ آنکھون مین آیا
دل اوسکا سینہ سی باہر کو ابلا
کر سن اے بادپیما بیہدہ گو
اگر ہوتا نہ پاس آشنائی
ادب میرا یکایک تو گیا بھول
غرض طوطی سی جو کہتی تھی وہ بات
سخن جو اوسکے لب سی تھا نکلتا
بہلا دے عشق نے سب اوسکی تقریر
سراپا عشق دلبر چھا گیا تھا
ہوا وقت تکلم اوسکا ہر حرف
نہ بھولا اپنے جامہ مین سمایا
لگا کہنے مین تیرا کیا بگاڑا
کیا نہ بند نارنجی دوشالہ
وہ اپنی سی نہایت کر چکا ہی
وگرنہ تیرے غم مین جان دیگا
غرض اوس شوخ نی تیوری چڑھا کر
صنم کے جیتے جی دن ہین نیک
جو یون جاؤن سمجھ اے نیک نام
مرا کیا عاشقی سی کام ہے گا
کہ تیرا حال سنیے کہ بدم سے
جو پوچھا کو یہان آ دیگی پیارے

سب اوسکی محنت و رنج و تعب کا
لیا دل کھینچ دم مین سیتین کا
برنگ سنگ مقناطیس کھینچے
خوشی اوس سے ہوئی وہین کنارا
کھلی چشم اوسکی رنگینی مثل تصویر
کہ راز عشق ہو جاوے نہ افشا
ولیکن پی گئی زہرابہ آسا
بہت دشوار یون سے اوسنے تھانبا
خطر آیا نہ اپنے جی کا تجھکو
اسی ساعت تری تھی موت آئی
اوڑا دیتی ہون مارکر سکے دھیلا
برنگ شعلہ دود آہ تھا ساتھ
برنگ مے تھا کیفیت مین جلتا
ہوئی ہر بات مین لکنت زبان گیر
اوسی گرمی سے دل گھبرا گیا تھا
لہو آلودہ مثل کلک شنجرف
نشانہ پر جو دیکھا تیر آیا
تری خاطر ہی اک راجہ اوجاڑا
لیا کاندھے یہ اپنے مرگچھالا
تو کر آگے جو کچھ تیری رضا ہی
یہ خون ناحق گلے تیری پڑیگا
خیال اپنے مین عشق اپنا چھپا کر
کرونگی جاکے دشمن جان تا کے
کہ وہ مستر مین ہو جاونگی بدنام
مرا معشوق آپ ہی نام ہیگا
ملاقی کر دیا ہی فوج غم سے
تو سیج جائیگا سب باتین ہماری

رتن کے سوز دلبر بانی چھیڑکا
زیادہ لیکن اوسکا شعلہ بھڑکا

ہوئی اوسکی مضاعف بیقراری
ہوا دنرات ہجر سے یہ بھاری

گئے تھا اونگلیو نیردن جانسوز
کہ کب آویگی یان ماہ دل افروز

رہا جو منتظر اوسکا سحر شام
سفید آنکھیں ہوئین جون مغز بادام

گہے منتہا تھا اور گاہے بگڑتا
کہان تک یہ قصہ ضیاء الدین عبرت لکھے

نصیب دل سے تھا دنرات رونا
اب اوسکا شوق ہردم مجکو یون عبرت بڑھاتا ہے

یہان سے انتہائے نظم آرائی میر ضیاء الدین عبرت کی اور ابتدائے طبع آزمائی سید غلام علی عشرت کی

کہ عشرت پہلے تو الفت کا اک جام
مری خاطر سے کردے اوسکو اتمام

کہ اسمین روح بھی عبرت کی ہو شاد
دعاء خیر سے تجکو کرے یاد

غرض قصہ ادھورا رہ نجائے
جو ہین مشتاق اونکے کام آئے

سو نیرے شوق کی خاطر یہان سے
کہ ہین مشفق مرے اعلی جہان سے

اوٹھا کر اپنی کلک درفشان کو
کیا تحریر یون اوس داستان کو

کہ سنکے سب بیان وحشت اثیر
ہوئی الفت کی آتش دلمین بس تیز

جو دو اک دن مین دن پچا کا آیا
پدم نے یہ بہانا خوب پایا

اگرچہ تھی وہ دل از دست دادہ
ہوئی بیتاب پر حد سے زیادہ

غرض گھبرا طپش سے دل کی وہ ماہ
پرستارونکی جانب دیکھ ہمراہ

لگی کہنے کہ یہان ہو وے سواری
کرونگی سیر گلشن کی تیاری

ہے مدت سے برنگ غنچہ دلتنگ
چمن کا ہو کلید قفل آہنگ

لکھون کیا مین کہ دیر حکم تھی وان
سواری کا ہوا موجود سامان

اوٹھا اے ساقی سرشت خود کام
پلا مجکو مے گلرنگ کا جام

سواری باغ مین آئی پدم کی
لکھون تعریف اوس رشک ارم کی

سیر باغ کو پدماوت کا جانا اور تنہائی مین چند شعر عاشقانہ پڑھ کے دل کو بہلانا

چمن مین کسکے آنیکی ہی شادیان ہے
کہ ہر اک پھول شبو کا جو تنہا کی کہا ہے

لیے ہمراہ خیل ماہرویان
بہار آسا چلی سوے گلستان

قریب تبکدہ تھا اوسکا اک باغ
ہے جسکے رنگ سے باغ ارم داغ

قیامت سرو اوسکے یون نمایان
خجل ہو دیکھ جسکو قد خوبان

مصفا اور رنگین غنچہ و گل
فدا جسپر سراپا جان بلبل

وہ سنبل وانکی مثل زلف خوبان
بلاے خاطر جمع پریشان

وہ عالم نرگس شہلا کا ای یار
شفا بخش مریض چشم بیمار

وہ سوسن بازبان حال فی الحال
کرے عاشق کا استفسار احوال

وہ جاری آبجو مین اسطرح سے
بہے ہین چشم عاشق جسطرح سے

بھرے نہرونمین پانی مثل سرشار
نسیم سرد او رسایہ ہوادار

صراحی جام سے وہ غنچہ گل
جنہین دیکھے گئی دلکی گرہ کھل

کہین نسرین کسی جا نسترن ہے
جدا ہر کوئی گل مثل چمن ہے

کسی جا موگرا او رموتیا ہے
چنبیلی اور کہین بیلا کھلا ہے

بہار جعفری رنگ مدنبان
جدا رکھتی ہے اپنی او رہی آن

ہوائے کوکلا وحشت فزا ہے
وہ خیل قمریان کوکو سرا ہے

صدائے طوطیان و عندلیبان
خراش سینۂ آفت نصیبان

فصیلونپر چمن کے رقص طاؤس
ہو رقاص فلک جنکے قدمبوس

وہ سرگرم ترنم فاختہ ہے
غرض اک عالم بے ساختہ ہے

وہ ثانی تاک کے غارتگر ہوش
لگا دین تاک جن پر آسکے مے نوش

ہوئی داخل جو وہ اوس گلستان مین
بہار آئی گویا باغ جنان مین

پرستارین جو لاکھون گلبدن تھین
لکھون کیا رونق صحن چمن تھین

صبا نے فرش گل ہر سو بچھایا
پدم کو میہمان اپنا بنایا

گلون نے عطر دان اپنے کیے وا
معطر مغز ہوتا میہمان کا

عیان چوبداران اہتمامی
ہوئی نرگس عصا لیکر سلامی

وہ بنگلا تھا جو اوس گلشن مین تعمیر
نہین ہو سکتی خوبی جسکی تحریر

لکھون کیا اوسکا رنگ و نقش زینت
کہ تھا رشک زمین پر قصر جنت

ذرا دم لیکے وان وہ شعلہ نور
لگی پھرنے چمن مین جسطرح مور

گروہ خادمان تھا اوسکے ہمراہ
وہ اونمین جون ستارون بیچ ہو ماہ

پھری کوئی کسیکو ساتھ لیکر
جدا یان چمن مین ادھر ادھر

کوئی آب روان کو سدرہ ہو
کوئی مل بل کے دھووے دست و پا کو

ہم نے چمن گل کو بستر کرکے
پھرے کوئی لیے گلدستہ کرکے
اشارہ ان سے کسی کو بلاوے
کسیکو کوئی کچھ عالم دکھاوے

گل سوسن سے کوئی ہمزبان ہو
کوئی نرگس سے باندھی ٹکٹکی کو
اچھیلی کوئی اپنے قد کو دکھلاوے
کرے سرو چمن پر جشن ہر یار

ادھر ادھر ہو کوئی مست بیبا
لگا دی خوشہ انگور بزناک
سہے کوئی توڑ لیکے سیب آلی
لے کوئی توڑ چیٹ سے تماشا کی

انار ونکے کوئی دانے نکالے
پیہا داتون میں اودہ سے مزا لے
وہ چھیل کر کوئی نارنگی کو توڑی
تہ جتبک توڑے ٹہنی کو نہ چھوڑے

کوئی غنچہ دہن اور غیرت گل
پھرے گاتی ہوئی مانند بلبل
غزلخوانی کرے کوئی خوش آواز
سنے تھی کان دھر کر کوئی طعنہ

کسیکے پانوں پر کر سر کا سایہ
جتاجاتی تھی کوئی کچھ کنایہ
کوئی طرار شاکی ہو کسی کی
کہے تجکو خبر کیا سیر سے جی کی

اگر مرجھایا گل تو دیکھے غافل
بلا شک دسکو میرا جانیو دل
کسیکو کوئی آنکھوں سے کہے ہے
ادھر آئی اگر بادام لے ہے

کسیکے پاس کوئی اور کوئی دو
پھرے صحن چمن میں صورت حور
اور اون میں وہ صنم بانفرت و ناز
ادھر ادھر پھرے سرو خرامان

اکڑ کے جب چلے وہ سرو قامت
نہ قامت بلکہ سرتاپا قیامت
کرے قمری نہ کیونکر طوق ادا ہی
کہے پامال کبک کوہسار کی

کہیں زلف معنبر کو وہ کھولے
تو لاکھوں پیچ سنبل کے تئیں دے
وہ لیمن جو اوس طوطے کی یاں ہین
سکھائی عشق کی تعلیم جسنے تجھ کو

ادھر ادھر پھیری بس مضطرب حال
بجان دل غم الفت کا پامال
گل و بلبل یہ دھرہا صد ہزاران
پھرے اشعار پڑھتی عاشقانہ

سیون سی بلا کو اسی مہتاب چشمہ
سراپا جسم میں نرگس کے مانند
نہیں ہے باغ میں بہ سرانجام
سہے میرے پاس دل پر بو آو

لبسان گل گلزار سے جان
ترتی وردی آتی ہو بھی نیشتہ فشاں
اسی صورت کے دو اک شعر پڑھ کر
اکیلی ہو کے پڑھنا یاد مسرد

ایک سہیلی کا بتخانہ میں آنا اور راجہ رتن سین کو جوگیوں میں دیکھ جانا

پلا ساقی شراب ناب انگور
کہ تھے بینیشا پان کیسے حل کا تھا
غرض گلگشت کرتی وہ خود آ
کر جسکے نقش میں ہوں مست مسرور

بھگتا باغ سے بتخانہ جاوں
لبسان طوطے گلزار طرار
نکل آئی چمن سے ...
صنم خانہ کا عالم دیکھ آؤں

جہاں اک سیر کرتا ہو ابداے بخیر اس سے
پھرے تھی باغ میں محو تماشا

کہ ناگہ اک ...
کروشی متی کا اکثر سے بھاتا



چلی سمت صنم خانہ وہ مہرو
پرستش کو صنم کی واں تھی آئی
بچھا کر مرگ چھالا اپنا اپنا
وہ حلقہ کان مین غارتگر ہوش
لباس اونکا وہ رنگین کہربائی
کوئی ہاتھوں مین سمرن اپنے لیکر
خصوصاً جب نظر آیا رتن سین
وہ صورت رشک مہر و ماہ کنعان
وہ سر سے تا قدم موے پریشان
کہوں کیا وہ مژہ تیر جفا کار
صدف کیطرح کان اوسکے طرحدار
وہ بینی دیکھکر عالم ہے کہتا
وہ لب یاقوت یا گلبرگ تر ہین
بیاض گردن اوسکی دیکھ یا دینا
وہ پنجہ غیرت برگ چناری
شکم ویساہی کچھ صاف و ملایم
کہ نسبت ہے خلق جسکو مو کمر سے
وہ زانو کی صفائی اور ملاحت
غرض سر سے وہ لے تا ناخن پا
لگائی آنکھ دیوار چمن پر
کہ آئی وہ گل باغ جوانی
غرض وہ کھینچ آہین سرد دل کی
دکھا جلوہ مجھے اور مہر تابان
چھپا کر بادشاہی تیری غم سے
قدم رنجہ نہین کرتا تو اے گل
ترے در تک تو آپہونچا ہون ہم
غزل یہ درد دل سے پڑھکے وہ ماہ

کرے نظارہ تا روے صنم کو
نظر آئی تھو ہین اک خدائی
جدھر دیکھیے ہر اک جوگی ہے بیٹھا
دل عالم ہے جنکا حلقہ در گوش
برنگ کاہ مہرہ اک خدائی
دھیان و گیان مین گنتا تھا ہر
گیا بس دیکھتے ہی صبر اوسکا
سرور خاطر طبع غمزدگان
تہ ابر سیہ مہر درخشان
جگر سے ہو جوا کہی وار مین پار
وہ مندری ہے جنمین رشک در شہوار
الف ہے مثنی وحدت دکھینچا
وہ دندان غیرت سلک گہر ہین
ندامت سے نہ آہو سر اوٹھاوے
خطا و ختن کی صورت ہے ساری
کہ ہو مخمل کو جس سے شرم اکثر
میان بھی ذری دیکھین کمر کو
کہ آوے دیکھ آئینہ کو حیرت
بلا بالا قیامت سرو آسا
پدم کا منتظر بیٹھا تھا مضطر
برائے گشت سیر بوستانی
یہ پڑھتا تھا غزل اک درد دل کی
شب فرقت سے تا ہووے رہائی
مری صورت ہے جوگی کی بنائی
ہے شاید پانو مین مہندی لگی کی
ادھر او دھر مین ہو کیونکر رسائی
صنمخانہ مین جا کستا تھا جھاڑو

یہ دیکھا کرتے اوس نخل وان کو
جو ہین دیکھا وہ جوگی ماہ پیکر
بھبھوت اپنے بدن پہ ملے تھی تو وہ آہ
وہ زرین اژدہا یا وہ مہ بالا
وہ عالم اونکا کیا کہیے کہ کیا تھا
وہ عالم اونکا تھا اک جان عشق
عجب عالم مین دیکھا اوسکا عالم
ہے بیٹھا صندلی جوگی سجھائے
وہ پیشانی کا اور ابرو کا عالم
قیامت چشم مست اوسکی وہ شہلا
بیان کیا کیجے عارض صاف شفاف
کہوں کیونکر کہ غنچہ اوسکا دہن ہے
کہوں کیا اوسکا وہ چاہ زنخدان
وہ شانہ اور بازو اور کلائی
صفائی سینہ کا عالم کہوں کیا
کہو دل ناف کو کیونکر کہ بیتاب
سرین نیچے کمر کے جلوہ گر ہین
عجب وہ ساق سیمین شمع کافور
یا ہین عالم کہوں کیا وہ رتن سین
کہ یعنی جب وہ گلشن کو چلی تھی
سو یہ تھا منتظر اوسکے قدم کا
غزل۔ صبا نے جب سے مقدم کی نشانی
لبیان قیس ہین او رشک لیلی
بہار داغ دل آ دیکھ میرے
دکھا صورت کہ ہون مانند نرگس
سیر بر بادشاہی ہے عشرت
تھا او جگ مین ہے وہ آستانہ

کرے ہے اک ماہ اور صد ماہ پارہ
ہوئی آئینہ حیرت سراسر
صفا جیون آئینہ تھے وہ دو چندا
وہ ہر اک پاس اک اک مرگ چھالا
کہ جن پر اک جہان جوگی ہوا تھا
نگہ بھر جسکو دیکھا کر گئی غش
کہ یہ عالم ہے عالم مین بہت کم
بھبھوت اپنے بدن اوپر لگائے
ہلال و بدر گویا ہین یہ باہم
کہ ہین خنجر کے بھلے کونپل مین بیمار
صفائی گل غنچین ہو دیکھکر دنگ
کہ رہ مطلق نہین جسمین سخن کو
کہ چاہ مسکن صد ماہ کنعان
کہ عاشق جسکی ہو ساری خدائی
کہ ہے اک صندلین لوح صفا
کہ بحر عشق خوبی کا ہے گرداب
کہ اک رشتہ مین لٹکے دو گہر ہین
سراسر ہین خوبی معدن نور
دل و جان کو جس سے راحت و چین
پھر طوطے نے بھلے اوسکو دیکھی
کہ جلوہ دیکھے تا حسن پدم کا
تن بیجان مین گویا جان آئی
بیابان کی بہت سی خاک اوڑائی
مجھے سیر گلستان کر خوش آئی
سراپا چشم از رنج جدائی
مجھے خوش تیری کوچے کی گدائی
نہین ہن جسکو سمجھو در بانہ

مراد خلق بر آتی ہے اکثر
نہین ممکن کہ وہ محروم جاوے
غم دل سے کہے تھا آہ بھر کر
ملے مجھ سے جو آ وہ ماہ پارا
بدل خواہان دعائے روشنائی

حصول دین و دنیا سبکو یان ہے
مراد دل مری سب حسب دلخواہ
کہ کب اے گردش ایام دلخواہ
ملیگا آن غم کے وہ مہر درخشان
شتابی ساقیا اک جام بھر دے

سہیلی کا پدماوت کے پاس آنا اور نادانستہ رتن سین جوگی کا ذکر کر کے رغبت دلانا

پرستشگاہ عالم بس ہے یہ دیر
کوئی کیسا ہی یہان معصوم آوے
کبھو اخلاک کے جانب نظر کر
پاندی پائے کب میں مستانہ
ستمدیدہ شب تار جدائی
تری می سے جو کیفیت ہین پاتے
فغان نے زاہد بتخانہ کیجانب کو دل ہیں
یہان سے یون فسون خوان محبت
جو دیکھی اوسنے یہ جوگی کی صورت
کمی جوبن سے اوس جوگی کی یکبار
کہا اوسے سرتا قدم سرمایۂ حسن
یہان سے بتکدہ وہ جو قرین ہے
کھون کیا ہین ہزارون وہ سین جوگی
اور ادہین اک گردا نکا ہی جیون ماہ
خدا جانے کہ ہے کسکا بردگی
کیا تھا بھر تری نے ترک گوراج
بیان کیا کیجئے جا عجب ہے
پرستش کو صنم کی جو چلو گی
ملاقات پدمنی یان رتن سے
خدا کیواسطے اے دل تو یون بیخود نہو جانا

کہی ہے داستان عشق و محبت
سراپا حسن اور خوبی کی صورت
ہوئی بھی بسکہ مست عشق شاہ
حدیث عشق الفت آیہ حسن
زمین باغ سے جسکے زمین ہے
پری کی شکل پر غم کی بردگی
وہ سب ہین فوج اوسکی اور وہ شاہ
کہ نکلا اپنے گھر سے بن کے جوگی
نہ ایسا ہوگا وہ جیسا ہے یہ آج
کوئی شہزادہ عالی نسب ہے
مری کہنے سے کیا ہے دیکھلوگی

پدم کی وہ پرستار وفا جو
کھون کیا ہین کہ جیون آئینہ حیران
غرض جیون تھین پدم تک جا کے کہیان
عجب دیکھا ہے میں نے ایک عالم
وہان آج ایک حلقہ جوگیونکا
سبھی سولہ برس کے باکم و بیش
عجب صورت سے وہ والا گہر ہے
سنا تھا گرچہ گوپی چند کا حال
کھون کیا ہین کہ اوسکی دیکھ حالت
وہ یا ہے یا کسی راجہ کا بیٹا
شتابی جام دے ساقی نگر دے

پدماوت اور رتن سین کا سامنا ہو جانا اور دونون پر عالم بیہوشی اور بیخودی کا آنا

تمھارا فیض عالم پر عیان ہے
تبان آمادہ گرد و جسد بیشتر
قران مشتری ہووے گا بانام
بسان ذرۂ بیتاب ہر آن
کہ جو پیتے ہی مجھکو مست کر دے
تو پھر اوس نونکو بھی رغبت دلاؤن
پرستش کو صنم کی آج کیا رغبت دلانا
جو آئی تھی وہان طوف صنم کو
نسیم آسا چلی سوے گلستان
کہا سیر صنم خانہ کا احوال
کہ جاے حیرت و حسرت ہے عالم
خدا جانے کہان سے آکے اوترا
سنان خار غم سے با دل ریش
زمین پر دو سرا گویا قمر ہے
یہ ہے اوس سے زیادہ اوسکا احوال
جگر پھٹتا ہے اور آتی ہے رقت
کہ اپنا چھوڑ کر ہے راج آیا
کہ مے پینے سے ہوتا ہون نہین سیر
ملے ہے عندلیب تو چمن سے
کہ تیری جذب الفت سے وہ کافر آج آتا ہے



زبانی اوسکی یہ سنکر حال سارا
چلی بے ہٹ صنم کو وہ خود آرا
نہایت مضطرب وہ سرو قامت
گئی اوس جا جدھر تھا وہ شوخ قامت

غرض اوسنے بھی پرستش کا تھا اوس روز
گروان پر پہ گئی وہ دل افروز
پرستش کا اونھوں کے جو ہی تھا شوق
بجا لا کر خدا سے عرض شاہ جو

کھڑی ہو دست بستہ کھینچکر آہ
لگی یوں عرض کرنے بت سے وہ ماہ
تمہاری دیو جی جی کی کہاؤں
عجب ہے مراد اپنی سناؤں

ہماری ساتھ کی سکھیاں جو ہیں
دیا ہے آپکی دولھن کہا تھا
کبھی صورت یہ جا کر ناگا کی
فدا ہو ہو کے اوسکے یوں کہو بھی

کہ صدقے تیرے ای ماتا بھوانی
ملادے مجھ سا کوئی مجھکو ثانی
ہوئی ہے اوسکو آتی کچھ نہ آواز
یہ تنگ آکر تو یہ کہنی وہ طناز

عبث تجھ کو میں نے سر جھکایا
کہ مطلب ایک بھی ان سے نہ پایا
جواب آتا اوسے کیا وہ تو بت تھا
کہ دیکھا اوسکو وہ ابھی مر گئی تھے

غرض اک دیر میں نکلی وہ مہرو
کہ چلی اپنے بہر دولت سرا کو
کہ اوسمین وہ پرستار وفا کیش
لگی کہنے کہ اے رانی وہ درویش

عمارت وہ جو سمت شرق یاں ہے
سو اوسمین وہ گروہ جوگیاں ہے
زبس ہے حسن سے اونکے سراسر
بسان مطلع خورشید وہ گھر

بہانہ جو تھی اوسکے بس کہ وہ ماہ
کہی سو بات اونے حسب دلخواہ
محافہ میں بصد شوکت ادھر کو
ہوئی جو ہی روانہ وہ پری رو

کشش تھی بسکہ یہ عشق گدا کی
کہ آ پہونچی سواری بادشا کی
پرستارین جلو مین ایدھر ادھر
بھنور قربان جیسے گل کے اوپر

اودھر تو اوسکو دھن تھی استغنا کی
کہ آ پہونچی پدم کی وان [illegible]
اوٹھایا جو نہیں پردہ اونے پیارے
نگاہیں دونوں کی باہم ہوئیں چار

کہوں کیا عشق نے جلوہ دکھایا
ادھر اوسکو ادھر اوسکو عشق آیا
ادھر ادھر ہوئی وہ دونوں بیہوش
کمال [illegible] جیسے قدح نوش

وہ گھائل اوسطرف تیر مژہ سے
اودھر بسمل یہ اوس تیغ نگہ سے
اٹھا نہ کچھ پدم کو اوسمین آیا
گیا اوسنے ہی یہ کو اپنے میں پایا

اوتر ڈولی سے اور صندل منگا کر
لکھا اوس سمت کی چھاتی پہ کے
ہوئی حالت ابھی سے یہ تمہاری
برا ہو گی یہ صحبت ہماری

[illegible] جو تنہے تو ہوا کیا
سنے جوگی نہ لیکن جوگ سیکھا
عجب ہی مر گئی تھی ای یار وہ پیرو
کہ ساتی اور رہی دونوں تہ بیہوش

خواب دیکھنا پدماوت کا بیچ تصور رتن سین کے اور تعبیر پانا اوسکی اپنی ہمدموں سے

نہیں دن میں چین آیا اوس نے پھر جا کر دیکھو
خفا ہوتا ہے کس کس شغل اوس دل میں جو پایا
حروف رمز جیا تی پر بنا کے
چلی القصہ وہ صندل لگا کر

وہ حلقے کان میں دیکھے جو اوسکی
ہوئی حلقہ بگوش اوسکی وہ آسی
پھنسا کر دل کو جوگی کی جٹا میں
ہوئی سر ذکر فرقہ اوسکے تسلو میں

زبس مضطر نہایت مثل سیماب
فغان و نالہ بر لب چشم پر آب
طپش سے دل کی از حد ناگوار
غرض جیوں تیوں وہ گذرا روز بیکار

ہوئی شب اور بھی عار جگر جان
بہنگ زلف پر پیچ و پریشان
تصور تھا اوسے زلف رتن سے
گئی القصہ شب رنج و محن سے

جیا در و جانان آخر کار
ہوئی پردے سے شب کے صبح اظہار
اوٹھی عادت سے اپنی وہ گل اندام
نہ آیا تھا اوسے از بسکہ آرام

غرض بیٹھی وہ تخت زر پہ آکر
مصاحب اوسکے بیٹھیں گرد آ کر
لگی کہنے ادھوں سے رشک مہتاب
رہی ہوں رات ساری تک بیخواب

دل بیکل سے ہرگز کل نہ پائی
کہوں کیا ہیں کہ کچھ غفلت نہ آئی
گئی ہیں ہو سحر گاہاں جو بیتاب
عجب عالم کا دیکھی طرفہ اک خواب

کہ نکلا غرب سے خورشید انور
طلوع ماہ بھی ہے شرق اوپر
اودھر مہتاب کے سینے مہرہ آیا
باہم دو نے انکے وصل پایا

ہوئی رادہا [illegible]
نہیں معلوم کچھ یہ بات کیا تھی
یہی تھا اور کچھ اوسکی جو تعبیر
کہی [illegible] ہے گی یہ تعبیر

پرستش کو گئی تھیں کل جو ہم [illegible]
ہوئی پھر دیا بت کی تاباں
سو خورشید ہیں یہ [illegible]
[illegible] روشن

ادھر جو سمت مغرب ہے کوئی [illegible]
[illegible] تمہاری اوس [illegible]
[illegible] اگر چہ مطلب دل
یہ کہلے کہ [illegible] مقابل

ملا او کہا کو اندوہ جس طرح سے
سہاگ گیا در بھاگ ہوے سب تمہارا
پلا ساقی مجھے جام مے ناب

برآوے تیرا مطلب اس طرح کر
کہ یہ خواب جلدی آشکارا
کہ دل میرا ہوا جاتا ہے بیتاب

نیسون نے یہ دی تعبیر اوسکو
ادھر اسبات سے خوش و شکر لب
مین تیری جام سے ہون مست شرابا

تمہارے دلکو راحت در خوشی ہو
کہ ہو تعبیر ظاہر خواب کی کب
کرون راجہ تجھ کو عشق سے ہشیار

رتن سین کا ہوش وحواس مین آنا اور اپنا حال مصیبت کا بت خانہ مین سداشیو کو سنانا



جدا رکھتا ہے تجھسی مجکو جانان گردش دوران
کریان جسدم رتن کو ہوش آیا
کیا خوناب دل آنکھون سے جاری
وہ ہوش آیا تھا بیہوشی کا دکھ
نہ دیکھے پر تو وہ جوگی بنا تھا
تصور کر کے اوسکا قد وقامت
اگرچہ صبر تھا غم نے جلایا
غرض حالت یہ اوسکی ہوگئی یان
پدم کی شکل اوسجا یہ بنی تھی
وہ مکھڑا تھا جو اوسکا زعفرانی
اوڑا جبری سی اوسکے رنگ چمن
محبت نے کی دونون لمین تاثیر

وگرنہ یہ جدا رہنا تو کس کا ذکر بھاتا ہے
تو جلوہ یار کا اسنے نپایا
لگی افزود ہونے بیقراری
افاقت سے تو کچھ غش ہی بھلا تھا
جو دیکھا تو کہو نہین حال کیا تھا
سر اوسکے پہ ہوئی برپا قیامت
رہا تھا کچھ سو آنسو نے بہایا
کہ رہجاتا ہے تا لب جیسے بیجان
کہ اوسکو دم بدم یہ جانفشانی تھی
ہوا ہے رشک رنگ زعفرانی
خزان دیدہ ہو کوئی جیسے گلشن
ہوا پیوست دونون دل مین اکتیر

پدم کی لکھ کے درد و بیقراری
لگا بیتاب ہو ہو کر وہ رونے
بسا دولت کہ آید بر گذرگاہ
غم آیا اوڑا اوسپر فوج در فوج
خبر سر کی رہی نہ کچھ قدم کی
کہون کیا دیکھ نقشہ اوسی ہی کا
ہوا غم پر غم دیدار طاری
کیا صبر وتحمل نے کنارا
اوسے وان دیکھ کر آتی تو ہو تی
ہوئی اوسکی وہ کیفیت ست آئینہ
غم جوگی یہ کچھ دل مین سمایا
ادھر اوسکا طپش اسکے الم کی

رتن کی اب لکھون آہ وزاری
طپش سے دل کی اپنی جان کھوئے
چو مرد آگہ نباشد گم کند راہ
کہ جوش بحر جیسے موج در موج
نظر کے سامنے صورت پدم کی
رر دیوانگی اوسپر تھوا دو
لگی افزود ہونے بیقراری
جو بحر درد وغم نے جوش مارا
دل بیکل ہے لیکن کل نپائی
بسان مردم رنجور بل بیج
کہ دل ہی دل مین آ جوگی بنایا
ادھر بھی مبتلا یہ اوسکے غم کی

یہی پھندی اسی عورت شب و روز
صنمخانہ مین جاکے وہ ہیزار
عبث اک عمر پوجا تجکو مینے
عبور بحر کرنا حسب دلخواہ
کہان کشتی مری لیکر ڈوبائی
تجھے جب شمع سی ہی مشعل جس لا
مرا خود حال غم سی یہ بنایا
کہون کیا مین کہ یہان چھوڑ کیلاس
زمین پر چرخ سے یان آ نکلا را
درت پر سنگ کے جب انبار
نہ پہونچی گرچہ ہم اوسکے قدم تک
کوئی ہم مین سی اوسکے تئین بچایو
جو ہووے آ کے اپنا یون قدمبوس
بیان کرنے لگا احوال سارا
تمھارا جو مکان ہی وان پہ آ کے
کوئی دم مین کہ جلتے ہین وہ جیون کاہ
جلاتی اوسکی بس عالم کو ہی آگ
بدل کر جیون کلنگی بھیس یکبار
سوار گاؤ کاندھے مرگ چھالا
لیے کنٹھی وہ دورے اپنے سب ہاتھ
نہادیو اسطرح سے آ کے پہونچا
ہوئی ٹھلدی تجھے کیون زندگانی
الم ہے کیا تجھے اسے غیرت باغ
ستم کش جسم تیرا کیون ہی ڈھلتا
کہ ہی تو کون سمجھانے کو آیا
کہون مین کیا تجھے غم کا یہ روگی
پرستش بینے کی یان دیوتا کی

سہ و خورشید با واقع دل افروز
سدا شیو سی لگا کرنے یہ فریاد
کیا مطلب بہرا آہ تو نے
غرض ہی غیر کے مشہور ہمراہ
نہ ای بت تو نے کی یان ناخدائی
گئی ٹھرکا کی یا سیون بھی ہی آگ
کہے تو ہو گیا پر یونکا سایا
بیان کسواسطے آئین مری پاس
کیا تھا چاند تارون نے گذارا
ہوا جلنے کو دیکر آگ طیار
غبار اپنا تو پہونچیگا پدم تک
بھرا درد و غم اسکا بجھا لو
نہ کیجے آپ سی پھر اوسکو مایوس
کہ جلتا ہے کوئی جوگی بچارا
ہے یون بیٹھا غرض دھونی لگا کے
کیا القصہ مین نے تمکو آگاہ
تو بیچکر وان سے مین آتا ہون یان بھاگ
ہوا اسنگل کے جانب کعبہ طیار
لگے کنٹھے ڈالے گلے مین اور مالا
چلا وانسے وہ گورا جا رتن ساتھ
رتن جلنے کو جس جا مستعد تھا
جو کھوتا ہی تو اپنی نوجوانی
برنگ لالہ جیون کھاتا ہی تو داغ
بیان شمع کہہ تو کیون ہی جلتا
جلے کو اور بھی دونا جلایا
بنا عشق پدم سے ہو نین جوگی
تمنا یان تو بر آئی سو تیری

رہا اک دن تنگ کی یا دل ریش
کہ اے بے فیض سنگ تیرہ کیش
ترے کوچہ کو مین سمجھا تھا گلزار
دم نزع ہاتھ مین آوے کسیکے
صدا یون تبکدہ سی اوسکو آئی
کہون کیا تجھسے اپنی حالت زار
مجھے رہ رہ کے ہیگا یہ بکھیا
جو آئین تو گئین پھر کیون شتابی
رتن نے جو جواب صاف پایا
یہی بس جی مین اپنے اوسنے ٹھانی
لگا ہونے تبون پیدا وسکا چرچا
اگر جلجاے گا جب دم یہ جوگی
ہنومان اوسمین اوسکا دیکھنے ہوا
جلے گر آپ ہی تنہا تو پھر کیا
ہزارون ساتھ اوسکی جوگی جلین
اگرچہ نام رہیگا اپنے کد ہے
غرض سنکر سدا شیو مستعد ہو
لگے اپنی استخوان چند اور ہار
جبین پر ماہ اور مو پریشان
جلو مین ساتھ ساتھ اوسکے ہنومان
بہم کرنے لگا اوس سے یہ گفتار
فلک سی کیا مصیبت تجھپہ آئی
تجھے اے ماہ سچ کہہ کیا الم ہے
تو وہ بولا سپند آسا جھٹک کر
مجھے ہی عشق کی آتش نے جھونا
جو دیکھے ہے مجھے تو شکل محتاج
سدا شیو کا مجھے اک آسرا تھا

غم دوری سے اوسکی مرد دلریش
نہ آخر تو ہوا میرا مددگار
سو وہ پر خار نکلا آخرکار
تو البتہ کنارے ہی پہ ڈوبے
نہین یان کچھ خرابی پرائی
دوا اسکی کرے ہووے جو بیمار
یہ بیداری ہے یا کچھ خواب دیکھا
مجھے جیون عاشقان دیگر خرابی
کہون کیا جو جو اوسکے جی مین آیا
عبث ہے شمع سان یہ زندگانی
کہ ناحق سی رتن آتش مین جلتا
پڑیگی پھر سبھون پر ہتیا سی
سدا شیو پاس جا کے دم مین لیجا
ہمین بھی ساتھ ہی اپنے جلاتا
کہ وہ بھی یون نہی اپنی جی پہ کھیلے
تو اے شیو اونپہ یہ وقت مدد ہے
چلا لے ساتھ گورا پاربت کو
بہم ٹوالے ہوی جیسے کوئی ہار
سحاب و ماہ جیون دست و گریبان
شفیق حال عشاق پریشان
کہ جوگی کیون ہی تو جلنے کو طیار
جو تونے آگ ہی ایسی لگائی
ہلال آسا تو کسکے غم سی خم ہے
وہ ہین قدمون پہ اوسکے سر ٹیک کر
جلایا تونے سوا آگ اور دونا
سو مین آیا ہون اپنا چھوڑ کر راج
کہ حاصل ہوگی یان میری تمنا

بر آئی جب نہ میری آرزو یان
نہ ہووے بر مین اپنا جب کہ دلبر
تو ہی بہتر کہ مجھے اب کہیل کر دین
بلا وہ مرگ کہ ہوش ظاہری چھین
ہنسی آتی ہی مجھکو ہمنشین اسیجا کہ عاشق

تو مین ناچار جلتا ہون پریشان
تو پھر اس زیست سے ہی مرگ بہتر
جیون کیا خاک بہتر ہی مرون مین

نہووے پاس اپنا جب کہ جانی
یہانتک آرزو مین گھر سے آیا
اب اے ساقی مجھے وہ جام بھر دے

تو پھر کس کام ایسی زندگانی
غضب ہی یان سے سو مطلب نہ پایا
کہ جسکا نشہ میرا کام کر دے
جو اسرار نہان ہون سب نظر مین
فلک پھیر کس شکل سے دکھلاتا ہے

گورا پارتی کا پریزاد کے بھیس مین آگے رتن سین کے آنا اور عاشق کامل پدماوت کا جان کی تدبیر اوسکے پاس جانیکی بتانا



سدا اسکے تئین ابھی وہ غم کا پامال
اوٹھا کر منہ سے پردہ روبرو آ
زبان پہ لا پدم کا نام اکبار
نہ اپنی شکل پر کچھ رحم آیا
پھر اک صورت وہان رشک قمر کی
مین ہون فرمانروائی کشور حسن
تمیز و عقل سے تو بہرہ ور ہے
کر اب بس رو کے دل سے تو گدائی
فغان بر لب وہ بولا بھر کے آنسو
یہ باتین کر نہ مجھسے تو ای بیباک
مجھے جب غیر اوسکے کچھ نہ بہاوے
تو کیا گر حور ہووے آ مقابل

بیان کرتا تھا اپنے دل کا احوال
رتن سے پہلے آکے حال پوچھا
ہوا وہ عاشق دل باختہ زار
کہ اوس پر حال یہ اپنا بنایا
قمر کے داغ جیسے دل اوپر ہے
ہر اک نکتہ ہی میرا دفتر عشق
تو بہتر مجھے کب کوئی بشر ہے
کہ بخشونگی مین تجھکو بادشاہی
کہ ہان اب بے مروت کون ہے تو
کہ ہے سب مجھکو وس بن آگ اور جان
تو لطف و حسن تیرا کب خوش آوے
تو البتہ قصور اپنا کرے دل

کہ پھر امتحان عاشق زار
کہ تو اے نوجوان کسکا ہے مائل
لگی کہنے یہ گورا مسکرا کے
اکہاڑہ تو نے اندر کا سنا ہے
سو اوس مجلس مین مثل شاہ ہون مین
نہین کچھ قدر دان حسن ہم کی
جو دانا در حجاب عالی کو پاوے
نہ کھو یہ نوجوانی اور گل اندام
مبارک حسن ہو تجھکو یہ تیرا
فدا اوس پہ سراسر تو جوانی
نہین بن مرگ مجھکو اور چارا
ملے رہنے کے خاطر باغ رضوان

بنا گورا نے شکل اپنی طرحدار
ہے کسکی تیغ ابرو کا تو گھائل
کہ تو عاشق ہوا ہے کسکا جا کے
جہان کا حسن زیب دو سرا ہے
شمارہ مین وہ سب اوس راہ ہون مین
اوسے نہین دسترس میری قدم کی
تو لازم ہے کہ اس شکل کو نبہاوے
چل اب کر جی بہر باہم عیش و آرام
نہین مطلب یہ آنا اس سے میرا
نہین خوش مجھکو اوس بن زندگانی
کرے اوسکے نہین جینا گورا
عجب کیا ہار بین ہوش زندان

ورائے یار ہرگز مت دری ہو پری ہی کو تو پیچھے پڑے ہو
سنی جب گفتگوی عاشق زار کہ اوسکو یار بن ہے زیست دشوار
سدا شیو سے یہ کی پھر جنگی تقریر کہ اسپر کر چکا ہے عشق تاثیر
مقرر ہے یہ پدماوت کا مایل دل اسکا تیغ غم سے ہیچ ہی گھایل
فغان بر لب ہی یہ جو با رخ زرد ہے گرم نالہ ہر دم با دم سرد
وے بس آتش غم نے ہی بھونا قلق ہر دم ہی اسکے دل پہ دونا
تمہارا اسکے دل میں آ بسا ہی کہ یہ بیمار محتاج دوا ہے
نہ اپنے نام کی ہوگی تمہیں لاج کنک اک تازہ پھر ہوگا نیا آج
رتن یہ اونکی باتیں سنکے یاتم ہوا کچھ دل ہی دلمیں شاد و خرم
جو دیکھی غور سے اونکی وہ صورت مٹی تب دل کی ماہی سب کدورت
ہوا معلوم یعنے دیوتا ہے کہ اوسنے بھیس اپنا یہ کیا ہی
سنی تھی جو نشانی اور آثار سواد میں اوسنے دیکھے سب نمودار
سوار گاؤ باشکل کلنگی رتن نے جبکہ اوسکی وضع دیکھی
یقین یہ صاف اوسکے لبمیں آیا کیا یعنی سدا شیو نے یہ سایا
گرا پانو نپہ فوراً اوسکے جاکے لگا رونے زبس آنسو بہاکے
ہوا یا تبتک وہ جوش عشق گریان دوبارہ ہو گیا عالم میں طوفان
لگا کہنے کہ آیا تھا میں تم پاس کہ یان میری برآویگی غرض آس
بر آئی جب نہ میری آن تمنا سو ہو مایوس اب میں مر چلا تھا
خدا کا شکر سو تمنے دیا کی بوقت نزع میری آ خبر لی
مرا احوال بیگانہ ہی شفقت کہ ہے مجھپر زبس رنج و مصیبت
مراد دل مری اب تم دلادو بدم سے یعنی اب جلدی ہی امداد
نہیں تاب جدائی مجکو فی الحال کیا ہی غم نے اوسکے بسکہ پامال
کہا اوس بیستر اتنی بات کیا ہی تحمل دلمیں رکھہ اپنی خدا ہے
خزان کے دن گئی آئی بہار آب ہوئی روز والم پر عیش کی شب
قتل ہی جبتلک کھینچے نہ کچھ رنج غرض حاصل نہو وے تبلک گنج
نہ زیر آرہ جب تک سر جھکاوے بسان شانہ زلفون تک نہ جاوے
نہ پہونچے جبتلک کچھ صدمۂ خار میسر ہو نہ ہرگز گشت گلزار
غبار راہ تا ہرگز نہ ہووے برنگ سرمہ آنکھون تک نہ پہونچے
نہ کچھ رنج سفر جبتک اوٹھاوے ہے ممکن منزل مقصود پاوے
جلاوے شمع سان جبتک تن من نہو بزم جہان میں نام روشن
نہیں ہوتی کوئی ایسی شب تار سحر جس کی نہ آخر ہو نمودار
ہماری آرزو ای مضطر حال ذرا کر صبر تا لادی برد بال
اگرچہ ہاتھ آنا ہے تو مشکل مراد دل تری یہ ہوگی حاصل
کرون تیری تئیں اب اوس سے آگاہ جو اے راہی تجھے در پیش ہی راہ
شتابی منزل مقصود دیکھے بچشم دل رخ بہبود دیکھے
حصار شہر کے ظاہر ہیں نو در سو رہتے ہیں غرض مسدود اکثر
کوئی جب شہر سے باہر کو جاوے دیا حسب المطلب اندر کو دیتے
کہ وا ہوتے ہیں اوسدم آخر دن وگرنہ غنچہ سان رہتے ہیں وہ بند
لگر اک سمت ہی اک چشمۂ آب حصار شہر کے پائین ہی گرداب
کوئی غواص ہو غوطہ لگاوے تو جیون دردہ در مطلب کو پاوے
کہ اوسمیں ایک دروازہ ہی پنہان نہیں اکثر کسی پر وہ نمایان
یہاں کی کشور مالک نے وہ در رکھا ہے حکمت عملی سے وان پر
مبادا یان پہ گر دشمن کوئی آئے ہر اک در شہر کا اعدا سے گھر جائے
دریم سے تو پھر وہ راہ پاوے اسی صورت سے جی اپنا بچاوے
جو ہے مدنظر یہ راہ تجھکو تو بس میں کر چکا آگاہ تجھکو
تو جون غواص کر ضبط نفس کو کہ تا غوطہ کی تجکو دسترس ہو
مدت آسا کھا ہے اوسمیں یہ در بھرا اوسمیں کو دکر جا مثل گوہر
نہیں جو اور رہیں اومیں تو جا کبھی تو ہونگے قسمت سے تری وا
اب آیا عشق ہی ہمدم کہاں تجھکو [illegible] کہ شاہ ہو کبھی عالم جیون [illegible]

رتن سین کا در دولت پر گندھرپ سین کے آنا اور برہمنون کی زبانی حرف خواستگاری پدماوت کا گندھرپ سین کو پہونچانا۔

لا اے ساقی یار رنگ بہار ازیق دسوس آفت لعیبان
سوال دخت رز ہے مجھسے میرا اگر دیوی تو ہی احسان تیرا

رکھیگا اس ہی جگہ گر تو محروم
سمجھ گے اوسکا جو مقصود کی
در دولت جو گندھرپ سین کا تھا
کرے وہ جنگ تو پھر جنگ تب ہے
نکل کے شہر سے گلشن مین جا کے

تو پھر اوٹھنا مرا ایسے ہی معلوم
گیا تھا وہ سدا شیو مرد آگاہ
اوسے شہ چار سو سے آکے گھیرا
بہر صورت پدم کو اوس سے لیجے

ترے حق مین ہونگی یار بونی
ادھر سے جوگیان کا ساتھ لشکر
غرض یہ بات جی مین یہ سمائی
سحر گاہان وہا نکتا تھا یہ معمول

رتن کیسی لگادونگا مین ہونی
حصار شہر کے آیا وہ دربر
در دولت پہ آ دھونی لگائی
پرستارین تھین جاتی لینے کو پھول
گل اپنی جھونپڑی مین دانسے لاکر

رتن سین کا در دولت پر گندھرپ سین کے آنا اور برہمنون کی زبانی خواستگاری پدماوت کی کرنا،



اوسی موزون تھین گل سی بناتین
نہ دروازیکو کھولا اور ہٹ کے
سلح جنگ کا سا ہر گدا ہے
اگر ہے خرچ رہ کا تمکو درکار
اگر راہ چلنے سے ہو عاری
رتن بولا اونھون سی ای فلانی
مکان سے فیدا اپنے دل کو کم ہے
یہی ہے بھیک اپنی اور خیرات
یہ سنکر بندگان بادشاہی
قدم جیسا نگہ کا باز پس ہو
گر ہیگی زیست اپنی مجھکو درکار

خوشی سی پھر نہ تھین پھولین سماتین
گئین سب الغرض وانسی ولیکن
نہین معلوم مطلب اونکا کیا ہے
جواہر دون تمھین مین اور دنیا
تو بارے دون تمھین منگوا سباہے
کہو راجہ سے یہ میری زبانی
کہ اس جشیان جوگی کو مری
سوا اس بات کی دلمین نہین یاد
لگے کہنے کہ بس ای مرد داہی
وہان پھر کیونکہ تیری تسری ہو
نہ لیجو نام لب پہ پھر یہ زنہار

چلا گھر سے سحر خیل پرستار
کہا راجہ سے یہ لوگون نی جا کر
کہا راجہ نی پوچھو تو اونھین جا
کہو پوشش تمھین سبکو بنا دون
کیا چاہو اگر تم استقامت
نہ پوشش کی ہمین خواہش نہ زر کی
نہین مطلب کسی اشیا سی ہمکو
ترے در پہ ہم اپنی جان دینگے
یہ کیا گفتار ہے اپنی زبان تھام
خیال و وہم بھی جاتا نہین وان
عبث رکھی ہے اپنی موت پہ دل

سو دیکھا جوگیون سی در کو گلزار
کہ جوگی گرد ہین دولت سرا کے
کہ مقصد مجھسے ہیگا آپ کا کیا
بنا کے گھر بابی بھی رنگا دون
تو بنوا دون ابھی باغ عمارت
نہ دل مین کچھ ہوس لعل و گہر کی
مگر خواہش ہے یہ لیوین پدم کو
عوض ہم تجھسے پدماوت کو لینگے
ترا منہ جو پدم کا لیوے تو نام
تجھے کیا حرف نسبت اوس سے نادان
کہ بس ہے یہ خیال خام مشکل

یہ راجہ ہے وہ عزت دار نامی
ہیں راجاں جہان اوسکے سلامی
سنی یہ گفتگو ے نا سزاوار
تو کھینچے تم سبھوں کو بر سر دار
کہو یہ حرف مت اپنی زبان سے
صلاح وقت یہ ہی جاؤ یان سے
غرض یہ سنکے بولا عاشق زار
کہ اودھم شاہی یہاں سی سخت دشوار
دکھاتے ہو ہمیں کیا تیغ خنجر
نہیں آتا ہمیں اس سے ذرا ڈر
غم ہجران سی بس آیا ہوں میں تنگ
نہیں مرنا مصیبت سے مجھے ننگ
لڑوگے تو لڑینگے اور لین گے
نہ لیں گے گرچہ اپنا جی تو دینگے
یہ سن باتیں ملائم اونکی اور سخت
کہ تھے وہ مستعد مرنے پہ اک لخت
سنی یہ گفتگو راجہ نے جسدم
ہوا قہر و غضب سے کیا وہ برہم
عجب صعوبت سی مانگیں ہیں یہ خیرات
مثل ہے یہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات
غضب ہو کر بہت سا غصہ فرما
لگا کہنے کہ انکو باندھ لو جا
لڑوا اونسے سپاہی جاکے مارے
او نھونکا بار تن سر سی اوتار
کہ اے فرمانروا ملک سنگل
گدا کم یہ نہیں ہیں بلکہ دنگل
وہ عقدہ ہیں جو باہم خیر و شر کے
سو ہاتھوں میں نہیں مطلق کسر کے
کہ آئے تھے یہاں جوگی بچارے
گئے ناحق یہاں بجرم مارے
نصیب دشمنان نوع دگر ہو
تو یہ مشہور ہر جا بیشتر ہو
حقیقت کوئی سمجھے گا نہ واہی
یہ شہرہ ہو گا مہ سے تا بماہی
مگر اے تاجور یہ کام کیجے
کہ اونکو شہر میں آنے نہ دیجے
وزیر عمدگان کی سنکے تقریر
ہوئی بس دلنشین راجہون تیرا

رکھیں کیا وصف وسکے ہم بانہ
ہی فوق عزت اوسکا قدیانہ
یہ تو ہے ہم بھی اور چیلے تمھارے
نہ اوڑ جاویں کہیں کو انکی مارے
چلجانے دو آدمی سے دھاوے
گرو جی خیر ہے یاں دم نہ مارو
قدم اپنا نہیں یانسے اوٹھاتے
یہ سہہ جاوے یہ کوئی ہم میں جانے
ہوا ہوں جیسے میں عاشق بہم گا
ہوں تب سے بار کش رنج و الم کا
نہیں ہے زندگی کا پاس کچھ بات
کہ ہوں اسبات سے کچھ ہم ہراسان
اودھر تیغ و تبر تیر جفا ہے
تو یاں بھی کم نہیں تیر دعا ہے
بآئین ادب راجہ سے کہیا
کیا احوال سارا جاکے اظہار
لگا کہنے کہ ہی مقدور انکا
کریں یہ لے او جمع ذکرا لیسا
بھلا آوے نہ کیونکر اسپہ حیرت
کہ اوس شہ میں کچھ ہے حرف نسبت
یہ جتنے جوگیاں بی ادب ہیں
سو میرے یہ نہ دام غضب ہیں
لگے کرنے اسیر بادشاہی
تقید انکی غرض یوں خیر خواہی
ارادہ آپکا گر جنگ پر ہے
صمم قتل کے آہنگ پر ہے
اگرچہ تم ہوئے بھی اونپہ منصور
تو بس ہو دیگا عالم میں یہ مشہور
کہو ہمکو تو یہ کرتے ہیں یہ کام
وہ لے ہمیں نہو گا آپکا نام
نہ لاوے تاب اور ہووے ہراسان
سپاہ مور سے بھاگا سلیمان
یہ آیا فکر ناقص میں ہمارے
اب آگے جو کہ مرضی ہو تمھاری
یہ تنگ آئے خود سے اے مہاراج
چلے جاوینگے ہو کر آپ محتاج
یہ سنکر شہ کہ دلکے خون سے گذرا
قتال لشکر مجنون سے گذرا

کمر کو کھول کر بیٹھے وہ خرسند
رہے در شکل دست مسکان بند
نبا عصہ ہونا وامن خاطر سے جانا نکلے
جو تو اوس اشک ہمرنامہ کے آج جاتا ہے
پلا ساقی شراب ناب گلرنگ
کہ اوس بن نہیں جیون بینا دلتنگ
ہوں جسکے نشہ سے میں مست سرشار
رہے در شہر کے جب وقت سب بند
جواب اون جوگیوں نے کچھ بنایا
وجود حاجیان تھا لیکہ مقدم
تو فرمایا رتن نے جوگیوں سے
صلاح کار بس ہے وہ ہماری
غرض یوں کرکے یاروں نسے وہ ہمدم
سواد چشم سے حالت رقم کی
مسطلا کاغذ نامہ نہادان
لکھوں کیا جیوں بیاض دیدہ جوا

طرف پدماوت کے فراق نامہ بھیجنا رتن سین کا اور زبانی قاصد کے بھی پدماوت کو ظاہر ہونا کچھ حال اوس بے چین کا

کہوں احوال خط عاشق زار
بگوش دل سن اے دانا خردمند
وہ درباں یاں سے جاکے پھر آیا
نہ انکو جب ہوا کچھ حال معلوم
کہ یارو اب صلاح وقت کیا ہے
کہا سب نے کہ جو مرضی تمھاری
کیا یہ نامۂ جانسوز تحریر
رگ مژگان سے ہے سیلے ایک قلم کی
کیا بس خون دیدہ سے وہ افشان
رکھی میں اسطور اوسکی پر نور

گل باغ حیا و سرو قیامت
کہ اے آرام دل و مونس جان
وہان ای گل تو محو گشت گلزار
وہان جز خش خواب تھا ای رشک مہتاب
بدلجمعی تو وان اے راحت جان
یہ غفلت تا کجا کہ او خود آرا
تب ہجران کا تیری ہون مین بیمار
کبھی بسمل ہے تو پھر تماشا
سر بالین یہ میرے ای ہمدم تو
تو آ پر نور میری انجمن کر
پریشان ہے کہ ای رشک چمن ہون
ترا ای رشک لیلی ہو کے مفتون
خیال زلف تو پیش نظر ہے
خیال وصل ہی تیرا گل اندام
رکھے چھاتی پہ لاکھون غم کی تیغ
پری وش نے پر پرواز پایا
یہ لکھکر چشم سے کر خونفشانی
لکھے تھے وہ بھی خون دل سراپا
برنگ گل لالہ تھی سب حرف یکسان
غرض لے ہاتھ مین وہ خامہ عشق
کہ ای پیک پر پرواز عاشق
غرض طوطی نے جب نامہ اوٹھا کی
زبس تھا خونفشان وہ نامہ ای
بجائے تار کندن تار دیگر
زبانی بھی اوسے کیو کہ ای یار
مکدر دل مبادا اوسکا ہووے
عجب صورت سے جا کر اوسکو دیکھا

یہ گلزار جہان ہے و سلامت
بہار باغ عشاق پریشان
یہان مین مثل بلبل نا دن زار
یہان مین شام سے تا صبح بیخواب
مین یہان جیون لٹ پیچ پریشان
ادھر بھی اک نگہ ای بت خدارا
دوا ہی میری عناب لب یار
خدا کے واسطے تشریف فرما
مسیحائی کو لا اپنے قدم تو
شب غربت کی تئین صبح وطن کر
بسان گل دریدہ پیرہن ہون
پھرا صحرا بصحرا مثل مجنون
یہی دہیان اب مجھی شام و سحر ہی
رکھے ہی مجکو زندہ کام ناکام
تری در تک تو آ پہونچا ہون مر مر
قدم تک تیری تو مین سر سے آیا
کیا نامہ کو اپنے ارغوانی
زبس رنگین نظر خط گلزار
کہ معنی اونمین تھی آتش سے نہان
رقم جب کر چکا وہ نامہ عشق
سراسر چارہ و ہمراز عاشق
بہت سا چوم آنکھون سے لگا کر
کہ جیسے سرخ ہو طوطی کی منقار
کسی کوچے مین گر جاتا ہی چلکر
ہے تجھ بن زیست مجکو سخت دشوار
تو اوسکو جاکے میل اشک خونین ہووے
عجب جس سے اوس طوطی کو آیا

پس از آداب شوق دل کہ تھا
چراغ افروز بزم عاشق زار
وہان سرخوش تو ای شمشاد قامت
وہان تو رونق کاشانہ شمع
تو مصروف طرب مہر دل افروز
کسی صورت مجھے صورت دکھا دے
مریض رنج ہجران کو تری یاد
عجب کیا آبے تو آرام جان یان
کہون کیا مین کہ ای مہر درخشان
غرض تجھ بن الم سے نشا ہی گلرنگ
ترے غم نے مجھے جوگی بنایا
قدم سے موے سر گذری اب ای یار
دکھا کر شکل تو جب سے گئی ہے
جو صندل تو نے چہرے کا مجھے دیا
یہ دربان بیمروت طبع ناساز
کرون کیا مین کہ بس ہون سخت ناچار
جو نامہ پر دو مے تھے الفاظ اوسکے
یہ آتش بس عبارت مین تھی اوسکی
لکھے جاتی نہ وہ کاغذ کے اوپر
کہا اوس طوطے دستان سرا سے
کسی صورت یہ نامہ اوسکو پہونچا
کہا اسمین لگا کے تار کندن
غرض حسب نعت گرمی اوسکی پہونچی
دیا نامہ کہا کچھ زبانی
اوڑا نامہ کو طوطا لیکے نکلا
کہ اسمین وہ پر پرواز طائر
کہ ہوی سر سبز رشک سنبل

کیا یہ نامہ جانسوز افشا
سحر میری ہی تجھ بن اک شب تار
یہان پہلے مجھے تجھ بن قیامت
مین یان بیتاب جیون پروانہ شمع
مجھے جیون ماہ تجھ بن داغ جانسوز
مریض غم کو اپنی اک شفا دے
ہے ہجون کنار دو بوس درکار
ہے واجب مور پر لطف سلیمان
سحر آ بے ترے شام غریبان
برنگ غنچہ رہتا ہون دلتنگ
کہ ہون مین چھوڑ اپنا راج آیا
بسان خار پا سر سے نمودار
کہون کیا تب سے اک آفت نئی ہے
سوا اوس سے او بھی اک درد سر ہے
نہین کرتے ہین لیکن درگی تئین باز
در دیوار سے رہتا ہون سر مار
سیاہی سے نہین اوسنے لکھی تھی
زبان خامہ تک بھی جل گئی تھی
نہ ملتا گر اوسے بال سمندر
کہ پر جسکے تھے خوش بال ہما ہی
لکھے جو کچھ جواب اسکا ابھی لا
بنا دو جلد میرا طوق گردن
گئی چل بس اوسی دم گردن اوسکی
کہ اے سر سبز رشک بوستانی
ہوی عاشق کے پیک اشک دنبال
بیدم کے پاس پہونچا نامہ لیکر
پریشان ہو رہے ہین رخ پہ بالکل

جو کچھ اعتبار تھا سرو قمر ہے
غرض اوس سرو کو اک بار الم ہے
برنگ گل تھا اوسکا سرخ جوبن
غرض اس شکل سی جیون شمع کی تغیر
ہوئی نچڑ د جو پھر کچھہ ہوش آیا
سنا اے بیوفا اوسکا کچھہ احوال
کہ بس اوسکے تصور سے ہے جینا
کہوں کیا تجھسے اپنی بیقراری
برنگ شام تیرہ بخت تر ہوں
مجھے شام و سحر اوسکا الم ہے
سنی جب اوس سے طوطے نے یہ گفتار
یہ فرماتی ہو جو تم مہربانے
غرض بیٹھی اپنے گھر میں خوشحال
زمیں پر ہیں یہ دریا جتنے جاری
یہ اشک سرخ اوسکا داں وسے ہے
شفق سے یہ فلک پر ہے جو سرخی
جبیں پر بھی تری ہے گا جو سیندور
پرستشگہ میں جاکر دیوتا کی
صدا آئی اوسے کا ای مرد ناداں
یہ کہکر اور پھر اک آہ جانسوز
سدا شیو گر خبر اوسکی نہ لیتا
سو اوسکی راہ پر وہ راہ پے جو
تمہاری باپ کی جو کچھہ سپہ ہے
کرو نہیں گو ہر شک و ہیں تخت و عشرت
پلا ساقی تو اب جلدی سے اکجام
نکل اپنے یار تجکو ہے بلاتا
کہ سن اوس موئے تنگ شکر ہے

سو اوسکا رنگ مہتاب ہوئی
بسان سرو قامت اوسکا خم ہے
سو ہوئی جیسے خزاں دیدہ ہو گلشن
عجب بت سی بیٹھی تھی وہ دلگیر
تو اوس محرم کو چھاتی سے لگایا
بنایا جسکے غم نے یہ مرا حال
نہ خوش آتا ہے کھانا اور نہ پینا
کہ ہر شب میں ہوں اختر شماری
گریبان چاک مانند سحر ہوں
اوسے کیا شغل یاروں سے ہم ہے
ظریفانہ تو کھولی اپنی منقار
سو ہے اب بندہ پر درست زبانی
اور اوسکا داں تلک پہونچا ہی حوال
سو ہے اوسکا یہ فیض اشکباری
کہ جس سے رنگ خون سارا جہاں ہے
ہے سرخی وہ اوسی کی سیل خوں کی
بلا شک ہے یہ اشک سرخ رنجور
ہوا رنج و غم ہجراں کا شاکی
ہوے ہم بھی اوسکو دیکھہ حیراں
کہ چلیے تاکہ غم سے شب و روز
وہ جل جلکے وہ اپنی جان دیتا
غرض اب سے بعد بیٹھا ہی ہر طور
ہر اک در سے سوا اوسکی سند ہے

ہے یاں تک غیرت شمع کی یہ نوبت
غم تار و اوسے جیسے ہے افزوں
رہی تھی یا کئی پہر تو نہیں جو کل
نظر اسمیں پڑا وہ قاصد یار
پیار اوسکو بہت سا کرکے وہ ماہ
بیان کر مجھسے اوسکا حال کیا ہے
غم الفت میں اوسکے میں شب و روز
جو سوتی ہوں کبھی میں فرش گل پر
انیس وقت اپنا تو ہی غم یار
نہیں اوس بن مجھے یاں چین و آرام
اگرچہ کہنا تو ترک ادب ہے
تمہیں کچھہ غم بھی گر عاشق کا ہوتا
کہ جب سے تم کو دیکھا اک نظر ہے
بسنتی دیکھہ پیراہن وہ تیرا
سحر خورشید نکلے ہے جو گلگوں
غرض ایسی نہیں باقی کوئی جا
بیان کیجے کہاں تک اوسکا احوال
بصد امید جاناں ناشکیبا
ہوا مایوس پھر وہ آرزو مند
اوسی جا ڈیرہ لگکر ہی کا بتا کی
تسلی کرکے سو وہ مرد آگاہ
حصار شہر تیرا ہے جو اے ماہ
اب آگے جو کہو سو وہ بجا لائے

جواب نامہ پدماوت کیطرف سے رتن سین پاس آنا اور رتن سین کا تخلات کو چشمہ میں مع جوگیوں کو دینا اور متہم فدی ہو جانا

پلادے کہ میں جلدی ہی جان جاؤں
پڑھا وہ نامہ مشتاق لیکے

سراپا فیض اسکے جو قلم ہے
پڑھی اوس نے حقیقت جبکہ ساری

کہ چشم اوسکی ہوئی شکل چشم تصویر
ہوئی وہ رشک لیلی شکل مجنوں
ہوئی لاغر سو اب شکل رگ گل
مسیحا دم شفاے جان بیمار
لگی کہنے اوسے پھر بھر کے یوں آہ
مرا تو حال سب پر بر ملا ہے
ہوں مہر و مہ سی با داغ دل افروز
تو چبھتی ہے رگ گل شکل نشتر
جلیس ہمدم اوسکا کون ہے واں
وہاں در پیش ہے کہا اوسکو کیا کام
غم عاشق و لے صاحب کو کب ہے
تو گا ہے بھی نہ لیتیں تم خبر کیا
ہر اک دم اوسکے تئیں نوحہ گری ہے
ہے رشک زعفران رنگ تن اوسکا
اوسی کا داں تلک پہونچا ہے یہ خوں
نہ پہونچا داں ہو سیل خون اوسکا
کہ اکدن وہ غم ہجراں کا پامال
بیان کرنے لگا دل کی تمنا
امید وصل سے تھا جو کہ پابند
ہوا اس سے بعد آتش لگا کے
گیا اوسکو سمجھا کے اب وہ کچھہ روز
مع فوج گدایاں واں ہے وہ شاہ
بہر صورت یہاں آوے کہ مر جاے
سنا ر قاصد جاناں کا نامہ لیکر آتا
کہ آیا یار کا مدت میں پیغام
سو وہ اسطرح مصروف رقم ہے
لیا خون جگر انکھوں سے جاری

قلم لے ہاتھ میں وہ رشک تصویر
ترا نامہ جو رنگین عشق دائم
کیا اے گلدستہ باغ محبت
وہ تیرا نامہ اے سرو خرامان
معنبر تھی جو اوسکی روشنائی
زبس وحشت فزا معنی رقم تھی
یہ تھی بین السطور اوسکی نمایان
ہویدا حرف اوسکا سو کہون کیا
جو حالت ہی تری اے مہر تابان
نہیں مقدور لیکن اسمین میرا
ملا یا غم سے ہو جس شکل نقشہ
کھنچی ہی ناتوانی بس یہانتک
کہ دیری ہی قسمت جب کہ تاخیر
یہاں تک سے میں صندل بھی لگایا
خبر فوراً یہ راجہ جی کو جاتی
نہ غفلت میں ہوا مطلب کسو کا
پکارا اسا میں مل مل دست افسوس
جو غوطہ بحر غم میں تو لگا دکر
کسی صورت جو اوسپر جرہ کر آوے
زمین پر گرا اوٹھا وہ نامہ ساز
زبانی بھی جو کہنا تھا کہا سب
سر شب چھوڑ کر اپنا وہ بستر
جو کودا اوسمین ہوئی غم امن و نام
کہ نا دانستہ کوئی اوسپہ آوے
وہ ساتون ٹیر ہیں جیون ہفت افلاک
سو یہ جوگی چڑھے اوسپر شتابی
نہ پہونچے منزل مقصد پہ ناکام

جواب اوسکا لکھی کر کے وہ تحریر
یہ فرق حاکم دل رہیو قایم
برنگ لالہ با داغ محبت
ہر اک جملہ تھا جسکا جیون گلستان
تھی شاید مشک عنبر سے بسائی
مگر مژگان آہو کے رقم تھے
کہ نور روز شب دست و گریبان
لعبہ خوبی کلید قفل دل تھا
کہوں میں تن اوس سے یان چندان
کہ دیکھوں آگے میں دیدار تیرا
حیا خلق پانو میں ہو زنجیر
کہ نالہ نہیں سکتا زبانتک
تو پھر میری بھلا کیا اوسمیں تقصیر
یہ تجکو ہوش ذرہ بھی نہ آیا
بہر صورت مراد اپنی بر آتی
مثل مشہور ہی سویا سو کھویا
سدا جلتی ہون مثل شمع فانوس
تو ممکن ہے در مقصود پاوے
تو البتہ تو میرا وصل پاوے
کی اوس طائر نے اوسجا گہ سے پرواز
کیا احوال اوسکا وہ ادا سب
غرض آ پہونچا وہ چشمہ کہ اوپر
کرے چندے مصائب اوسکی ہمراہ
تو ڈر سے اوسکے اوسکا بید جلکر
نہ پہونچی آدمی کی اوڑ کر اوغان
پسان دزد صرف اضطرابی
گرا بس اسمین اونکا طشت از بام

نہ زیبا ہر کو اے کشور عشق
پس از آداب شوق صد ملاقات
اسیر الفت گل مثل بلبل
لکھا تھا بسکہ از خط بہاری
نہاں ہر حرف میں تھے وہ خیالی
یہ رسم خط در آوردہ پر از نور
یہ رنگین کاغذ نامہ تھا یا گل
کیا تھا جو رقم تو نے سبب اس گل
گذرا غم سی تیری ہوں میں گلتی
تو ہی اوسجا پہ جیسے بلبل زار
نگہ بھی تجھ تلک پہونچے تو کیا آہ
نہیں غیر از سبب اوسجا گذارا
کہ میں آئی وہان پرائی پریوش
جو تو ای کاش اوس دم ہوتا ہشیار
گذرتی گرچہ اوسپر ناگوارا
لحاظ شرم سے صد حیف ہیہات
اگر منظور ہی تجکو بھی یہ کام
مری وہ منزل حصن حصین ہے
سراسر لکھ سکی جب حالت زار
جہان وہ منتظر بیٹھا تھا مضطر
جو وصل گل کا مژدہ اوسنے پایا
کہ شب بس پردہ دار عاشقان ہی
نہ پائی ہر اوسمین کچھ رنج پہنچا
سکھے تھین بسکہ اوسکی ہمت
بعد محنت جو کوئی جڑھ دریا
زبس رشتہ وہ اوسکا جا نکس تھا
کیا ناگاہ شب نے جو کنارا

رتن یعنی کہ زیب افسر عشق
یہ ظاہر ہو پر اے الفت آیات
بدل خار وصال حسرت گل
سو آیا وہ یعین انتظاری
کہ جون ظلمت میں آب زندگانی
مسلسل جسطرح سے کاکل حور
کہ شرمندہ ہو جس سے دفتر گل
ہوا جیون سرمہ زیب چشم بلبل
ہی جیسے شمع ساری رات جلتی
یہان میں مثل گل پہلو پر از خار
کہ ہی مژگان سے لاکھوں خار در راہ
کہ ہے دن وہ پرستش کا ہمارا
سو تو بس دیکھتے ہی ہو گیا غش
گلے کا اپنے میں دیتی تجھے ہار
وے بن بر نہو تا اور چارا
اور اب ہیں کہ نہیں سکتی ہوں کہہ بات
تو اکجا نا سکے یہ چین و آرام
زمیں پر دوسرا عرش برین ہے
تو کرنا فوت پھینکا غم کا طومار
دیا سو لا اوسے مکتوب دلبر
نہ سر اہن میں پھر پھولا سمایا
اسی دن روز مطلب کا نمایان
نگر وہ چشمہ جادو کرتا تھا
ہوا نا واقف کو جڑھنا اوسپہ مشکل
تو پھر اوس شہر کی کرسی کو پاوے
درازی میں گویا طول امل تھا
ہوئی صبح قیامت آشکارا

غرض سب پاسبان شہر اُلٹ پا
کہا راجہ سے جا کر سب نے اظہار
خیال اوسکا محل کے سمت کو تھا
خبر جسوقت یہ راجہ نے پائی
کرین جوگی جو دزدی کا ارادہ
اونہون نے کچھ دیکھ اپنی وہ تقویم
سو اونکو لیکے سولی پر چڑھا دو
کہی گذشت بہ از بام معشوقونکا عاشق کی

ہوئے ناز سہفت سے خبردار
کہ وہ جوگی جو ہین سب دزد مکار
کہ جنکے راہ مین تھا اونکو گیا
عقب سے بنکے اوسکو تپ چڑھ آئی
سنا اون تیرہ بختونکی یہ بھر کیا
کیا یہ مسئلہ راجہ کو تعلیم

کیا آپسمین ملکر سب نے یہ شور
نقب دیکر سو وہ چوری کو آئے
کہو جیسا ہم اونکی پیش آدین
برہمن تھے کئی وہ جو مصاحب
کہو اسکی جو کچھ اونکو سزا دین
گدا سے جو ہوا ایسا کام ظاہر

کہ چوری کیلئے آئے ہین یہ چور
کہ آپسمین ہمنے جلدی دیکھ پائے
اوسی جا مار ڈالین یلکہ لا دین
تو یہ کہنے لگا اون سے کہ صاحب
خیال دزدی کا اونکو مزا دو
تو پھر اوسکی سزا ہے کی سزا دار
سواے اسکے نہین مت کچھ سزا دو
جناب عشق سے پھر اوسکو حکم دار لانا

حکم سولی دینے کا واسطے جوگیون کے صادر ہونا اور رتن سین کا اوپر محرومی دیدار دلدار کے افسوس کرنا اور رونا



مین ہون ساقی کے دختِ رز کا ساغر
نگریان مین رتن کا ہون جو اخواہ
بحکم راے سین دستور اعظم
مع لشکر ہوے جب یہ نمودار
چلی آتی ہے لڑنے کو جو یہ فوج
سو آگے ہی نہ کیون پھر جنگ کیجے
رتن بولا او نھین سنتے ہو یارد
یہ تنگ آیا ہون مین بھی زندگی سے
جو میرے سامنے دیوار در سے

سو ہے وہ میری خونریزی کا مائل
کہ ہمکو تہمت دزدی لگے آہ
لیے لشکر مسلح ایک باہم
کہا اوس فوج سے جا کھینچ پیکار
بیان بحر جوشان موج در موج
بقدر اپنے اونکو تنگ کیجے
رہ معشوق ہے یان دم نہ مارو
نہ خوش آتا ہے جینا مجکو جی سے
بھرم کی شکل ہی مین نظر ہے

جو مجھپر فوج غمزہ کی تعین کی
وزیر دن سے کہا راجہ نے جاؤ
چلا اودھر کو جیدھر وہ گدا ہے
اودھر تھے ساتھ جتنے رتن کے
وہ اچھا جو یہ ہمکو باندھ لیوین
جو کچھ ہونا ہے قسمت مین سو ہوگا
نہین منظور مجکو زندگانی
رہ معشوق مین سر دیکا ہون
تصور اوسکا بس جانا نہین ہے

سو مین چوری بھی کچھ ایسی نہین کی
غرض جتنے ہین سبکو باندھ لاؤ
کہ تا جاتے ہی اونکو باندھ لاوے
بہم کر مصلحت آپسمین بولے
اذیت جو کہ دیتی ہو سو دیوین
یہ کیجے سامنا تو دشمنون کا
ہے بار سر سے تن کو سر گرانی
ہراسان پھر بھلا میں کیا ہوں
سوا اسکے نظر آتا نہین ہے

جو تم کہتے ہو یہ لشکر ہم سے
جھکا کیا سر کو ہے عین عبادت
رہے قسمت کہ مارا جاوی مین آج
رہ عشوق مین کرسکے گذارا
جو آئے وہ مسلح جنگجو یان
چلے تھے ردی دو بتخانہ کو وہ
زبس تیغ سیاست سے سراسر
سنا اوسنے کہ وہ حال پریشان
گئی یہ بات اوسکی جب گھڑی کان
اگرچہ تھی ہی دل پر بیقراری
بغیر از وصل جانان زیست کس کام
اودھر دربار مین جتنے تھے حصار
ہوئی اکٹھا ہزارون دار برپا
بحکم راے گندہرپ سین سو آج
یہ تنگ آئے تھے یہ بھی زندگی سے
تو مرتے کیون نہ اوسکی جستجو مین
جو ہین دیکھی رتن نے دار برپا
کھڑی تھے وہ جو اوسکے گرد سارے
گیا مارا جوان یہ اپنی جان سے
کوئی بولا کہ اپنی جان دیجے
اوٹھائی ہے جو اوسنے یہ مصیبت
کوئی بولا یہ شکل پھر تری ہے
کوئی بولا کہان وہ اور کہان یہ
ہمین البتہ اب دل اسکا غم ہے
تمکش مبتلا آدہ ہون مین
ہوا الفت کا اوسکا انتہا آج
نمود گرچہ برہمن اپنا دلبر

سو ملتفت تھی مجہی شکل یہ ہم ہی
شہادت بلکہ سرتا پا سعادت
تو جانون عشق کی بھی مین معراج
اوسکو نے مطلقاً سو دم مارا
سو اونکو لیچلے کر زیب زندان
ملاقی ہو وین تا جانانہ کے وہ
سو مرتے ہین کوئی دم مین وہ اب تو
برنگ قطرۂ آنسو یہ مژگان
کہون کیا اوڑ گئی یکبار اوسان
ہوئی اوسوقت لیکن زیست بھاری
گرا دون آپکو جیون طشت از بام
کیا راجہ نے اونکو حکم یکبار
فلک پر تھا سر نیزے سے جنکا
سر سولی کے ابھی تو ہین ہنستا آج
طلب گر تھی سو تا اپنی خوشی سے
بھلا ہی جان جاوے آرزو مین
ہنسا وہ آپ اوڑ سکو رولایا
ہوئے بیخود گویا بجلی کے مارے
تو گویا حسن جاتا ہے جہان سے
بن آوے تو رہائی اسکی کیجے
خدا جانے ہے اسکی کیا حقیقت
نہ سمجھو جوگ اسکا سرسری ہے
مگر ہے عاشق بے خانمان یہ
کہ ایسی شکل بھی عالم مین کم ہے
پریشان یاد دل صد پارہ پیچ ہے
کہ جو اب عشق کی سولی پہ معراج
تو پھر ہے زندگی سولی کے اوپر

خوشنا دم سامنے جو یار آوے
برہم سے وہ یہ بین راجہ رتن کے
یہ تھی گفتار اونین بیچارے
کتاب عشق سے تھی اونکو تعلیم
ہوا یہ ماجرا مشہور سرجا
سحرگاہان عسس نے اونکو پکڑا
ادھر یہ ظاہر احوال رتن سین
سے خیل فقیران با دل زار
بہم مل مل کے اپنے دست افسوس
لب بام آکے جی مین تھی یہ ٹھانی
ادھر ٹھانی تھی یہ جی مین مرے دی
اودھین گن گن کے سولی خنجر ہا
ہوا اس بات سے عالم خبردار
یہ تھا بس کوچہ و بازار مین شور
یقین تھی صاف اونکو ملین یا ت
چلے لیکر اونہین جلاد خونخوار
وہ ہنستے ہین جو اوسکے دانت دیکھ
کوئی رو رو کے اوسپر جی جلاکے
ہزار افسوس اوسکی نوجوانی
کوئی کہتا یہ جوگی ہے یہ جوگی
کوئی کہتا تھا ہر دم کھینچ کر کر
کوئی بولا کہ گو یہ جوگی ہے یہ
ولیکن ہمکو ہوگا یہ بریکھا
کوئی گر ذات اوسکی پوچھتا آ
غم الفت مین جسکے ہین بروگی
مجھے بن پوچھے سولی پر چڑھا دو
فلک کو دیکھیے وہ شوریدہ احوال

دہ باغ جفا کو آزما دے
وہ میری جان ہے مین اوسکا تن ہون
گرا اوسمین چار سو کی آکے گھیرا
سبق تھا اودن رضا جو یونکا تسلیم
کہ تھا جو یان یہ حلقہ جوگیونکا
غرض دام مصیبت مین ہے جکڑا
ادھر وہ جین یا عاشق گھر مین بیٹھی
ہوا جاتا ہے اب زیب سر دار
لگے جلنے برنگ شمع فانوس
کہ بس فعل عبث ہے زندگانی
شفا بخش مریض درد غم سے
ہزار حیرت کا اونکو چکھاوے
وہ جوگی یعنی ملک غم کے سردار
ہین ناحق دار پر چڑھتے یہ منصور
نہین ملنی کی وہ دونون جو خیر آئے
کہ بس رکھدے تب سب کو سر دار
کہ جیسے ناگہان اک بجلی چمکے
یہی کہتا تھا اوس آنکھو بہا کے
یہ آئی کیا بلاے ناگہانی
یقین [illegible] یہ غم کا بروگی
یہ بھیس آیا ہے راجہ سوچ کر کر
جو قصہ جوگ کا پابند سے یہ
کہ وہ کانو سنا آنکھوں نہ دیکھا
یہ کہنا ذات اپنی مین کہون کیا
پھرا صحرا بہ صحرا بن کے جوگی
عذاب زیست سے یعنی چھڑا دو
غم عشق برہم کا یعنی پامال

کہاں پایا مجبوری سے ہزار
پڑھے تھا صاحبدل اپنی یہ اشعار

نہ سنہ دیکھا جو اوس نے ہر چنین کا
کہ سر پر سایہ مرغ آیا

سنو اوسکی راہ مین سر دیچکا ہون
بدل صد داغ حسرت لیچکا ہون

سر دیا بر سر راہش فدا شد
کہ این بار گران بدوش وا شد

ہو میری عاشقون مین یہ بڑائی
کہ وار عشق پر معراج پائی

یہ سنکر بندگان بادشاہی
لگا اونمین سے کہنے کوئی ذاہی

جو ہو منظور تجھکو کر دہ اٹھا
کہ جس کھینچے ہو دم مین سر اڑا

سداشیو کا لباس برہمن مین آجانا اور گندھرپ سین کو حال رتن سین کا زبانی طوطے کے مفصل سنوانا

نہیں اوس بن مجھی کچھ چین و آرام

اوسی ہون شراب غم سی مدہوش

پھنسا کر دام غم مین عاشقونکو ای عشق
دلا دیکھو تو کسطرح عشق آبھی چھپاتا ہی

پلا دہ مے کہ ہوئے مست سرشار
کہون حال رتن سارا بیان دانا

اگر دو عالم مین جس جا رتن تھا
سو پہلے اسنے چھپکر حال دیکھا

سر اس مرگ مطلق کچھ نہین ہی
بھلا ہر تن یہان ہی دل مین سے

بنا کر شکل اوسنے برہمن کی
بغل مین اپنی لیکر ایک پوتھی

جو ہے دستور ان باہمن کو دیکھا
ہوا دربار لوگونکو اک پریکھا

ہو رایان جہان مین جو مہاراج
اوسی دی دست چپ سے تو دعا آج

کہ مین بیٹھے دست راس اپنی سی یار دو
نہین دی ہی دعا ہرگز کسیکو

مقابل دوسرا ایسا جو دیکھون
تو البتہ ایسی ایسی اوسی دون

کیا پھر اوسنے استفسار احوال
کہ باہر کر تو ظاہر اسکا کچھ حال

کہ ہے جگ مین یہ ایسا رایانامی
کہ ہین رایان خلق اسکے سلامی

پدم کے غم کا سو ہوکے بیوگی
یہان آیا ہے بنکے شکل جوگی

کہا راجہ نے غصہ ہوکہ جاہل
بیان کرتا ہی کیون یہ کذب باطل

کہان ہین راے نامی صاحب تاج
کہان جوگی یہ نان شب کا محتاج

کہ ہے میری تیغ کی عالم مین دھوم
کہ فرمان ہی میرے شام اور روم

ترے سر پر یہ آفت پھر کہین آئے
کہ ملک گیہو مین گھس نہ بیسر جاکے

حکایات پدم اوسکو سنا کے
پھر وہ لایا اوسے جوگی بنا کے

بلا اوس فتنہ انگیز جہان کو
رفیق عاشق بے خانمان کو

گرا جے چرخ کہن گجا ز صد آه
تو ان دسترس دیکھا نہ با ماه

پھرا صحرا بصحرا جستجو مین
یہان آیا مین جسکی آرزو مین

ہوا سو عشق میرا آج پورا
نہ تھا مین جسکی الفت مین ادھورا

یہ چڑھتا ہی جو مجھکو آج بروا
سو ملک عشق کا ہوتا ہون سروا

اگر ہر مو تن ہووے مجھے وا
دے پھرنا مجھے ہی ننگ او عا

ہو جسکو یاد کرنا یاد کرلے
کہ اوسکی یاد سے دلشاد کرلی

وہ بولا مرگ سے کب مجھکو غم ہی
مگر جی میرا مشتاق پدم ہی

مجھے وردِ زبان ہی گا وہی نام

سوا اسکے مجھے سب ہی فراموش

کہ اے ساقی بیان مشکل کشائی
کہ مجھکو قید غم سے ہو رہائی

کہ تھی اونسے یہی گفتار اونکی
سداشیو نے کہ جسمین آ خبر لی

کہ ہے نام پدم اوسکی زبان پر
نہین کرتا ہی اوس بن ذکر دیگر

سداشیو نے سنا یہ کچھ نہ باقی
کہ جلادونکو آیا حکم ثانی

عیان دربار مین راجہ کی آگے
سداشیو نی دعا دی دست چپ سے

یہ کی لوگون نے اوسکو طعن و تفرین
سے آداب دعا کا کیا یہ آئین

کہا سنکر یہ اونکو برہمن نے
جواب تازہ غم کہن سے نے

مین داہنے ہاتھ سے کسیکو نہ باد
دعا دی ہی تو اس جوگی کو اکثر

سنی تقریر باہمن کی یہ جس دم
ہمہ راجہ ہوا حیران اک عالم

کہا زنار دار باخبر نے
مریض درد و غم کے چارہ گر نے

یہ ہے مسند نشین ملک چتوڑ
سہے ثانی اسکا نہین اور

ہوا یہ خانمان آوارہ ہیہات
یہان تک آیا با رنج و صعوبات

نہ تجھکو اپنی جی کا خوف آیا
کہ حرف نا سزا تو نے سنایا

مجھے کیا حرف نسبت اس سے ناداں
زمین و آسمان کا فرق ہی یان

تجھے گر زیست ہووے اپنی منظور
تو اے نادان ہو میرے پاس سے دور

کہا اوسنے نہین یاد رہ تجھکو
تو وہ طوطا ہی حاضر اوس سے پوچھو

ہوئی سبکی اوسی پر راے محکم
کہ ہاں اچھا اوسی سے پوچھیں اب ہم

کہا ای راست گو کہہ اسکا احوال
کہ ہی یہ کون درد و غم کا پامال

قسم تجھکو پدم کے ہے نمک کی
کہا سنکر یہ اوس فرخندہ لب نے
جہان مین روز افزون تا قیامت
کرم اوس ملکۂ فخر زمان کا
جدا رکھتی نہ تھی مجھکو وہ اکدم
نہانے سے بھی غرض وہ غیرت باغ
نہ جھے یان دیکھکر تنہا قفس مین
قفس کا در تو اکثر وا رہے تھا
ہوی اوسکی یہ وحشت مجھکو مائل
پدم کی ہے جو یہ حسن و جوانی
پہ جی مین ٹھانکر چھوڑا اوس مکان کو
کرون خوبی مین کیا طالع کی اظہار
گیا پھر لیکے وہ ہندوستان کو
وہ ہے روے زمین پر ملک ایسا
ہواے باغ و صحرا سبز و سیراب
نہ کھینچے پای سرتا پاکی اسحال
فراخ اوسکی کا عالم مین کہون کیا
یہان تک ہے زبس دلچسپ صحرا
ہر اک سر سبز شادابی و وسعت
نہ نقشہ وانکا کچھ تحریر مین آئے
کہ بستی قیامت پیاریان ہین
عجب ہی شہر ہے وہ راحت افزا
عجب ہی طرح کا تھا شہر آباد
عجائب طرفہ تر دلکش مکان ہے
شگوفہ قلعہ کا عالم کہون کیا
عجب انداز کی ہے اوسکی اوٹھان
ہر اک رنگین محل ایسا نمایان

قسم اوسکی تجھے خوان نمک کی
سنا پایا سیر گلزار طرب نے
ترا تاج و نگین رہیو سلامت
کہ سب بیدو نے اکثر پیشتر تھا
زبس فرقت سے میری تھا او سے غم
برنگ لالہ دی گلشن کے تئین داغ
کیا چاہت ہی تھی گر یہ اپنے بس مین
کہ مین چل پھر کے اوس مین آ رہی تھا
کہ ناحق ہو گئی اکدن جان زائل
سو اوسکا ڈھونڈھیے دنیا ہے ثانی
تجسس مین چلا سیر جہان کو
ہوا صیاد کا اکدن گرفتار
نہ ہندوستان بلکہ بوستان کو
نگر ہو وے تو ہو فردوس ویسا
دل و دیدہ کو جس سے راحت و آب
وہین تصویر بر لادی پر و بال
برنگ صفحۂ گلزار صحرا
اوٹھا دی دلکو کوئی دوا سو کیسا
دل و دیدہ کو جس سے خوب فرحت
نہ وانکا حسن بھی تقریر مین آئے
چمن ہے شہر اور وہ کیاریان ہین
کہا جاتا نہین احوال جس کا
بسان خاطر ان خرم و لان شاد
گویا دنیا مین اک باغ جنان ہے
بلندی مین گویا عرش معلا ہے
کہے تو وان کا تھا معمار بہزاد
محل ہو دیکھے جسکو باغ رضوان

جو ہوا احوال اوسکا کر تو اظہار
کہ اے فرمانرواے ہفت اقلیم
حضوری مین پدم کی تھا مین دائم
رہون تھا رات دن مین اوسکے ہمراہ
کہ اکدن ناگہان وہ سرو رعنا
نہانے کو مع خیل پرستار
زبس آئی قفس پر وہ ڈپٹ کر
نہ آئی تھی ابھی اوسپر وہ غرا
اگرچہ دل مین تھی ہیبت سمائی
خوشی اپنی اسی کے دم تلک ہے
بہت کی سیر اور عالم کو دیکھا
لیا پھر اک برہمن نے مجھے مول
کہون کیا خوبی اوس کشور کی بالکل
جو وان ہے تازگی آب و ہوا کی
کوئی نقاش گر وان ہو تو قلم لے
وہان فیض ہوا کا یہ اثر ہے
جہان تک اوسکی وسعت پر نظر جائے
کہان تک خوبیان اور اوسکی کہیے
اگر ہر موے تن میرا زبان ہو
سوے شہر اوسنے ہین جو وہ بہار
سوا اوس کشور زمین دیکھا مین نے کر غور
کرے یا کوئی نقشہ اوسکا تحریر
رقم کب اوسکی خوبی ہو قلم سے
مصفا، زر رنگین و طرحدار
زبس ہے قلعہ کا یہ حسن رفعت
عمارت یہ بلند اوسکی ہے گلگون
یہ رنگین سو بسو چو سر کا بازار

دروغ آمیز کچھ کہیو نہ زنہار
رہے قائم یہ تیرا تخت دیہیم
کمر باندھے ہوی خدمت مین قائم
ہوے ہمرہ کہربا کے جیون پر کاہ
ہوئی سمت چمن تشریف فرما
لب دریا گئی وہ در شہوار
کہ لیجا وے مرے تئین وہ جھپٹ کر
کہ بس مین کر گیا پنجرے سے پرواز
ولے اک بات دل مین اور آئی
جو مجھ سے ہو تو یہ شرط نمک ہے
مقابل اوسکا بس مینے نہ دیکھا
دیے صیاد کو جنمے درم کھول
ہین جسکے خار رشک غیرت گل
بیان کیا کیجیے قدرت خدا کی
کسی طائر کی وہ تصویر کھینچے
کہ رشک نخل طوبے ہر شجر ہے
غرض شادابی و سبزی نظر آئی
یہی جی چاہے اوس صحرا مین رہیے
نہین ممکن سر مو بھی بیان ہو
وہانکی کچھ نہین ہو سکتی کچھ بات
تو ہے اک شہر رنگین نام جسکا
کہ ہے اک صفحۂ رنگین تصویر
کہ ہم پہلو ہے وہ باغ ارم سے
عجوبہ تحفہ کوچہ اور بازار
کہ گر روے زمین پر قصر جنت
کہ جسکا زینہ پائین ہے گردون
محل ہو دیکھ جسکو صحن گلزار

ہوا اوس شہر کی ہے اسقدر سبز
کہاں تک اوسکی خوبی کی کہون بات
اگر ڈھونڈھے فلک مشعل کو لیکر
یہانتک ضبط عدل اوسکا وہان ہے
لیا پھر اوسنے مجکو قصہ کوتاہ
محل مین اپنے تنہا چھوڑ مجکو
غرور حسن سی اپنے وہ نادان
اگرچہ ہین بہت محبوب صورت
ہین جسکی بندگی مین تھا مقرر
سنا ہوویگا تونے ملک سنگل
تو کہیے آپکو جو مہ جبین ہے
ہے گندھرپ سین اوسکا نام مشہور
شجاعت بھی یہ اوسکی ہین عیان ہے
پدم نامے ہے اوسکی ایک دختر
زبس ہے حسن اوسکا یہ نمایان
حوالے پھر کیا اپنے ددا کے
نہ پایا جب رتن نے مجکو گہر مین
کہون پھر کیا غرور حسن رانی
نصیحت کو جو اوسکے پاس آتا
بناکر شکل جوگی چھوڑ شاہی
تھا جسکے پانون پر رنگ حنا بار
تھین آنکھین جو برنگ ترک خونخوار
رگ گل جس کف پا سے بردن ہے
انگشت کر تخت شاہی پھینک کر تاج
گئی سو ساتھ اوسکے راج بنسی
غرض وہ اوجین شاہ جوگیان کے
غرض یون لیکے لشکر جوگیون کا

زمرے جسکے ہو وہ فلک سر سبز
ہے تحفہ شہر جون تخت طلسمات
سنی ایسا بناوے وہ پرینن
کتان بھی ہے یہ قد مہوشان ہے
رہا خدمت مین اوسکی مین کئی ماہ
گیا تھا وہ براے صید آہو
لگی کہنے نہایت ہو کے شادان
نہین مجسے یہ کوئی خوبصورت
پرستارین ہین اوسکی تجہسے بہتر
سراپا حسن اور خوبی کا دنگل
سو اونین خال خال ایسی ہین کہ
ہین اوسکو جانتے نزدیک اور دور
کہ ہے رستم کو زال ناتوان ہے
سپہر حسن کی تابندہ اختر
کہ جسکو دیکھ ہو تصویر حیران
کہ اس بیباک کو تو مار جا کر
ہوا تاریک اک عالم نظر مین
سنا راجہ نے جب میری زبانی
اثر مطلق نہ اوسکے دلمین پایا
ہوا جیون گردباد دشت پیمائی
برہنہ پا وہ تھا اور دشت کے خار
سو نین مانند نرگس پل مین بیمار
سو جو خار سے وہ غرق خون ہے
ہوا جوگی پدم پر چھوڑ سب راج
وہ اوسی سیر جون ہوئی وہ سبہ جوگی
جلو مین لشکر آہ و فغان ہے
ترے اس شہر سنگل مین ہے آیا

یہ حسن مرد و زن ہی وان نمایان
وہان کا آتا جو رہا زینت و زیبا
سخاوت اوسکی ہے دنیا مین زبانزد
یہانتک نیر رخشان ہے اوسکا اختر
اوسے چین ایک دن رہتا نہ مجھ بن
تھی اوسکی مونس جان ایک رانی
مرقع ہے جہان کا جسسے تحریر
کہا مین نے کہ یہ ہے بات اظہر
خدانے روپ اوسکا یہ بنایا
زبس قدرت خدا کی ہے ہویدا
وہانکا راے نامی صاحب تاج
کہون کیا اوسکا خلق و مہربانی
زبس نوشیروان سے لو درس نے
پری ہے حور ہے مہر و قمر ہے
سنی مجسے جو رانی نے یہ تقریر
غرض اوسنے نہ مارا او چھپایا
بہت ساجب کہ رانی نے ڈرایا
ہوا بیتاب سنکر اور بیتاب
یہانتک عشق نے اوسکو کیا تنگ
نہ پڑتا تھا زمین پر جسکا سایا
وہ گھبرا تھا جو اوسکا مہر تابان
کھنچی تھی اوسکو یانتک ناتوانی
طپش سے غم کی ہے ازبسکہ واہی
کہان آرام و تسکین اوسکو کام ہے
ہر اک تصویر رشک مہر و مہ ہے
ہزارون درد و غم اور داغ ہے
ہزارون ساتھ جوانمردین ہین

گویا اگر سب ہین حور و غلمان
نہایت دادرس راجہ رتن سین
لباس منصف نہایت معدلت کیش
سنا گاہے نہ اوسکا نام محتاج
ہوئی یہ واردات القصہ اکدن
نسبت تھی کسیکو اپنا ثانی
کھنچی مجہسے نہ کوئی اور تصویر
جہان مین ایک سی ہے ایک بہتر
ہے بہتر تجہسے اوسکے قد کا بالا
کہ ہوتا ہے وہان سے عشق پیدا
جو روم و شام تک لیتا ہے منت باج
سخاوت مین ہے وہ حاتم کا ثانی
غریبونکا بدل فریادرس ہے
عجب صورت کی کوئی وہ بشر ہے
ہوئی غرق تحیر شکل تصویر
قضا کے ہاتھ سے مجکو بچایا
مجھے پھر اوسنے ہر صورت منگایا
کیا سو فوت اپنا سب خور و خواب
کہ اکدن کرچیا و ننگ سی جنگ
ہزارون کوس سو وہ پانون آیا
ہی جیون آئینہ خاک آلودہ حیران
کہ موے سر ہی بھی تھی سرگرانی
وہ رنگ سبز سو ہے سبز کا ہی
کہ جس وحشی کہو نعت حسن ہو دام
جبین و حسن ماہ چاردہ ہے
جلو مین فوج وحشت و دشت لیتے
مصاحب اور شیر و ہمنشین ہین

بیان واقعی تمکو سنایا | کہ یان تک ہو وہ اسصورت سے آیا | آپ گئے اوسکے ہین گئے آپ گھبائے | جلا دیا کہو ڈالے کوئی مار

گندھرپ سین کا رتن سین سے امتحان لینا اور نجومیونکو مقرر کرکے ساعت شادی کا حکم دینا



کرے ہے امتحان جسوقت خاطر خواہ عشرت
سناؤن تجکو مین بہبود عاشق
یقین سبکو ہوا ہے صاحب تاج
نہایت کم روش تھا ایک گھوڑا
اگر اکسپا کا سایا دیکھہ پاتا
لگد زن و ندگیر و سر فشان تھا
منگاکے اصطبل سے اوسکو جب وان
نہین اسکا جو تاج و تخت تابوت
بجالا اداب تسلیمات بکمر
عنان لیکر جو فوراً آگے جو مہمیز
عنان اوسکی جو بی اوسنے اوچہلکر
وہ دو شار رہکتہ یا تو کہون کیا
اسیصورت غرض اوسکو وہ دیر تا
ہوا سب کو یقین یہ صاف دیکھا

تو وصل یار کی یہ عشق تقریر دیکھا ہے
کہ ہوتا ہے عیان مقصود عاشق
کہ چھوڑ آیا ہے اپنا ملک اکراج
تھا اوسنے راستی سے منہ کو موڑا
تو لاکھون ہی لگد اوسپر لگاتا
نہایت بد لگام و گجروان تھا
گیا راجہ رتن کو جب یہ فرمان
تو یہ تخت روان ہی تخت تابوت
رضاے حق کو اپنے ساتھہ لیکر
کہون پھر کیا مین اوسکی جست و خیز
گیا نظرون مین برق آسا چمکر
گویا گوئی زمین کو لیگیا تھا
حضور آے گندھرپ سپا پھیر
کہ سرداری سے ہا سکے آب گلریز

پلا ساقی مجھے عشرت کا اک جام
سنا ملوطے سے جب سارا یہ احوال
یہ ٹھہرا ہے کہ کیجے امتحان کچہیہ
سوار اوسپر جو ہوتا کوئی اک پل
پکڑ کر چھوڑتا اوسکو نہ اک پل
سو فرمائی اوسے اوسپر سواری
ہے اوسکا اختر اقبال تابان
کہ ہے حاضر جو یہ اسپ قدم باز
وہ خالی تھا جو اوسکا خانہ زین
سبک رو جیون صبا گاہی روان تھا
ہوا جب تیز تنگ وہ ساختہ رو
کیا دونون عنان پر جبکہ کاوہ
اوتر کر رو برو کے راجہ کے تھا
ہے اسکو زیب تاج شہریاری

کرا ابتو ہمین ایام سے رام
ہوا ادنی و اعلی شاد و خوشحال
کہ دکھیں شان شاہی ہے عیان کچہیہ
تو پہونچاتا وہ اوسکو منزل اول
عبارت اوس سے ہے موذیکا چنگل
کہ ہو معلوم فر شہریار ے
تو البتہ یہ ہوگا زیر فرمان
دکھا اسکی ہمین چڑھکر تگ و تاز
ہوا یہ رونق کاشانہ زین
گہے نظرون سے غائب گہ عیان تھا
کیا شرمندہ پھر اوسنے پریکو
تو جیون وہم و گمان تھا بس چھلاوہ
کمال کسب سب اپنا دکھایا
اگرچہ ہے گدایانہ نجوارے

خوشا روزے کہ دو وقتے نیائی جام
ہمای دولت ایسا آدمی در دام
غرض دیکھا جو سنہین باغ وہ
ہوا راجہ کا مطلب حسب دلخواہ

کہ سے اپنے ہیں کہ بسنتی پشان
بد نجیبی ہوا آخر وہ شادان
غبار خاطر دل سب مٹا کے
ہوا خرم اوسے چھاتی لگا کے

اوٹھا کروانسے پھر اوس دل ری
چلا خوشحال وہ دولت سرا کو
گئے بیٹھے یا کہ کرنیکو وہ بڑھا
سو ہو کے باغ باغ آئے یکبارگی

گئی تھی فوج دشمن جو تمامی
ہوئے سو دوست اوسکی اور سلامی
ترانہ عیش اور شادی کا گاتی
لے آئے سب اوسے گاتے بجاتے

عمارت ایک خوش تعمیر اچھی
برائے مسکن بودن اوسی دی
جو ہے دستور شرط یہ بانی
بجا لایا سو دل سے یہ ہمائی

بلا کر مہر تجیم اور برہمن
مقرر کرکے ساعت سعد حسن
کہا انکے تئین اب حسب دلخواہ
قران مشتری جیسے ہوں باماہ

سو باہم عقد کر دین آشکارا
قرین ماہ لازم ہے ستارا
برہمن اونکلیو بیٹھے گن گہن
معین کرکے ساعت نیک اور دن

دعا دیکر رتن کو با دل شاد
کہ رہیو تو مراد دل سی آباد
کہا پھر آگے ... سین ...
مبارک ہو تجھین دل کی تمنا

دیا راجہ نے اونکو مال اور زر
لباس فاخرہ یا لعل و گوہر
بلا کر خانسامان کو بہ تکرار
کہا اشیای شادی سب ہو مہیا

رتن سین کا بیاہ و تجمل نوشاہ نکلے آنا اور پدماوت کا مضطربانہ کوٹھے پر آکے سواری دیکھنا اور غش ہو جانا

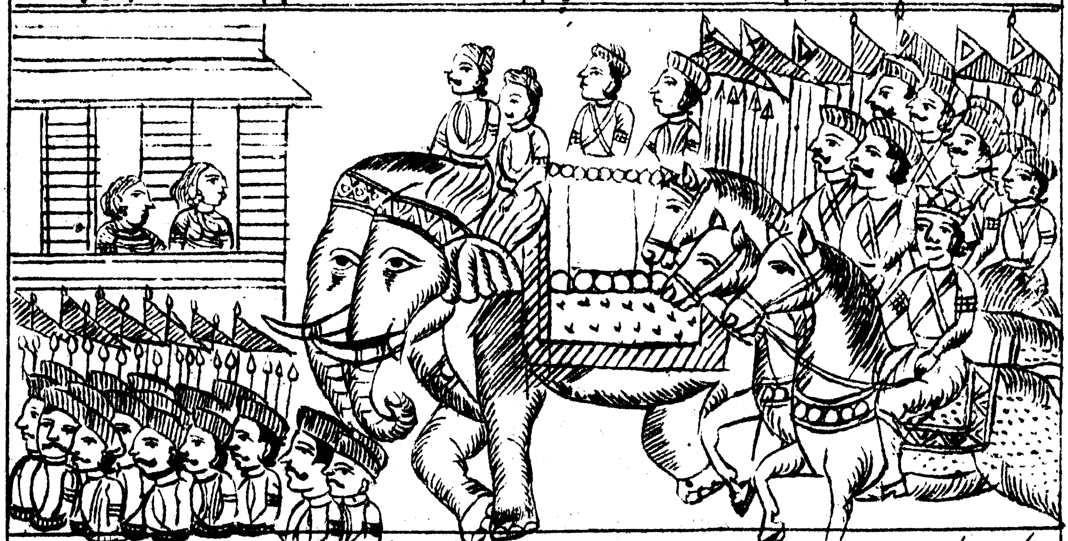
یہ فرمایا کہ کیجے جلد تدبیر
کہ کار خیر مین ہووے نہ تاخیر

کہ دن کیا ہین کہ دیری حکم تھی واں تک
کہ بس شادی کا تھا موجود سامان

کرم ہو بادشاہ عشق کا جس سخن میں
اگر ہووے گدا تو اوسکو یہ نوشہ بنا دے
پلا دی مجکو ساقی جام عشرت
بجاؤن دل سے میں شادی کی نوبت

یہ دل ہو جاوے میرا ایک ببسر در
غم دیرینہ ہووے جس سے سب دور
کئی دن پیشتر نوبت رکھا دی
بسدا عیش عالم کو سنا دی

عمارت اور مکان لاکھوں سجائے
ہر اک جا فرش شاہانہ بچھائے
لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ
نوازش میں ہر اک ہی بربط و چنگ



خزانوں کی دی در رکھوں فی الحال
زمانے کو کیا مستغنی الحال
اسکے دل پہ غیرت لالہ باغ
جو دیکھا تو نظر آتا نہ تھا داغ

کہوں کیا ہین کہ جب وہ زر آیا
رتن کو سب پہر دولہ بنایا
پہنایا خلعت زیبا و رنگین
کہ تھا لعل و جواہر سے وہ تزئین

مرصع سر پہ رکھا ایک وہ تاج
کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج
بندھا سہرا جب اوسکے موتیونکا
نہین تقریر مین آتا کہوں کیا

لگے تھا ایک عالم کو نظارے
کہ دیکھ نوشہ پر فدا ہوتے ہیں تارے
سہرا سہرا دسین وہ بھتیس کے تار
کرن خورشید کی جیسے نمودار

نکلے مین ہاتھی کا نمایان — پڑا سینہ مین عکس سلک دندان
ہزارون اوسکے ہمدم تھے جو آئے — اونھین تھے خلعت زیبا پنھائے
ہزارون پالکی فیل و عماری — جواہر جن پہ تھے صرف طلیاری
مرصع تھے جو چوکی مین کئی تخت — سبک وزن اور قیمت مین گرانتر
چڑھا کوئی شتابی پالکی پر — چلا کوئی چڑھ اپنی پالکی پر
کسینے بھی سواری رتھ کی تاکی — کہے ہے گی یہ سواری دیوتا کی
اسی صورت سے ادنی و اعلی — گر اپنی وضع اور خوبی دوبالا
منجم بولے چلیے اے مہاراج — کہ ہے مہ سے قران مشتری آج
گھڑون کی ٹیٹیان لاکھون نمودار — شگفتہ سر پہ سہرا دلکی وہ گلزار
سپاہ کر گرد کی ہاتھون مین تھی ہتھ پھول — کہ جس سے اور گل بلبل گئی بھول
چھٹنے اور انار ایسے شرر ریز — بسان آہ عاشق شور انگیز
ہزارون آتشین طاؤس تھے وان — خجل ہو جس سے طاؤس گلستان
وہ عالم چادر و نکا تھا نمایان — ہزارون رنگ سے پھولا گلستان
وہ آتشبازی کا چھٹنا وہ چمک — کہ تھا اک کرۂ آتش مدور
ہوا دائم ہو مشعل یا کہ روغن — فلک نے اپنی کی مہتاب روشن
براتا ایسی چلی آراستہ جب — ہوا گلزار گویا راستہ سب
سراپا حسن کی تصویر سے نکلے — جو دولھا سج بنا یون دوپہر دن
لگا بن دیکھنے اپنا سراپا — کہ ہے راجہ رتن دولھا بن آیا
ہمدم کی تھین جو ہمزادان محرم — ستارے ماہ کی جون گرد باہم
برات آئی ہے تیری جسطرحے — نہین دیکھی کسی نے اسطرحکی
کہا دل مین جسے دیکھا تھا وہی — سو دیکھو اوسکی شان با چھتا
وہ دلھن بیٹھی کی اسکو گرچہ حیا تھی — پہ یہ مشتاق مشتاق لقا تھی
عجب ہی لطف سے وہ ماہ پیما — زہے غرفہ سے کرتی تھی نظارہ
کہ وہ مہر سپہر عزت و جاہ — محبت اور دیدار عشق کا شاخ
لکھا سب نے جو وہ تخت روان پر — سواد سہرہ وہ شہ بخت جوان کے
کسی شاہی پر اتی گر غم ا سوش — لگی کے ساتھ ہی جاتی رہی ہوش
کوئی آفسوسی اپنے منہ کی نہین جو — لگی کہنے یہ سایہ ہو گیا ہو

جواہر سے سراپا زیب تن تھا — کہ وہ گل سے بھی راجہ رتن تھا
سواری کو دیا اسپ قدم باز — کر خاطر خواہ ہو خنکی تنگ و تاز
ہزارون رتھ مرصع اور معلا — تھے گلستے خنکے مہر و مہ سے زیبا
جب اونھین ایک پر بٹھا دیے گئے — چنور جھلنے لگا بال ہما کے
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا — گل نو ابر کے اوپر قمر تھا
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کے غیرت باد — رکاب دولت نوشہ کے ہمراہ
پرے باندھی کھڑی تھی پیدل و دھار — چلے کبک یعنی سرو کبک رفتار
چلی پس سنتے ہی اوسکی سواری — چمن کو جسطرح باد بہاری
وہ آتش بازیکا عالم کہون کیا — لگے تو شبراتی تھا تماشا
فلک فرسا ہوائی وہ نمودار — برنگ نالہ عاشق شرربار
گئے روشن فلک تک جو اناری — رکھا ہے نام تب سب نے ستارہ
نہین دیکھا کبھی عالم یہ در خواب — جو تھی ہر مہروش کے ہاتھ مہتاب
یہ چھپکو نکا بھی ہرجا چھپہ تھا — کہ پریون کا بھی شور قہقہہ تھا
چراغون کی دو رستہ گوشی مین پایا — کنول روشن ہزارون سیکڑون جھاڑ
ستارے تھے نہ گردون پہ نمایان — درختون نے کئے روشن چراغان
اسی صورت غرض باشوکت و شان — لگے تو تھا عجب جاتا گلستان
تماشائی جو او سجا تھا کہ عالم — صدا آئی اونھون نے خیر مقدم
محل مین عیش و عشرت ہر طرف تھی — ہم حسرت دلون سے ہر طرف تھی
کہا سب نے کہ ای سرو گل اندام — ذرا چل دیکھ تو بھی بر لب بام
چلو آؤ چلین دیکھین تماشا — یہ عالم پھر خیال و خواب ہوگا
مگر سیج باتھ سے یہ پاکر کی لات — کہ ہوتا ہی گہن کے بعد ہے صاف
تماشے کو چڑھی بس وہ گل اندام — مع انجم سے آیا بر لب بام
لگی کہنے یہ اپنے ہمدمون سے — انیسون رازدارون محرمون سے
کہان ہے کسطرف شاہ ادھر ہے — وہ اس خلقت مین کیسی جلوہ گر ہے
بغور آ دیکھو اوسکو وہ پری وش — کہون کیا مین کہ نور آنکھ ہو گئی ختم
ہوئین حیران وہ اوسکی ساتھ والین — کہ جون مو تحیر نقش قالین
کوئی بولی کہ نازک جوان ہے — تماشا نکتا ب جہ کی [illegible]

کوئی تشخیص کر بولی کہ ہیہات
کوئی جو درد واقف سی تھی آگاہ
ہراسان دلہین تھی یہ اپنی دہ ماہ
بہم کرتی تھین آپسمین یہ تقریر
کسی نے منہہ مشابی اوسکا دھویا
کسی نے بادکش جلدی ہلایا
بجا جسوقت اوسکے ہوش بائی
جو ہوش آئے تھی تجکو تو بھی دلگیر
لگی کہنے کہ ہون مین کیونکہ خرسند
یہ آتا ہی ہولا کھون غروشان سی
ہوا دربیش ہمکو وان پہ جانا
اسی گھر جانتے تھے ہم رہینگی
چلے جاوینگے اوسجا کام ناکام
ہو جس سے خاطر خاوند خرم
زبس وہ رہ سکے مجکو یہی ڈر ہے
یہ کہکر چپ ہوئی سب وہ پریزاد
بچھے تھے فرش شاہانہ جو ہر جا
وہ خیمے بادلے کے جن جھلاجھل
بھری بس حسن سی رنگین وہ تکی
وہ روشن ہر طرف شیشے کی فانوس
ہزارون رنگ کی شیشے بھری تھی
کہون کیا روشنی کی یہ جھلک تھی
گلے مین کرتیان گل کی طرحدار
نئے رنگین رہ نازک جو چڑہی تھی
معطر عطر سے ہر گلبدن تھا
محل مین تھی ادھر دھوم دھام
کوئی نو دولھن کی آرائش مین مشغول

محیط دل بنے اسکے بخارات
کسی سی یون کہی تھی کھینچکر آہ
مبادا کوئی ہوجاے نہ آگاہ
کریجے جلد ہشیاری کی تدبیر
لگی کرنے کوئی آیات تعویذ
کسی نے لخلخہ اوسکو سنگھایا
کہے تو سب کے پھر اوسان آئی
عیان تجمیہ ہے درد و غم کی تاثیر
کہ اب مہمان ہون یان کی تو چند
سو اب لیجائیگا ہمکو یہان سی
نہین ممکن جہان سے پھر کے آنا
انیسون مین سدا باہم ہے سنگ
جہانکا آ سکے نامہ نہ پیغام
نہو وین سب بے ہنر مشہور ہم
کہ یہ سیکا تھا وہ خاوند کا گھر ہی
گلے لگ روئی باصد آہ و فریاد
ہوا نوشہ سوار ادھر جلوہ فرما
تمامی کی قناتین فرش مخمل
یہ جی چاہی اوٹھین کو بیٹھ تکیے
رتن کو ہوے گرمی جسکی محسوس
بصد زینت وہ کوٹھے پر دھری گر
کہ روشن جس سے تھی قندیل فلک تھی
کہون کیا بزم مین بھولا تھا گلزار
انوکھی وضع کے سبزہ گھڑی تھی
کہ حیران جسکی خوشبو سے چمن تھا
کہ مصروف طرب تھی ہر گل اندام
کوئی بانٹے کسیکو پان او بیڑے

کوئی بولی عروس نو یہی تھی
بس از مدت نظر دلدار آوے
خبر بادر ہوا اوسکی پدر ہو
گئے تھے وہ جو اوسکے مند شوہ
لگی کہلانے کوئی دست او رباب
نوابس ہر اک سی حیران گر تم بیاہ
کہا سنے یہ کیا تھا کہے احوال
یہ جا کچھ جا ہی درد و غم نہین ہے
گیا اب اور ہی کے ہاتھ مین ہاتھ
جدائی ایک تو ہوگی تمہاری
نئی خلقت نیا شہر اور نیا گھر
نہ اسکے حیف بھی اوسان اپنے
یہی رہ رہ کے دل اندوہگین ہی
کہے گی وانکی خلقت یون زبانی
یہان جسطرح سے گذری سو بہتر
لیے ہمراہ اپنے محرم راز
زبس فرش مکلل ہر طرف تھی
نہین مسند کی کچھ تعریف ہوتی
وہ نوشہ جب کہ بیٹھا اوسپہ آکے
ہزارون طرح کے رنگین مانند نو
کہ ادنکا ہو جدا عالم نمایان
وہ بیٹھے تھے براتی بادلہ پوش
بھو کے پاندان آگے دھرے تھے
سلیقے سی رکھی تھی اوسمین جن جب
اودھر نوشہ کے بھی پیر و برو سہرا
کہ تھی سہرہ کوئی دولھن کا گاتی
ہوا اتنے مین کھانا سب مہیا

لگی ہونے نظر شاید کسی کی
تو ممکن ہے کہ عقل و ہوش جاوے
تو بدنامی ہمین باایک دگر ہو
کسی نے جلد آ کر کرنے باز
گلاب اوسپہ کسی نے آ کے چھڑکا
ہوئی ہشیار اتنے مین تو تقدیر
کہ تیرا ہو گیا اک بار یہ حال
محل مین عیش ہے ماتم نہین ہے
ہمارا اور تمہارا ہو چکا ساتھ
او راس سے دیکھیے صحبت ہماری
برار آوے گی صحبت اوس سے کیونکر
پڑینگے یعنی اب بس مین پرائے
کہ ہم مین وسعت بھی کوئی نہین ہے
کہ یہ زن بے ہنر آئی کہان سے
وہان بہتر ہی سے گذرے تو بہتر
اوتر آئی محل سے پھر دلہن
براتی اور نہ بیٹھے صف لگا کے
لگے جھالر مین جسکے گرد موتی
دوبا مسند مصاحب بیٹھے جاکے
بلورین جھاڑ اور بر شمع کافور
رکھے تھے اور مین شمع چراغان
ہون مہرو ماہ جسکو دیکھ بیہوش
کہ بس وہ حسن خوبی مین بھری تھی
طلائی نقرئی سب پیاری سی وجنب
کہ بس تھے جمع اہل کعبہ و دیر
کوئی لے ڈھول تھی ہر دم کی گاتی
بچھایا لا کے دسترخوان گلزار

جلیبی افتابے کے نے
قتلانی لقّ ی رنگین سبھی طرف
وہ پوری اور برنج اور شیر شکر
وہ شیرینی لطیف اور خندہ و قند
جواک لقمہ کوئی اوسمین سے کھاوے
اچار ایسے جو اونکو دیکھ پاوے
یہ سب بھائے نہ تھے وان راگ کا ذ
براتی اور مصاحب تھے جو بیٹھے
دقیقہ کوئی ہم سے کم ہوا اگر
ویا کھانا نہین ہے حسب خواہ
ہوا وہ درفشان اپنی زبان سے
یہ عقدہ مجکو ہے درپیش لاحل
ملے ہین آدمی کو چار لذات
طعام خاصہ ہے قوت زبانی
جواب باصواب اسکا جو پاوین
جو راہ علم ظاہر پر ہین قایم
ہوئی کیفیت اوسکی جب معلوم
جو باطن مین ہین ست جام الفت
کہ بس اونکی وہی ہے منزل وصل
شب فرقت گئی وصل سحر ہے
چھٹی تن سے تمہاری خاک دیکھی
لگائے الگ جا اس مکان سے
قریب اسکے جو بان خیمہ عیان ہی
فراغت جب ہوئی کھانے سے حاصل

نے جنبرنگ جواہر کے لگا
ہوا پھر تھال کیا اونکے اوپر صرف
رکھے آگے دلاکے سب بزم
بیان مین جسکے ہوتی ہی زبان بند
زبانپر لذتین لاکھون لوٹا دی
تو منہ مین پانی ہر اک کی بھر آوے
کہ راجہ راگ بن ہرگز نہ کھاتے
بھونون نے اپنے اپنے ہاتھ کھینچے
کہ جس باعث ہی تو برہم ہوا ہی
نہین ہی آشنا وہ شاہ ہی شاد
کہا جلدی گروہ بیدخوان نے
طعام اول ہے پایا ہی راگ اول
ہین چار ون کی مقرر چار ادوات
سے ہی بنی کی بھی خوشبو میہمانی
تو ہان البتہ کھانا ہم یہ کھاوین
نہ دیوین اونکو رخصت راگ کی ہم
تو بھر علم کتابت سے ہے محروم
و فقین کو چاہیے اسکی سماعت
بغیر از راگ ہی انکی تین نفس
ہوئی طے راہ دوری اب گھر کی
ہونے اب تم شاد ہو شکل نور کی
کرین دل شاد اب رقص تماشے
سنیا راگ کا اسباب وان سے
ہوئی حسب الطلب بھر گھر مین داخل
گیے اوس خیمہ راحت فزا مین
رباب و بین طنبور و دف و نے
سی ہر کشتی تھی کیجو مرا ساتھ

طشتری ہاتھ سے کے بس دکھلا کے
طعام خاصہ لینہین بھرکر آیا
جلیبی برفی و نقل و نبات
ہرا مدن وضع دکھائی خوش خوش
مربہ ہر طرح کے چاشنی دار
ہزارون قسم کے میوے رکھائے
کیا جب نوش جان اوس سے پچھوان
برہمن دست بستہ روبرو
ہی کیا مطبوع خاطر ہر بات اک
جو فرماؤ منگاوین ہم ابھی دم
کہا اے آگاہ علم بیدخوانی
درون راگ سے ہوتی ہین مفتوح
وہین بینی و چشم و گوش ہی پایا
جو دیکھا لذت جسمی ہی معلوم
دھونون نے غرض کی اوس سے کئی
نہین ہی سالکونکو راہ یہ خوب
نہین کچھ خوب ہی اسکی سماعت
پیے عشق حقیقی کا پیالا
کیا جس واسطے تھا ترک آرام
تمہارے واسطے تسلیم تمام
اگر یہ جو تمہاری ساتھ مین یار
تھی ہر کارین اسکی نہیں کی
غرض یہ بیدخوان نے سنایا
دھر انکے معتاد اور ہمدم
مکان پایا عجب رنگین دلکش
سنی ہر جس کے پاس قانون
سیکے حلقہ تنگ اک ہاتھ مین

کیا موقع سے خاصہ بھر منگوا کی
سلیقہ سے ہر اک کی آنکے رکھا
جمعین کھیے کی جا ہی کہ کھا
لبسا خوش ذایقہ شیرین نمکین
نگاہ ناظران جن پرنگس وار
کہ وہ تازہ ولایت سے تھے آئی
ہوئے انگشت حیرت سب بدندان
لگے کہنے کہ ہو جب اسکا فرما
نہین پایا ہی جسنے روبرو دفس
وہ کیا ہی جس کا دل تیرا جو شنو
عیان ساز ندہ راز نہانی
کہ آئی جسم مین یہ راگ سے روح
رکھے ہین جسم مین یہ لذتین چار
نہین ہی گوش شنوا کیونکہ محروم
تقرر سالکون نے کی ہین دو راہ
کہ مستغرق اس سے ہوجاتا ہی مجذوب
کہ موقوف اس سے ہوتی ہی عبادت
ہوا اوسکی اوس سے کیفیت دوبالا
ہوا سو اب تمہارا آخر انجام
ہی اکل و شرب ہر جا بہر آرام
کہ انکو ہوا اسکا شوق شرفا
ہر اک صحرا بیابان زہرہ جبین ہی
وہ کھانا اوس نے بھر خوش ہو کے کھایا
بحکم بیدخوانان ہو کے باہم
ہر اک رونق فزا اوس مین ہر سو
فرشتہ بھی جسے سنکر ہو مجنون
سے اوٹھتی ہی گویا راگ کی د

کمانچہ اور ساز نگی بنا کر
بجا تجانے سر ملبو نکے کھینچے
وہ منہ چنگین کھے منہ پہ پریزاد
جماتین جو عرض ساز و طرب تھا
مصاحب آئے واں جس دم رتن کے
اونھو نمین جو کہ تھے دیرینہ دانا
پسند آیا اونھین جو گیت سنگیت
خوش آئی جنکے تیئن قانونکی بانی
انھون سے مرحبا عالم نشہ کا
رکھے تھے سب دست لینے جو کرسانہ
کھڑے ہو کر بجایا راگ جس دم
جو بیٹھا تھا سو بیٹھا رہگیا تھا
اسی صورت ہزاروں نٹنیاں تھین
کسی جانب وہ لونڈے برجا سی
ادائین اونکی وہ غارتگر جان
وہ پانوٴن کی ٹھیک کیجے بیان کیا
اوٹھا کر ہاتھ آنا ہائے رے ہائے
اگر بیجو دو جلسہ دیکھہ پاتا
سماوہ سوز بھی گر دیکھہ پاتا
اکھاڑا اوان یہ اندر کا خجل تھا
ودھر نوشتہ گیا تھا جب محل مین
یہ جھالر موتیونکی تھی نمایاں
بچھی مسند تکیے زبس نرم
غرض جاکر یہ بیٹھا تخت اوپر
ادا ہونے لگین رسمین جو طرفین
ستاری برہمن نے چند گن کر
مہم ہوا ایک جادو مہرا و رماہ

موافق اونکے ست مین ملا کر
کہ وہ جاتے فلک گرد و تنہ چپکے
سنے سے جنکے دل کرتا ہے زیبا
سوں کا من مہیا دان ہے سب
لگے خیمہ مین کمل تختے چمن کے
پسند آیا اونھین گا ناتیا
تو کی جاری قدیمی رسم اور ریت
جمی اونکی بھی بزم شادمانی
جدا اک سمت کا جلسہ جمایا
لگے گانے ملا کر ساز و آواز
اوکھاڑا دل سے سارے خلق کا غم
کھڑا تھا جو سو حیران کھڑا تھا
وہ پیہان بزم کے اندر عیان تھین
دلون سے دور کرتے تھے اداسی
قیامت جان لیے دل آفت غضب جان
کر تھا ہر اوپج مین ناز پیدا
بھلا کیونکر نہ دل ہاتھوں سے جائے
نکل جاتا وہ ہو کر پائے لاسا
تنھیا کا وہ سب جھمکا بھولاتا
تکیسا ہار بدبھی منفعل تھا
تھین سب آئنہ کیا کیا محل مین
کہے تو جیون شعاع مہر رخشان
صفا سے جسکی محمل کے تئین بزم
پرستان مین گویا آیا ہے اندر
ہوا حاصل دلونکو راحت و چین
پڑھی اشلوک جو تھی وان مقرر
کئی پھیری پھرے با عزت و جاہ

ستارون سے ملا کر تال الیے
بھیرون کے لیے وہ جو ہیں ہم
وہ عود و چنگ موسیقار او ربین
جو درباب نشاط القصہ وان تھے
بہم کر مشورت آپس مین یہ جو
کلاونت اچھے اچھے اونھین بھائے
تک اودھر پسند آئی او دھیر د
خیال آیا جنھین سے ٹھیکا دل مین
لگا ہونے اوٹھو نکی آگے جو راگ
اور ملکر ٹمرون کی وہ صورت
کروں کیا اوس سما بندی کی تقریر
کہ تھی دونی قیامت باہم و لیک
قیامت رقص مین آکر کے در جوش
وہ میٹھی میٹھی سے سو ٹھمر کی تانین
ستم اونکا تھا وہ ٹھوکر لگانا
عجب اونکی نگاہین ہنگیان تھین
بیان کیجے کہانتک اور سامان
نظر آتی جو خسرو کو وہ صحبت
رہی بزم ودرہے رقص تابان ہر
رتن کے یار و نے یون شب گذاری
تمامی کا جو مگر اکھڑا تھا
بچھا اوسکے تلے تخت مرصع
ٹلانی اک سمو جہ لا رکھا وان
کہون کیا اوس گھڑی کیجا عشق
دو دلھن دو دلہا کردی جب گانٹھ باہم
دو دلھن دو دلہا نی ہوا پیدا کیے ہاں
دو دلھن نے لیکے ہاتھوں مین وہ پانی

نبا کر نما عمر گرد رکھتے ہین طبلہ
کہ جھنکار اونکی گوشن زہرہ تک ہے
کرے دل عالم کا لیوین سر بسر چھین
بھر و رجا طر پیرد جو اس ہین
سنے جس جس کو جو ہو راگ مرغوب
وہ اہل جھنڈا ور پر خند باٹی
کیا اپنی جدی محفل کا سامان
کر تھی اک چلبلاہٹ آب و گل مین
نہ ملنے سے گئے رنج و تعب بھاگ
صدا سے بھر گیا گردون دوار
کہ ساری بزم تھی اک بزم تصویر
کیا تھا ضبط لکو جسنے پامال
اوڈار کھے تھی ساری بزم کی ہوش
نکالے لیتے تھے قالب سے جانین
کہ بس پامال ہوتا تھا زمانہ
دلونکے پار ہوتی برچھیان تھین
میانکی روح بھی پکڑی تھی وہان کان
بلا تشبیہ کہتے ہے کرامت
کہ بیجو دوان یہ ہر پیر و جوان ہے
سنو پھر اب محل کی تحفل ساری
لکھے تو اک فلک زرین بنا تھا
بنا سونے کا پاکار مرصع
گویا جس مین بھرا تھا آب آب
بٹھائی لا کے جس دم وہ پری وش
کھلے دل سبکے ہو کر شاد و خرم
لگے ڈالے ہین تک دیگر طرف دیدہ
اشارہ کر جسن زندگانی

دیا پھر اونے اوسکو آب مرکز
اجابت ہو چکی اوٹھی وہ جسدم
عروس لیل با صد حشمت و جاہ
سریر بادشاہی کے اوپر آ
ہزاروں فیل منگلوسی سبکے و
ہزاروں پالکی لاکھوں ہی چنڈول
نہ تھی بس وانہ قدر سیم اور زر
غلام مہروش وہ چند در چند
گلاب و عطر کے شیشے وہ لاکھوں
کمان چاچ اور تیر نے خدنگ کے
مقرر کر مکان اک نیک منزل
بآئین ادب وہ سرور رعنا
کہا اے راحت جان اور دیدہ
جو دیکھا ہمنے اپنے دلمین کر غور
رتن نے دست بستہ عرض کی تب
یہ تمنے کی ہے میری پرورش یان
ہوا تھا جسکے مین بدتر ز حیوان
یہ دولت ہے تیرا اے یگانہ
میسر جسکو وصل یار ہو دل سے دنیا مین

مبارک یعنی مین ہوتی ہے شہر
ہوا اوسنے وا علی استادہ جو ہم
بھیجی سے جمیل نجم اپنے ہمراہ
بصد خوبی ہوا جب جلوہ فرما
کئے لاکھ اسپ تازی جو فتح کا دو
خراج ہفت کشور جسکا ہو محصول
بجا اوسکے دیئے تھے لعل و گوہر
بخدمت روز و شب حاضر کنیز
معطر جس سے مغز دوستان ہو
ہزاروں تحفہ جات اپنے وطن کے
جہیز اوسکا کیا وان لیکے داخل
بجا لایا محرم آداب سارا
بہ تن مانند جان منزل گزیدہ
تمہارا دور ہے بس ملک چتوڑ
کہ ہے لطف و عنایت آپکی سب
کہ جیسے مور پر لطف سلیمان
کیا صد شکر تمنے مجکو انسان

غرض با لاکھوں مین دولہ کو دیا تھا
خیمہ زرین کلا جیسے رخ چیان
پدم مرجائے وکر ہوئے وزراء
جہیز ایسا دیا اعلیٰ جہان سے
شتر ایسے یہ جنکی عز و شان ہے
کہون کیا مین وہ ملبوس شاہانہ
پرستارین ہزاروں وہ پری وش
ہزاروں ناقہ ہای مشک تاتار
سپر تیغ و کمان کے لاکھوں صندوق
طلائی نقرئی چینی سبھی ظرف
نہیں تحریر مین آتا لکھوں کیا
تو گندھرب سین نے آگے بلا کر
دل و دیدہ ہوئے روشن مری آج
ہی حاصل ہے سنگلدیپ کا تاج
اگر ہے سو تن میرا زبان ہو
جلاتی تھی مجھے جو نار دوری
بنایا قطرہ کو جون بحر عمان

مکان شگفتہ مین رتن سین کا آنا اور شرب وصال پدماوت سے لذت اور سرور پانا

بحمداللہ معشوق نے لیلیا دل
ہوا رونق فزائے تخت عالم
رتن دولت سرا سے کر برآمد
ہے دن تحریر اور افزون بیان سے
ستون آسمان کو وہ روان ہے
بھرا جس سے یہ صندوق زمانہ
کہ جسکو دیکھکر ہووے پری غش
کئی من زعفران اشیا را نبار
ہزاروں طرفہ لاہوری وہ صندوق
کہ جو اونپر جواہر تھے زبس صرف
خسر کے جیب کر وہ مجری کو آیا
بہت سا رو رو اوچھاتی لگا کر
مبارک ہو یہ تجکو تخت اور تاج
کہ ہے یہ بھی تمہارا ملک اور راج
تمنا تو بھی تمہاری نہ بیان ہو
بنایا خاک سے تمنے سو نوری
کیا ذرہ کو تمنے مہر تابان
ہے میرا اور مسجود زمانہ
برنگ عندلیب فصل گل اک چمن مین پاتا



کدھر ہے ساقی سرمست خود کام
کہین تھی بزم رشک چمن کی
جو بیٹھا آ گئے وہ سرخوش آئین
مقرر تھا مکان اک ہفت منزل
عجب رنگین منقش تھا بنایا
یہ قلعی موتیون کی تھی سراپا
برنگ آئینہ رخشندہ شفاف
تمامی بادلہ کا جا بجا فرش
دکھاتی اوسکو منزل و مکان سب
کہ بہر اشتیاق عاشق زار
اگر عالم جو دیکھا اوس مکان کا
جواہر کی جھلک جیسے برق کی کوند
جو دیکھے نظر جاوے جہان تک
تمامی بادلہ جسپر بچھا تھا
بچھی مخمل کی جسپر صاف توشک
کھنچی چادر کسے تکمے وہ اوسپر
اتھے وہ جھلاجھل تھے تمامی
زمرد کے تھے سب جوڑ اوسکے علاقے
بیان کیجے چمک اور کیا صفائی
بچھی اک سمت کو مسند مغرق
زمرد کا جو ترشا پیکدان تھا
رکھا اوسکے برابر ایک تنبول
تھا دیا اور گلدستہ بہر طاق
جو اوسکی ہمدمین تھین سرو قامت
جو یہ کہتا تھا اونسے مسکرا کے
کوئی کہتی کہ تو جوگی جی ہے
چھپا کہین ببا وسی چیلونین سارا

ہے عشرت دو بھروی مجکو الجھ
شب وصل اوسکی اور لہو تن کی
رفیقون یاروں کی نذرین کھانین
برنگ چرخ چڑھا جسپہ شکل
جواہر جسپہ تھا ہر جا لگایا
در و دیوار جیسے موج دریا
جو دیکھے اوسکو دیکھے آب گو مات
ہری جس سے منور منزل عرش
گئین القصہ لے اوسکو وہان سب
وہ ہمزادین جو تھین اوسکی طرح
ہوا شوق طپش اوسکو دوبالا
نظر کو آتی تھی جس سے چکاچوند
مرصع اور منقش اور مشبک
زمین کا روپ کیا کیسے کر کیا تھا
کہ نرمی سے تھی کچھ جیسی شک تو
شکے تکمون مین جھلکے لعل و گوہر
جہان کمخواب کو حکم غلامی
ہرا سر لعل کے استاد نایاب
کہ وہ چھتری تھی ہیرے کی بنائی
سراپا لعل و گوہر مین مغرق
رکھا مسند کے کونے پر عیان تھا
خراج ہفت کشور جسکا ہیجل
سدا جن پر فدا ہو چشم عشاق
سراپا ناز اور شور قیامت
کہ آئین تم اوسے کس جا چھپا کے
پدم سی کیا تجھے وہ لکھتی نہ تھی
کہ لیل القدر آگئے آشکارا

لکھون تعریف کیا حسن چمن کی
کہ جب کرعذر حسرت وہ راجہ
گیا وہ روز آئی وصل کی شب
نہ پہونچے جسپہ ہرگز وہم چالاک
صفا خشت بیرونی تھی اوسکی
ہوا وہ صندلی فرش اوس مین کا
مکان ایسے ہی سب منزل بمنزل
بلورین سیر فرش ایسے نمایان
گیا جب منزل مقصود پر وان
وہی جا اک مکان مین شاد و خندان
کہ روشن تھا زبس حسن و نور
فرشتہ بھی جسے ہو دیکھ شیدا
زمین تھی سب صفا اور رنگین
چھپرکھٹ وہ مرصع کار نایاب
یہ چادر اوسپہ پھولون کی بچھی ہے
کہ گل تکیے کہ مخمل تکیہ تھی کیا تھی
وہ گردا گرد اوسکے لعل و گوہر
کہون کیا مین کہ وہ نگین پائے
چمک مین وہ غلاف پردہ جیون پر
ہر اک تکیہ جو وہ اوسپر لگا تھا
رکھا تھا اوسپہ اک بلس گلارو ملک
لگے آئینہ آدم قد بہر رنگ
ہوا مسند پہ بس وہ جلوہ فرما
وہ کرتین چلین خاطر خواہ آکر
کوئی کہتی کہ وہ دیکھے کہین تم
کوئی کہتی یہ اوس سے ہوئی خوشحال
پدم کو اوس مکان مین محرم راز

تھا جب دو سکے پھر اوس نے کہین کی
مکان خاص مین اپنے پھر آیا
کہ اوس بن تلخ جان تھا و مکے کر لب
کہ تھی وہ ہفت منزل ہفت افلاک
گلاب و عطر آگین آب و گل تھی
کہ عالم تھا وہ لوح صندلین کا
جواہر اوسمین تھے یا تھے لگے دل
فلک پر قطب جیسے ہو درخشان
نہ دیکھی نیک مہوش جلوہ گردان
گیا تھا اوسکی بس نظرون سے پنہان
جہان کا نور تو رشمع کافور
کہ تھا دیوار و در سے حسن پیدا
نہ اوسکو احتیاج فرش قالین
نگہ کو جسکے دیکھے آئے تھا خواب
کہ اک گل کی بچھونے ہی پہ رنگ تھی
تھی گل اوس سے تو گل تکیہ صفا تھی
نظر تکیے تو کب ٹھہر رہے اوپر
خدا جانے کہان سے ہاتھ آئے
سراپا وہ چھپرکھٹ مطلع شرق
بجائے شیشہ حسن اوسمین بھرا تھا
جیون اب پیکدان رنگ دلکا تھا
کہ جنکو دیکھ ہون اہل طلب
تمنا وصل کی لیکن دوبالا
بہم ہنستین تھین کچھ باتین بنا کر
کوئی کہتی کہ لو جی آپ مین گرم
کرین ہم اوس سے پھر یہ عرض جا کر
رتن سے کے پاس لائین پھر بنا کر

عجب صورت سے آئی وہ پریوش
قیامت پٹیون مین مانگ تھی واہ
وہ ڈھیلے پیچ اور جعد معطر
میان سرخ زرین یہ نمایان
وہ یا ہین نردبان حسن بر پا
جبین وہ لوح سیمین مین کہون کیا
وہ مژگان تیر ہین یا خنجر تیز
عذار صاف رشک فکر بلبل
دہن غنچہ کہ نقطہ یا گمان ہے
مسی مالیدہ لب وہ اور دندان
نگہ اوس جا پہ غبغب پر جو جاوے
ڈھلے سانچے مین ہی کے بر و دوش
قیامت صاف وہ نازک کلائی
ہر انگشت مثل غنچہ اے یار
یہ ابھرے ہین کہ جیسا دیتر نظر آئے
یہ بس کچھ چھاتیونپر وہ دکھاتین
صفائے چشم رشک فکر بلبل
سے اب تقریر مین خوبی تمام طبع ہو
وہ سیمین ساق مثل شمع کافور
وہ قد قد اور گلگ اوسکے یہ رنگین
بھری یہ مانگ موتی کی سراسر
یہ آدیکھے سے دہ گوہر کے خوش آئین
چمکتے تھے پلنگ جگنو کے سارے
بیان کیا کیجیے مروارید کے بال
وہ نازک پہنچیان اور طرفہ تورے
جڑاؤ وہ کڑے توڑے سے طرحدار
ستارون کی بھری وہ جھب دار پوشش

کہ جسکو دیکھ آیا اوسکے تن مین غش
شب دیجور مین عاشق کی جیون ملا
زبس خوشبو مین سب جیسے مشک عنبر
گھٹا کے ساتھ جیسے برق رخشان
کرتا عاشق کی نظر ناشکیبا
قیامت جبین مثل موج دریا
سنان تیر جیسے ہین وہ خونریز
قیامت گوش مثل خندۂ گل
دل عاشق کی پوچھو تو کہان ہے
تہ ابر سیہ برق درخشان
ملک کے منہ مین بھی پانی بھر آئے
خیال عاشقان جیسے ہم آغوش
نہ دل کو جسکے بن دیکھے کل آئی
گل و بلبل ہون جسکے عاشق زار
تو بغیر از اونکی نسبت اور جائے
کر رخ حسن پہ مہرین نگاہین
کمر نازک زیادہ از رگ گل
وہ یک غنچہ شگفتہ خاموش
بلورین یا ستون تر شین ہین
کہ ہو سرسبز جیسے باغ پائین
شب یلدا مین جیون تابندہ اختر
سحر وہ موج جیسے عقد پروین
گلے مین ماہ کے گویا ستارے
خراج ہفت کشور در شہوار
کہ خوبی ہونکو آگے ہاتھ جوڑے
چھٹی پڑی پازیب وہ پاؤن مین
کہ لادون جاوے فلک کے دیکھ کر ہوش

کہون کیا مین وہ کمر نزہت پرور
وہ یا ہین آسمان مین کہکشان ہے
نظر جوتی پہ اوسکی پیٹھ پر آئے
نہین ہین زلف وہ ہین مست سرشار
قطار دو سیلی سے اودھوکے منہ تلک آئی
کمان یا تیغ ابرو ہین کہ کیا ہین
وہ بادام سیہ یا چشم جادو
یہ بینی حسن و خوبی مین ہے یکتا
وہ اوسکے لعل لب ایسے عیان لال
زنخ وہ مغز خوبی چاہ بابل
جو آہو گردن اوسکی دیکھ پاوے
برابر اور گول اوسکے وہ بازو
حنا بستہ کف دست وہ صاف خوشتر
حباب چشمہ خوبی وہ پستان
وہ اودی سنبل نگاہ یہ جو بن
شکم وہ دو جس سے حرف سیمین
کمر کا اور سرین کا تھا یہ عالم
صفا زانو کی اوسکی یہ قیامت
وہ ایڑی گول اور رنگین پائل
قدم تک سر سے لیکر بادلہ پوش
وہ ٹیکا اوسکی پیشانی پہ آفت
وہ نازک کان مین جو بالیان ہین
زمرد کی وہ ہیکل اسقدر سبز
غضب بھج بند آفت نورتن تھے
وہ رنگین اور سبک بینے کے چھلے
اگرچہ تھا یہ زیور زیب قامت
وہ اس عالم سے کانوں کے آئی

وہ گیسوے سیہ رنگ لیلۃ القدر
عیاں ظلمات کا رستہ عیان ہے
کہ لوح صندلین پر سانپ لہرائے
کہ چلتے ہین سیاہ دست بدوش
اگر لغزش بھی کھاوے تو ٹھہر جائے
ہلال نوک محراب دعا ہین
ہین صیاد جہان آنکھین کہ آہو
الف کی مشی وحدت نے کھینچا
تنا ہین جسکی ہی میری زبان لال
نہ نکلے جبین گر کے پھر کبھو دل
سراپا پھر نہ خجلت کر اوٹھا دے
کہ جیسے رنگ گل ہو ہم ترازو
شفق مین مہر جسکو دیکھ ہو دنگ
دیا ہین دو انار باغ رضوان
کہ شرمندہ ہے جیسے رنگ سوسن
قیامت صاف اک صندل کی تختی
کہ دو موتی ہین اک رشتہ مین باہم
کہ آدے دیکھ آئینہ کو حیرت
کنول کا پھول یا گنجینہ گل
کہ مہر و ماہ کو بھی جائین آنکھ ہوش
ہیم مہر و مہ آثار قیامت
جھمکے پھول اوپھلون کے ڈالیان ہین
قدم تک حسن زیور جس کے سر سبز
ہمہ دل لینے کو یکسان و تن تھی
ہر اک چھلا دل عاشق کو چھل کے
پسی کی خلخال نے بر پا قیامت
نظر آتی رتن کو اک خدائی

چھپا رات شب کا وہ چہرہ چھپا گئے
نہ آئیں شب اشارے سے او منہ لقمہ
انیس محرم اوسکی وہ خوش تپنے
قدم پر سر کو رکھ آنسو بہا کے
کہ تیرے غم نے تھا جو گی بنایا
پھر آکے ملے تنگ تنگ نے
رہا میں یہاں پہ جس طرح مغموم
کرا نیا کیا کہوں میں تجھ سے احوال
بہانہ کر پرستش کا صنم کے
تو پھر ایسا ہوا بیہوش اکبار
دگر نہ بار میں دیتی گلے کا
وہاں سے ہو کے پھر تا چار آئی
نہ کھانا خوش نہ مجھے تھا اور پینا
بصد ناز و ادا اشد سی اوٹھ کر
کہوں کیا اوسکو لگا تھے عالم
کہوں کیا یکدگر وہ مثل بلبل
بنا طوق کمر وہ ساق سیمین
غرض ہو باغ باغ اور شاد و خرم
بھم کر اوس شب سربستہ میں گو
بیان کیا کیجے اوس دم حال کیا تھا
کسیکے منہ جاں کے گئے ٹوٹے
کہوں کیا سیکڑوں رنج دل کی اونگے
بہم تقریر ہا اور اشارات
دو طعن و دو طعنے خاطر خواہ باہم
جو تن سن خاک میں اپنا ملا دے
فلک بھی عکس عالم پر چڑھا کر روز بھی جا
دوای ساقی مجھے جام لبالب

عرض جب سے وہ ملی جب وہ آگئے
کہ اُس کا عرض دونوں شکل تصویر
بچھائے دل کو اور ٹھکر سو خوش اندر
بلا تجھی لگی ایسے اپنی دکھا کے
بہانہ شکت چھوڑ کر ہوں رواج
مرا یعنی غم سے یعنی چارہ گر نے
سو ہی وہ تجھ پہ ظاہر اور معلوم
تماشی ہوگا اوس طلب دو سب حال
یہاں سے باغ میں جا و اپنا آ کی
کہ آنا ہوش تھا اون سخت شو
کہ وہ آئین و رسم عقد سب تھا
دل بیکل سے لیکن کل نہ پائی
کہ تیرے غم سے تھا دشوار جینا
چھپر کھٹ میں گئے آرام یعنی
کہے کیا کیا مزے دونوں نے باہم
بہم چھپتے تھے عیش وصل کے گل
ہوا ایسی سلسلہ جو بیان کر
بھرے اور غنچہ میں قطرات شبنم
کہ جیسے برج حمل میں جا آخر
بہم دونوں میں صد ناز و ادا تھا
کسیکے سوی ہے تک بری بیہوش
فراغت کرکے اوٹھی جب کہ
رہے تا صبحدم حرف و حکایات
کہ تھی جسکے لیے محنت اوٹھائی

لحاظ و شرم کی جبھی وہ تھا ہو
بیوستا رہیں وہ دانا نے زمانہ
دیکھا عیبر کوئی اوسکے سبب تھا
کیا تقریر دس کی اپنا احوال
کہوں کیا اوسکی سوکیا ماجرا
غرض ست حب تب حیا کرتے تکرار
کہوں کیا سن کچھی چپ زبانی
کہ سنکر حال تیرا ہوگی بیتاب
ہوئی عاشق میں تجکو دیکھ سمجھا
خدا گو تجھ او بہ میری نگہ تھی
تری چھاتی لو صندل میں لگا یا
نبھا ہر جتی جاؤ ننگ و ناموس
بہم جب کہہ چکے حال دل زار
گرا دیں چلیں جو تھیں جوش اسکو
بہم دونوں وہ مصروف کر بیچھے
پر انکو مستعد ہو کر وہ مائل
ہوا پھر جوش جب ابر گہر بار
جو تھا وہ راز مخفی وہ نہ سفت
نہاں از زر تھا دور از آب
کیسکا رنگ جیوں مہتاب فق تھا
ملا دل دل سے تن سے تن ملا تھا
کھلے دن وصل سے ہو شاد و خرم
برآیا سبکا ادنکا کوکب وصل
کیا تھا رنگ جسکے واسطے راج

بہار عشق کی لیکن بجز جوش
کہیں بہشت دانسے ہر اک بہانہ
رتن نے پلک کتنا اور رکے ہاتھ
جو گذرا حادثہ تھا ماضی و حال
جو دیکھیں روز و شب تجھ بن صعوبات
سنائی داستان عاشق زار
تو بولی وہ گل باغ جوانی
نہایت مضطرب مانند سیماب
کیا پھر فدا میں نقد دل کا
جیانے ہم رہا پر سکنہ رہ تھی
یہ تو ایسا ہی سویا پھر نہ جاگا
کہ جلتی تھی برنگ شمع فانوس
کہ نکلے یاسے دل سے درد کی خار
کہ یعنی جابہ سب یہ وہ بہت جو
کہ بس سینہ بسینہ لب بلب تھے
کرانے دست اوس سرکی حمائل
کیے زیب صدف پھر گوہر شہوار
بسان ہو وہ ہلال نو سیم جنت
ہوا یا رہے وہ تازہ اور سیراب
کسیکا رنگ رو مہر شفق سا
تھی لیل القدر یا دن عید کا تھا
تو پھر مسند پہ بیٹھے آ کے باہم
کہ بعد روز ہجران تھی شب وصل
ہوا ہو آخر کار اوسکا سر تاج
تو مطلب میں نہ رکھا گذشتہ یاد
شب وصل منظم بس کتنے میں جھلکا
ہوا پیش جدائی پھر نیا کون

جدا ہونا صبح کو اون دونوں آفتاب حسن و جمال کا اور بسر کرنا عیش و کامرانی ماہ و سال بھر کا

کہ ہونی میں تمام شب بتین
دو طعن و دو طعنے اوسکو ہوا تھا

ہوا بس منہ گریزان مثل سیماب
پدم کے پاس آئین محرم راز
کہ بادام سیہ اوسکی خوش آئین
جو ملبوس عروسی زیب تن ہے
جو ٹوٹے موتیون کے ہار تھے سب
بیان کیا کیجے اوسکی زلف کا کل
مگر دریا اوسے کھینچا تھا بس تنگ
یون خمیازہ سے دبس جاتا ہی منہ کھول
یہ دیکھہ اوسکی مصاحب اور ہمدم
کوئی منہ دیکھہ اوسکو مسکراتی
کوئی کہتی ذرا تو اپنا منہ کھول
دہان اوس گل کے جسدم پاس آئی
بنا کر ہنڈیان میوے کی اور گول
دولھن کو لیگئین حمام مین سب
بہ سنر تھا یہ بس پانیکا عالم
کھلے بالون مین چہرہ یون نظر آئی
نہائی بسکہ جتنے آب مین تھی
نہا دھو کے وہ نوشخانہ مین آئی
رکھا بس کشتیون مین لاکے زیور
زبس آئی نکل یون وانسی اکبار
کہ جو فرش و فروش اوسجا بچھا تھا
قرینہ سے وہ مسند تھی بچھائی
غرض اسباب جب سب کچھ بنایا
علی اوس بن بنا اوسکے دلہین سنوار
کوئی ہمدم جو بولے تو وہ بولے
جواہر کی ہزارون کشتیان دین
مصاحب اوسکے بھی ہمراہ جو تھے

برآیا نیر مشرق جہانتاب
تھی پر شوخ دلیر اور طناز
برنگ نرگس شہلا ہین رنگین
سو لیکر سر سے پا تک پر شکن ہی
پڑے ہین گرد یہ کہ جیسے کوکب
پریشان ہین سراسر مثل سنبل
کہ تن سے اوسکے بستر پر جوا رنگ
نسیم صبح سی غنچہ ہو جیون گل
کنایہ سی غرض آپس مین باہم
مقابل کوئی آئینہ دکھاتی
تجھے میری قسم ای غنچہ لب بول
تو دیکھہ اوسکو نہ پھر پھولی سمائی
اور اوسکے ساتھ بانٹا سبکو تنبول
کہ برج حوت مین جیون آئی کوکب
کہ برگ گل پہ جیون قطرات شبنم
گھٹا مین جسطرح بجلی چمک جائے
ہوا پانی وہ سب عطر سہاگ
لباس نو عروسی اور منگوا
کہ کیجے زیب تن ہووے جو خوشتر
قمر جیون برج آبی سے نمود آر
اوٹھا کے اوسکو بٹھا بھیتر کھڑا با
مکان کی شکل جنت کی بنائی
پدم کو اوس مکان مین پھر بٹھایا
ملے کب مجھسے وہ ماہ دل افروز
نہین تو شرم سی منہ کو نہ کھولے
کہ وہ اوسکی رفاقت مین بجا نصیب
سو گھوڑی اور جوڑی سبکو بخشے

برامد ہو رتن دولت سرا سی
یہ دیکھا رنگ اوس آراستہ کا
عجب ہی شکل اوسکی ہو گئی ہی
کہین مسکی ہے انگیا بند مین بال
جبین پر تھی جو افشان کی نمایش
ہوئے بوسی سی اوسکے لب کا
غرض یون نازنین تھی سر بپا
اوٹھا کر ہاتھ انگڑاتی تھی وہ ماہ
کوئی گا کر سہاگ اوسکو سناتی
فدا ہو کر کوئی اوس نازنین پر
تھی سرگرم شرارت ہر پری رو
بدن اوسکے پہ بعضا جو نشان تھا
سوا اوسکے جو ہمدمین اور یہی تھین
دیا غسل اس طرح اوس گلبدن کو
ٹپکتے تھے یہ قطرے جو سر سے
گرا بالون سے جو پانی زمین پر
زبس خوشبو سے حمام سارا
کر اوسکو سر سے پا تک زیب تا
غرض پوشاک و زیور زیب تن کر
ہوئی آراستہ ایدھر وہ مہرو
پلنگ اک سونیکا دلچسپ لا کی
جو تھا اسباب اوس خلوت کا درکار
تھی وان رونق فزا وہ غیرت صبح
تصور مین اوسی کے وہ پری رو
غرض تھین ہمدمین اوسکی جو بالا
رتن یان غسل فرما ہین خلعت
سبھونکو پھر طعام خاصہ کھلا

رہا سو اور اک خلوت مین آ کے
محل یا مے حیا نو خاستہ کا
کہ رنگ سرخ تق ایسا یعنی ہی
کسی جا سی گئی مل جین پیشواز
سو ہے گاڑھی فرش اپنے سی اقشان
برنگ غنچہ دو مانند گل لال
کہ شب باشی مین گل جاتا ہی مرجھا
گویا لیتی تھی بحر حسن کی تھاہ
کھون کیا پیچ گلو نکہت مین شبانی
بجاتی تھی کوئی ٹیکا جبین پر
ہولے وہ شرم سی تھی سر نہ اٹھا تو
کھون کیا مین سہاگ اوسکا میان تھا
کھون کیا مین غرض اسکے وہ عینین
کہ جیسے آب سے تازہ چمن ہو
پھر ہمدم جسطرح سے ایسے
تھے دکھا [illegible] مشک و عنبر
کیا کیجے بیان شیشہ عطر کا تھا
بنی گویا سراپا اک قیامت
سر نو پھر پری کی شکل منظر
کی آرایش ادھر خلوت سرا کو
بچھایا اونکی آسایش کو جا کے
کیا سب موقع موقع جا کی تیار
پلنگ آسا مصاحب گرد سب جمع
تھی بس خاموش بیٹھی سر بنہو
دولہے سر اک کو زیور اور ہو تساب
کہ تھا رشک مہ اک مہر طلعت
ہوا سمت محل تشریف فرما

گھڑی اک بھی کرایی خسر ماہ میں
بجا لایا مودب ہوکے یک یک
عجب عالم میں عالم اوسکا دیکھا
لباس نو عروسانہ وہ رنگین
صفائی تن نہ میلی ہونگہ سے
ولے اوسکا بھی یہ عالم بنا تھا
یہ مکھڑا اوسکا گھونگھٹ سے نمایان
نہ آپسمیں اشارہ اور نہ تقریر
مکان خالی اونھون نے جب کیا پایا
اسی صورت رہے وہ ورشتہ
جنھون مے ساتھ اوسکا تھا بنا
کہ جب ہنگام سرما سر پہ آیا
لباس تنزیبی اقسام اقسام
ہزارون پارچہ اپنے وطن کی
تربس رنگین شالی ہر رضائی
گئی سردی ہوا گرمی کا موسم
کہ جنکو دور سے یہ دیکھ یا دے
بجائے شمع تہ خانون کے اندر
گلاب ایسا بھرا حوضونمین تھا
جو دیکھے سو کہے ہے یہ طلسمات
رہے اوس جا غرض وہ خرم و شاد
ہوا برسات کا موسم نمایان
بلند ہین مکان جو تھے ہوا دار
برستا مینہ کا عالم گھٹا کا
یہ پردون کی ایدھر سرخ پوشاک
گرد ٹنگا کیا وان کا عالم نسی انتہا
خیابان چمن یہ سبز تھا سب

پھر آیا اوس مکان میں اوسکی ہمجا
کہ اوسکو دیکھ سب رہی تکت
گئے تو ہو گیا آنکھونکو سکتا
اجیس سے حسن وہ چیندا ور نمکین
نگہ زیور سے پہلے پاتون یوچے
کہ تھا یہ حسن کا شعلہ سراپا
کہ جیون ابر تنک میں مہتابان
بہم بیٹھے ہین دونون شکل تصویر
بیان کیا کیجے پھر اونمین ہوا کیا
بہم خوشحال مصروف طرب وہ
اونھین بھی دھوم سے پہنچا ان بہار
بہم دونون نے کیا کیا چین پایا
سبھون کے زیر قامت پیراہن
نئی پرداز کے چین اور دکن کے
جنھون کی ملک سراین دو بھی
بیان کیا کیجے اوسکا تم سے عالم
دل و دیدہ کو بس آرام او
لگائے جا بجا تھی لعل و گوہر
کہ جام مستیم عاشق جیون لبالب
کہ یان باہم ہین جاری اور بہتی
بسان حور و غلمان شاد آباد
کیا ایدھر اودھون نے اوسامان
کیے رہنے کو اپنے پھر وہ تیار
نہین تحریر مین آتا لکھون کیا
برنگ برق ہر اک چست و چالاک
کہ تھی کس لطف سے بس سیر گلزار
طراوت سے ہو جسکی چشم سیراب

سلام و کورنش تسلیم اے یار
وہان پھر آیا وہ در شک پریزاد
یہ سر سے تا قدم تھا حسن رعنا
نہ تھی کچھ احتیاج حسن زیور
غرض آنکے یہ بیٹھا پاس خاموش
پدم کو شرم تھی گو ہمدم ہونکی
یہ دیکھ اوسکی وہ ہمرازان باہوش
طعام خاصہ دونونکو کھلا کے
کیے جو جو مزے دونون نے باہم
اوٹھائے جس لیے تھے درد و رنج
غرض اک سال دسجا یون ہا وصل
وہ رہتی گو ہر اک خلوت سرا گرم
ہر اک پوشاک تحفہ ریشمی تھی
دوشالے کھنچے تختونکی تصویر
رتن نے یہ دیا اپنے سبھونکو
کہ خاطر خواہ خسخانہ سجائے
یہ فرش صندلین ہر جا بچھایا
رہین روشن وہ مثل شمع کافور
وہ فوارون کی ہر دم جوش [illegible] بھرے
ہزارون جا یہی عالم مکان کا
تو اس مین دو طرف دو بھر کی جو کھٹ
مکانون مین بچھائی فرش رنگین
چھتین پر زر لگائے سرخ ہر جا
کہ ہے کالی گھٹا اور [illegible] چھائی
وہ خانہ باغ مین جو سیر کرنا
گلستان سبز تر فیض ہوا سے
درختون کی وہ سبزی سرخ وہ گل

جو ہون آداب آیان جانثار
جہان تھی وہ صنم حسن خدا داد
نظر خورشید کی ٹھہری نہ جیسے
ہر اک اعضا تھا اوس کا جس سے بہتر
کہ اوسکے اوڑ گئے تھے دیکھ ہوش
ولے گھونگھٹ سے در دیدہ نگہ تھی
کہ ہونے سے ہمارے ہین یہ خاموش
چلی آئین اونھین تنہا بٹھا کے
کہا جاتا نہین بولین سو کیا ہم
ملے سو چین راحت کر اونھین گنج
کہ کس کس چین سے گذری اونھین وصل
بچھے وہ فرش مخمل جا بجا نرم
کہون کیا مین کہ دان کسکی کمی تھی
ہون جسکو دیکھ حیران اہل کشمیر
پدم نے اپنے محرم ہمدمون کو
بلا انکے یہ تہ خانے بنائے
لئی من جسمین عطر خس لگا ہوا
حرارت جسکی آب و رنگ سے دور
وہ چھٹنا چادرونکا اور جھرنے
گویا نقشہ تھا وہ باغ جنان کا
و ہونکو بھی مکان ایسی ہی سجتے
کہ جنکے عکس سے ہو عرش رنگین
کہ ہے برسات مین عالم یہ بھاتا
جھڑی یان مینہ نے ہی گی لگائی
وہ بالا خانون سی گا ہے اوترنا
زبان کو تازگی جسکی تنا سے
گویا لعل و زمرد کے ہین بالکل

جدھر دیکھون مین سر سبز کیت
ہوا سے سرد خوشبو اور ملایم
برنگ لالہ بنگلہ وہ سراپا
ہزارون جانور دستا فسر کے
صدا کے طوطیان سنج منقار
پپیہونکی صدائین وہ پیامی
مکان لاکھون بلند و پست ایسے
جدھر دیکھو قدم تک سرہی لیکر
کسی کا رنگ ملبوس سنہری
یاین عالم ہدم کے سب ہمدم
ہم دولہا دولھن ہر سحر شام
کسیکو خوش تھی سیر باغ اور گل
یہی عالم تھی ہر شام سحر ہی
بیان کیا کیجے اس مجمل کی تفسیر
وہ ہنسنا مسکرانا اوسکا جبدم یاد آئی
الا ای ساقی یار غم بیان
بس اب بیانسے دبیر طبع اپنا
ہوا تھا غوی سنگلید نصیحت
ولدارانی کا اوسکی کیا کہون حال
جگر تھامی ہوی غمگین و بیتاب
کبھی وحشت مین آ باہر نکلتی

جھکا جارونطرف ابر سیہ مست
اوڑا دنی دل سی بس یک تخت جم
اور اوپنر مع موقع کا رینا
لٹکتے گرد اون بنگلونکی پچہری
برنگ تیر بس جاتی کی ہو بار
کپی پی کی بندھی ہی اونکی اک دُ
انیس و ہمدم و دولھا دولھن کے
کسینے جیسے پوشاک اکثر
کسیکی زرد پوشش شوخ گہری
رہین خدمت مین حاضر شاد و خرم
کہے کس کس طرح سی چین آرام
کسیکو باغ گل ہی داغ اور گل
کوئی خندان ہی کوئی نوحہ گر ہی

ترشح گاہ گم گہ شور باران
چمن مین جابجا رنگین ہندولے
تباتی اونکے پردی سرخ رنگین
غلاف اونکی ہزارون رنگ و ترکیب
فصیلو پر ہم طاؤس تھان
سیہ بادل مین بگلونکی قطارین
رہے اونمین ہم سب سیر کرتی
کوئی پہنے ہی اودی سرخ پوشاک
کسی کا ہی لباس سرخ دہانی
دولھن و دولھا جہان ہمدم ہین وان
نچھے رہ رہ کے یان حسرت ہی آتی
کسی جاگہ بہار بوستان ہی
ابھی برق چوبہ ہے برسات آئی

صدا کے رعد باہم برق رخشان
کبھی مین آیکونت حسن تونی
سراسر گرد جنگلے کا رزدرین
کہ نیرنگ فلک ہو دیکھکر دنگ
صدا سے جنگلے گونجے ہے گلستان
کہ ہے تو آب حیوان کی ہین دشمن
دم خدمتگزاری اونکا بھرتے
اور اوسمین آپ جیسے برق جا کر
کہ جس سی سبز ہو باغ جوانی
کہ تھے سب اونکی خاطر باغ و بستان
کہ ظاہر ایسی ہے قدرت خدا کی
کسی کو پھر وہی عالم خزان کی
کہین بارش کہین آتش لگائی
ہی اس احوال کی یہ جا ہی تقریر
تو پھر وہ یاد آنا ہچکیان لیکے دلاتا ہی
ہو جس سے آتش دل اور بھی تیز
لیے ہمراہ لشکر جو گیون کا بھی
تھی جیون دریا سمجھونکی تشکیل
کیا تھا چاک لیکر تا بدامان
ہر گوشہ مین اوسکی لاکھ طوفان
کسی جا بیٹھ رہتی شکل بیمار

تا گمت رانی کا یاد رتن مین صحرا کو جانا اور اپنا حال پر ملال بہنگم تامے طائر کو سنانا

انیس و ہمدم آفت نصیبان
لکھے ہی داستان وحشت افزا
اوٹھا کر یار کی دل سی محبت
کہ اوسکا تھا بیابان تنگ احوال
پھری تھی لوٹتی مانند بیتاب
اوٹھا کر خاک گالے منہ پہ ملتی

پلا دی مجکو وہ اک جام لبریز
کہ یعنی ہو گی جو گی جب وہ راجا
یہان تھی اک جہان پر بیقراری
کہ اوسنے مثل گل اپنا گریبان
یہ تھی پر جوش اوسکی چشم گریان
کبھو زانو پہ سر رکھ کے رو ناچا



کبھو منہ ڈھانپ چادر سے اپنا روتی
ترٹپتی اور بلکتی جان کھوتی
کبھو دیوانہ سان بکتی وہ دلگیر
کبھی خاموش رہتی مثل تصویر

کبھو مقنع سے اپنا منہ چھپاکے
بیان کرتی تھی یون آنسو بہاکے
جلاکے مجکو غم سے مثل صوفی
کئے جوگی منڈھی کیون کرکے سونی

نہ دیکھا نہ سنا ہو جوگ ایسا
کہ جوگی چھوڑ دے جوگن کو تنہا
بسان آئینہ وہ خاک لیکر
بھبھوت اپنی ملی تھی تن کی اوپر

کبھو بیتاب ہوکر در پہ آتی
جگر تھامے ہوئی پھر گھر مین جاتی
بسان مہر جلتی تھی وہ بیتاب
برنگ ماہ ہر شب بے خور و خواب

اوسی غم سے کہ تھی حیران و نالان
ہوئی شام و دلہن شام غریبان
او سے از بسکہ دلگیر غم گئی تھے
کہون کیا مین کہ جوگی رم گئی تھے

غرض اوسکی جدائی مین شب و روز
گذرتی تھی نہایت با غم و سوز
خیال اکدن یہ اوسکے جی مین آیا
کہ دل بہلاؤن اپنا باغ مین جا

تصور دلمین کر قد رتن کا
تماشا دیکھیے سرو چمن کا
عذار و لعل نوشین یاد کر اب
گل و غنچہ سے کیجیے دل کا مطلب

نظر آتی نہین چشم رتن سین
تو دیکھون چشم نرگس کو مین چمن
جو یاد آوے گی وہ زلف پریشان
تو سنبل سے کرونگی جا کے پیمان

چمن مین جاکے اپنی داستانین
کرون سب جاکے سوسن سے بیانین
یہ جی مین جانکر وہ غیرت باغ
برنگ لالہ گلشن لیکے داغ

محل سے آئی گلشن مین خرامان
کیے مانند گل ٹکڑے گریبان
دریس غم سے وہ سرگرم فغان تھی
کہے تو عندلیب بوستان تھی

غرض آئی تھی بہلانیکو وہ دل
ہوئی سو آکے دونی مرغ بسمل
فدا اوسکا یاد کر وہ رشک شمشاد
ہوئی سو اور بھی وان گرم فریاد

جو دیکھین سو بسو نہرین وہ جاری
تو پھر کرنے لگین وہ اشکباری
کسی سایہ تلے وہ ہوکی نکلی
غبار آسا کف افسوس ملتی

قریب سرو پھر پھرکے جو آتی
تو لاکھون سرو آہون کے بناتی
پھرتی تھی باغ مین بن جا بجا وہ
بسان قمریان کو کو سرا وہ

یہ آہین کھینچتی تھی وہ مشوش
فلک پر پہونچتی تھی جسکی آتش
یہ گرمی اوسکی آہون سے تھی پیدا
کہے تو باغ سارا جل گیا تھا

جلے تھے نہ کچھ گل اور شجر تھے
کباب سوختہ ہر جانور تھے
گئی اوس دم جو اوسنے سوے صحرا
نسیم سرو اونکی راحت افزا

حرارت اوسمین تھی بس سمائی
کہ جس نے آگ صحرا کو لگائی
برنگ غنچہ ہو گلشن سے دلتنگ
چلی صحرا کی جانب کرکے آہنگ

بگولے کیطرح وہ مضطرب حال
پھرتی تھی بس غم الفت کی پامال
یہ آتش اوسکی آہون سے تھی پیدا
کہ جس سے دشت سارا جل گیا تھا

ہوا سرکش جو دود آہ اوسکا
سو ابتک ہی سیہ گردون سراپا
سوا سے سیل اشک چشم گریان
طپش سے اوسکی دریا خشک تھے وان

غبار آسا کف افسوس ململ
جلاتی آتش غم سے وہ جنگل
جو تھے وحش و طیور دشت مین وان
شرر سے آہ سے تھے اوسکے درمیان

اونھون نے ایک طائر باد پیما
ہنگم نام تھا اوسپہ بیٹھا
نہایت دیکھ اوسکو مضطرب حال
لگا یون کرنے استفسار احوال

تو ای دل سوختہ ہے کون آئی
کہ آتش تیری آہون نے لگائی
تجھے کسکا الم ہے ای غم اندوز
کہ ہے کھینچتی ہے آہ جانسوز

خدا کے واسطے اے ماہ پیکر
بتا کسکا ہے تیری داغ دلپر
تو اے خانہ نشین ہے دست بچا
بنایا کس نے کہہ یہ حال تیرا

تو ای لیلی روش باروی گلگون
ہوئی آوارہ کیون مانند مجنون
ہے جون فرہاد کسکے غم سے غمگین
ہے یون کھوتی ہی اپنی جان شیرین

تجھے گردون نے کیا آفت دکھائی
جو تونے اپنی یہ حالت بنائی
کسی ظالم نے تجکو یا ہے لوٹا
جو تجھسے ہے تیرا گھربار چھوٹا

کسیکی تو ہے عاشق اے پریزاد
کہ اوسکے غم سے ہی تو جان ناشاد
کوئی پردیس کو تیرا گیا ہے
طلب اوسکی تجھے اب جا بجا ہے

مجھے احوال اپنا کہہ تو سارا
بجالاؤن جو مجھسے ہو سکیگا
کلام طائر دلسوز سنکر
فدا کر آنسوونکے اوسپہ گوہر

لگی کہنے کہ اے مرغ وفادار
کہون کیا تجھسے اپنی حالت زار
زمیں ناگفتنی ہے حال میرا
نہ مجھسے پوچھ کچھ احوال تیرا

وہ آتش ہی مرے سینہ مین نہان
بیان کیجے تو ہو اک خلق بریان
یہ آتش کیونکہ سیر دلکی جاوے
مگر اللہ ہی اب اوسکو بجھاوے

کرون شکوہ مین کیا بخت سیہ کا
بدولت جسکی ایسا روز دیکھا
یہ حالت اپنی جو مجھپر عیان ہے
سو باعث اسکا میری ہی زبان ہے

زبان ہی میری بیری دشمن لال
کہ یا تنک جس سے پہونچا میرا احوال
یہ میری ہی کہانی گر اسے غور
کہ اک ہے شہر اسکا نام چتور

عجب نقشہ کا وہ دلکش مکان ہے
نمونہ جسکا اک باغ جنان ہے
وہانکا ایک راجہ ہے رتن سین
جہانکے دلکو جس سے راحت و چین

سراپا حسن مین رشک پریزاد
غرض حسن مجسم ہے خداداد
کوئی ثانی نہین اوس ماہرو کا
حسین ہے حسن و خوبی مین سبہو کا

فراغت سی تہا اوسکا ملک مین راج
کوئی بستی مین اوسکی تہا نہ محتاج
کہ ناگہ ایکدن وان اک برہمن
بظاہر دوست پر باطن مین دشمن

لیے ہمراہ اپنے ایک طوطا
بہت خوش رنگ زیرک اور دانا
وہ طوطا تہا قیامت جسکی طرز
نہایت دلفریب اوسکی تہی گفتار

ہوا بس سنکے راجا اوسکا مشتاق
کہ طایر ایسے کم ہوتے ہین بااتفاق
دیا اوس برہمن کو مال و زر
غرض شادان ہوا طوطے کو لیکے

زبس وہ طایر شیرین نوا تہا
رتن کا بس مصاحب وہ بنا تہا
نہ اکدن دیکہتا اوسکو رتن سین
تو ہوتا تہا نہایت سخت بیچین

ہوا موقوف اوسی پر اوسکا جینا
کہ اوس بن خوش نہ تہا کہانا پینا
ہوئی اک واردات اک روز ناگاہ
محل مین چھوڑ اوس طوطے کو وہ ماہ

ہوا تہا سوی صحرا عازم صید
کہ ہی بس دلکشا نخچیر کی قید
قفس یان طایر شیرین نوا کا
کہون کیا مین کہ اکی جانب کہا تہا

ادہر اوسکی رانیومین سے تہی ممتاز
بصد عیش و طرب ہتی سرافراز
سو اوسدن مینے اپنے تئین سنوارا
زمین پر جیون پری کا ہو اوتارا

نہا دہوکے بنی ایسی مین اکروز
کہ جیسے کوئی دولہن ہو دل افروز
لبان پر خندہ کر زیب قیامت
مرصع پوش سرتاپا قیامت

منگاکر آئینہ باروی شادان
ہوئی مین حسن اپنا دیکہ نازان
غرور حسن مین آکر مین یکبار
لگی طوطے سے کرنے جا یہ تکرار

کہ اے شیرین نوا اے دشت پیما
کہین دیکہا ہی کوئی تو نے مجھ سا
سنا کرتے تہے سنگلدیپ کو ہم
کہ وہان کا حسن ہے آشوب عالم

برابر میرے کوئی ہی وہان پر
جو تو نے دیکہا ہو مجھسے بیان کر
یہ سنکر وہ پرندہ غارت ہوش
ہوا جیون طایر تصویر خاموش

نہ جیتے ہنسا ہوا مجھکو گوارا
کہا مینے اوسے پہر یہ دوبارا
جواب اس بات کا دے جلد مجھکو
وگرنہ مارتی ہون اب مین تجھکو

یہ سنکر ہنس پڑا وہ فتنہ انگیز
ہوئی مین مثل آتش اور بھی تیز
لگا تب کہنے جسکے پاس مین تہا
ترے منہ سے ہی بہتر پانون اوسکا

نہین ہے کوئی جگ مین اوسکا ثانی
تجہے کیا نسبت اوس سے اے دیوانی
یہ سنکر آگیا میرے جبین عرق
کہ بس بحر ندامت مین ہوئی غرق

ندامت اک طرف یہ مجھکو سوجھی
کہین راجہ سے گر یہ بات اوسکی
اوسے سنکر پیا ہی جان کہووے
تو بس یان قول جامی راست ہووے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش
ز جان آرام برباید ز دل ہوش

نکل جاوے جو جوگی ہو رتن سین
تو پہر معلوم ہوگا بہت و چین
یہ جی مین سوچکر مینے ٹہاہو
کہا فی الحال تب اپنی دائی کو

کہ اس کمبخت فتنہ گر کو فی الحال
کسی شے مین جا پانونسے مل ڈال
اگرچہ دائی سمجہاتی مجہے تہی
ولے بہڑکی تہی اک آتش غضب کی

مرے آگے سے لے دائی نے جاکر
حویلی مین رکہا اوسکو چھپاکر
کہا مجہسے کہ اوسکو مار ڈالا
بلاے خانہ کو گہر سے نکالا

رتن باہر سے جسدم گہر مین آیا
نظر کے سامنے طوطا نہ پایا
اوڑا فی الفور اوسکا طایر ہوش
ہوا دریاے غم یکبار پرجوش

سمجہہ اپنی دل ہی دل مین سوچ راجا
لگا کہنے کہ میرا من ہوا کیا
کہا مینے کہ وہ کمبخت طوطا
ترے آگے بدی تیری کرے تہا

مجہے بہی کرچکی تہا ناسزاوار
سو ہان مینے اوسے ڈالا ہی مار
یہ کہنا کیا تہا بس جی غضب وہ
لگا کہنے بصد رنج و تعب وہ

کہ طوطی کو مرے جلدی منگاؤ
دگرنہ ہو جہان ان تم بھی جاؤ

سنے کلمات جو یہ سخت اوس سے
کہے تو اوڑ گئے تھے میرے حواس

منگا دیتی ہون مین طوطا تمہارا
ہوا معلوم ہے سے پیارا

وہ بولی سن مری غم کی کہانی
کہا تہا مینے مین آگے ہی ہانی

مری اس بات مین اب کیا ہی تقصیر
بتاؤن کیا تمہین مین اوسکی تدبیر

غرض وہ لا دیا طوطا دوانے
بچایا جان سے مجھکو خدا نے

کہا ہونا گمت نے جو کہ تجھسے
بلا وسواس ظاہر کر تو مجھ سے

پدم کی خوبیان ساری سنائین
غرض گھر کھونیکی باتین سجھائین

غرض جب عشق اوسکے دلمین آیا
تو اوسنے آپ کو جوگی بنایا

گیا سنگل کو وہ جوگی ہو جیسے
نہین معلوم کچھ احوال تب سے

بھنگم سے سنا یہ حال سارا
زمین پر اپنے سر کو وہین مارا

جو ہیرامن کو پاؤنگا نہ مین نار
تمہین جیتا نہ چھوڑونگا خبردار

کہا تب مینے راجہ سے کہ اے ماہ
مین کہتی تھی تمہاری الفت و جاہ

گئی تب دائی لیکے گھر مین وہ درویش
کہا سب واقعہ آیا جو درپیش

کہ یہ طوطا ہی پس راجہ کو مرغوب
نہین غصہ مین اوسکا مارنا خوب

پھر آخر رحم کہا دائی نے مجھپر
کہا جیتا ہی طوطا خوف مت کر

رتن نے پھر تو اوس طوطے سے پوچھا
کہ اے آرام جان کیا تجھپہ گذرا

کہون کیا قصہ کوتہ مین دوبارا
کہا راجہ سے اوسنے حال سارا

پدم کے عشق کے آنکھین کھائین
جو مین سوچی تھی باتین پیش آئین

جہان اک ساتھ مین جوگی ہوا ہے
طلب مین اوسکی جیسے وہ گیا ہے

وہ آوارہ ہی جیسے مثل مجنون
مین اوسکے غم مین سچ جوگن کی ہون

کہا اچھا کہ نامہ لکھ مین جاؤن
جواب نامہ تیرا اوس سے لاؤن

زبانی اوسکے لاؤن سب پیغام
کرو دلکو ہو ترے صبر اور آرام

کسی صورت سے نامہ اوسکو پہونچا دیجیئے
جو کوئی ناگمت کی حال کچھ رحم کہاتا ہے

ناگمت کا نامہ رتن سین کے واسطے لکھوانا اور اپنا برہ بارہ ماسہ مین سنانا

دو اے ساقی مجھے وہ جام مینا
جسے پیکر لکھون خط ناگمت کا

رفیق دستگیر جان ناشاد
رتن شادان سلامت دائما باد

کہ اے تاراج تو ہوش و قرارم
پریشان کردۂ تو روزگارم

برنگ لالہ رہون مین داغ بر دل
ہی درد دل سہون مین لینا بھی مشکل

جو یاد آوے ہی تیرا سرو قامت
تو مجھپر ہوتی ہی برپا قیامت

نظر آتا ہے تجھ بن جو مجھے باغ
ہزارون دل لیے پھرتے ہین مرنے داغ

فزون ہی دمبدم اب بیقراری
سبب آنکھون سے ہین اشک جاری

گیا تو بنکے جیسے شکل جوگی
مین جوگن ہو ترے غمکی بروگی

گئے جوگی ہزارون ساتھ جیسے
مجھے بھی ساتھ لیجاتا تو ویسے

ہے تو ہمراہ اور وسکے بگلزار
مین خار رشک سے مجروح افگار

وہان تو غیر سے بارہ و خندان
مین یان تجھ بن اتہا چشم گریان

تو بزم غیر مین اوسکا قدح نوش
شراب غم سے تیری یان مین بیہوش

انیس وقت میرا ہے الم ہان
جلیس نہ م تیرا کون ہی دن

مین اوس طرح سے دلسوزی تقریر
کیا یہ نامۂ جانسوز تحریر

پس از عرض نیاز و صد تمنا
برائے روشنت یادا ہویدا

گیا ہے جبسے تو ای راحت جان
نہین آرام و تسکین مجھکو اک آن

ترے بن ای گل باغ جوانی
پھری ہون مثل بلبل مین دوانی

جدائی کا تری جبسے ہی آزار
ہوئی جیون نرگس گلشن مین بیمار

نہین مین دیکھتی ایسا وہ گلزار
کہ ہووے دل نہ میرا جس پر خار

لیے پھرتی ہو نمین وہ چشم پرخون
ہر اک قطرہ ہی جسکا رشک جیحون

کوئی کرتا بھی ہی کام اسطرح کا
کیا اے بیمروت تو نے جیسا

خیال غیر سے وان تو ہم آغوش
یہان مین گ سی ہوئی دشمن دو

کیا تو نے مجھے دلسے فراموش
یہان مین یاد ہے تیری ہم آغوش

طبیب غیر ہے تو وان یان مین بیمار
حبیب غیر تو مین عاشق زار

ہوا اغیار کا تو تاج سر وان
سراپا مثل مجنون یان مین عریان

سمرا ہی جبسے تو او سر کو راہی
مین ہون جیون گرد باد دشت راہی

خدا جانے تجھے کسنے لبھایا
کہ تو نے دلسے یون مجھکو بھلایا

بارہ ماسہ

کہون کیا جب سارتھ آیا شتابی
صدائے رعد ہر سو ابر برسے
نہ آیا اوس مہینے مین بھی تو پیاسے
رہی مین منتظر اوسمین شب و روز
ہماری چشم نے رینی جو آئی
پہونچی اور گئی تیری پاس خوشحال
گئی وہ دل سی بھی جو آس باقی
نظر چار و نطرف کرتی تھی ہر دو
صدا طاؤس کی کہیے کہ کیا تھی
کنوار آیا گھٹا عالم مین چھائی
صدائے رعد ہر دم یون ستاتا
یہ چمک بجلی کی تھی ہر دم ڈراتی
جلاتی تھی ادھر کو برق رخشان
رہی برسات مین مجھہ مین لڑائی
سو میرا غم تری دل مین آیا
نہین ہوئی وہان برسات کی دھوم
نہ ایدھر کی تجھے یا تو ہوس ہے
نہ آیا سو تو کاتک مین بھی ای ماہ
وہ ٹھنڈی باد اور وہ چاندنی رات
جہان مین پھر سہاگ تہوار آیا
اسی صورت غرض اگہن بھی آیا
ہوئی عالم کو سردی زیر افلاک
کہون کیا حیف ہی افسوس افسوس
لگی جب برف پڑنے ماہ آیا
ہوئی جل جل طپش سی غم مین پر لکھ
بسنتی خلق نی پوشش لگائی
سہا پھاگن کا جب ایام بربا

لگی ہی دل پہ مری برق خرامی
تو لی تجھہ بن کہون کیا جی پہ گذرے
رہی ساون مین تو بھی آئی سی رت
برنگ برق سوزان وحشت انداز
سیہ اشکی سرخ مین پوشش لگائی
اگر پاتی کسی صورت پر و بال
نہین ہی اب یہان ہونا ملاقی
وہی دیکھا نہ پیے آہ تجکو
تری فرقت مین اک وحشت بڑا تھی
گویا فوج الم نے اک چڑھائی
کہی تو طبل جنگی ہے بجاتا
کہے تو ہی گھٹا نیجہ اڑاتی
مقابل تھی ادھر یہ آہ سوزان
ولیکن تجھکو میری سدھ نہ آئی
کہ ایسا دور جا پردیس چھایا
گھٹا آئی نہین ہی وان مگر جھوم
کہ سکے یا تو در بند قفس ہے
رہی مین رات دن تکتی تری راہ
تری بن بد تر از دوزخ تھی بہار
ولیکن تو نہ ای دلدار آیا
بڑھا کے رات جیسے دن گھٹایا
وہ لے تو بھی ہین جل مل ہو گئی
کہ اگہن دن گیا اور سایہ پوس
سو اوسنے اور بھی دونا جلایا
مری دم سی تھا ماہ پوس بیا
یہ بینے زر سب صورت بنائی
جلا آتش سے میری تن بیارا

کہ ان روز و نمین پردیسی مین ہے
چمک بجلی کی تھی مجکو ڈراتی
کہ شاید اب بھی آ جاوی تو اوسے
تھین جو سکھیان ہمارے ساتھ والی
ہنڈولون پر چڑھین جھولین سب عورات
گرجکر جب تو بھادون سر پر آیا
گھٹا کالی اور اوسمین برق رخشان
کہون کیا مین پپیہے کی صدائین
اگرچہ آہ بھادون خوب برسا
صدائے کوکلا آواز کویل
نہ برسین تھین وہ بوندین اوس رات
دھنک تھی یا کمان تھی وہ نمایان
صدائے رعد سے وہ تیر بھالے
یہی کستی تھی پل پل کے مین تن ناتھ
دیا اوس دیس مین جیدھر تو ہو گا
پپیہے وان نہ ہوئے ہین طاؤس
بھلا اک عذر یہ بھی ہی یہان تھا
کہ تجھہ بن سیراتین اب ہو جاتی
ہوا حاصل نہ جب دیدار تیرا
دیوانی خلق مین ہر جا نمایان
کئے تھے گرچہ دن بھی مجکو مشکل
ہوا جلدہ کا چار اجب دو چند آن
تری چھاتی سی مین لگ کر نہ سوئی
سبھون نے پہنی پوشش بنائی
بسنت آیا ہوا شادان اک عالم
شگوفہ دیکھکر ہر جا شگفتہ
سبھون نے جاگ مین تھی ہولی مچائی

سفر سے آ کے صورت پھر دکھانے
تھی جان و دل مین اک آتش لگانے
تمہارا درد و غم میرا بجھا دے
یہی کرتا لباس سرخ آئین
وہ لے تجھہ بن ہین گذرا دل سیاہ
کہون کیا مین کہ کیا کیا دکھہ دیکھا
فقط مین اور شب تاریک ہجران
دل و جان مین مرے آتش لگائین
بجھی دل کی نہ میری آگ اس سال
پکارین جو نقیب فوج ہر دل
گھٹا مارے تھی مجھہ پر تیر و گولے
کرے جو غمزدون پر تیر باران
ادھر باران اشک اور آہ نالے
کہ ہوتا موسم برسات پھر ساتھ
نہین برسات کا موسم یہ ہوتا
نہ وان جگنو چمکتے ہین صد افسوس
کہ پانی سے زمین تا آسمان تھا
تھی ای مہرو مجھے ہر رات کالی
جہان تھا میری نظرون مین اندھیرا
سراپا داغ مین سرد چراغان
ہو دشوار کٹنی رات تل تل
ہوئی تجھہ بن مین دونی اور سوزان
سدا روتے ہی اپنی عمر کھوئی
مجھے غم نے تری آتش لگائی
وہ لے دونا ہوا تجھہ بن مجھے غم
سلگتی دل مین تھی آتش نہفتہ
مجھے محرم نے تری ہولی جلائی

پھر اک جا رنگ عالم مین تھا اور رنگ
ہوئی جب جیت کی آمد نمایان
ہوئی مشتو شگفتہ بن مین سارے
غرض بیساکھ مین بھی تجکو ترسی
ستارے عرش پر پہنچیگے یہ روشن
جلا آتش سے میرے کوہ صحرا
نگین ہوا سٹھنے جو میرے گرم آہین
خدا جانے ترا کسجا ہے مسکن
غرض جب لکھ چکے سوز نہانی
یہ بھولی ہوی کس بیگانہ مین ہی عشرت
پلا ساقی مے الفت کا اک جام
بہنگم نے لی اوس نامے کو فی الحال
کرون کیا حسن اوس صحرا کی تحریر
چلا کرتا تھا منزل سے یہ ناکام
جو تھے اشخاص آتے اوسکے ہمراہ
سبب تھے اوس شجر پہ بیٹھ کر چند
کہان جاتے ہو اور آئے کہان سے
ہے مغرب سمت ملک ہند مشہور
ہے مالک اوسکا اک راجہ رتن سین
غرض ایدھر کو وہ غم کا ستایا
نہین معلوم تب سے اوسکا احوال
سوا اوسکے سوز ہجران سے وہ بیتاب
نہ اوسکو رات دن ہے چین و آرام
کرا کرن ناگہان وہ مضطرب حال
یہ آہین کھینچتی تھی وہ مشوش
نظر آتا ہے میرا جو تمھین حال
غرض پوچھا یہین اوسکا ماجرا سب

دل و دیدہ مین میرے خون اور آگ
پہلے پھولے سبھی گلہ درخشان
درختون پر گویا ہوی انگار
کہ تھی مجمر فلک سے آگ برسی
شرار آہ سے میرے ہین روشن
ہوے سب خشک جلا در و دریا
مسافر کی ہوئین مسدود راہین

عبیر اور سمے رنگ کے اوڑاتی
کشیدہ خط گل طغرا پہ طغرا
نہال انبہ پر پھر مور آیا
یہ جلتی آتش غم سے تھی جا بجا
طپش میری کہین پہنچی ہی اک پل
جلایا جیٹھ نے تو خوب آکر
ہوا بھی گرم اور سورج کا یہ تاب

فراق نامہ ناگمت کا بیو پہنچا رتن سین کے پاس اور طیاری سفر کی بول دینا اوسکا چتور کی طرف سے اندیشہ و وسواس

کہ آیا خانہ اصلی کا پیغام
تو بس پرواز کو کھولے پر و بال
برنگ صفحۂ رنگین تصویر
کیا اکرم شجر پر بیٹھ آرام
جدا ہوا دن سے وہ یکبیک ناگام
ہوا سے دانگی حرم اور زکھور سنسان
نشان دو ہمکو تم نام اور نشان کے
کہون کیا مین کہ یان ہی ہیئت دور
کہ وہ عشق پدم سے ہوئی بیچین
تجسس مین ہی پدماوت کے آیا
کہ وہ غمگین ہے اب تک یا ہے خوشحال
نہایت مضطرب ہی مثل سیماب
کر بس رونے سوا اوسکو نہین کام
بجان و دل غم الفت کی پامال
کہے تو ہو گیا سب دشت آتش
سو پیڑ جل گئے اوس دن پر و بال
سمجھ دلسوز اوسنے ماجرا سب

گدائی کر چکے اور بادشاہی
پس از مدت وہ طے کر کوہ و صحرا
تھے اوس صحرا مین چند ہمراہ باہم
رتن بھی اتفاقاً سوے صحرا
اوسی سایہ تلے آکر لیا دم
بہنگم سے وہ بولے نیک فرجام
کہا اوسنے کہون کیا تمسے احوال
ہے وان اک شہر رنگین نام چتور
اولٹ وہ خاک پر سب تخت اور تاج
خدا جانے وہ پیلی اوسنے پائی
وہان جو ناگمت اوسکی ہے رانی
غم دوری سے اوسکے وہ جگر خون
کہون کیا اوسکا سوز جان مضطر
طپان آتش سے غم کی تھی کہ سایہ
درخت و ہمہ گویا رو کا جنگل
جو دیکھا اوسکو مثل مرغ بسمل
جو اوسنے حال اپنا کہ سنایا

مجھے مطلق نہ تھی جن کی خوشی آئے
ز جرم کوہ تا میدان عبیرا
نہ تو سنگل سے پھر چتور آیا
کہ میری آگ سے جلتا تھا خورشید
سوا اوسکے ہی تم ہر کے داغ بر دل
نہ آیا جیٹھ کا لیکن برادر
ہے ٹھنڈی چھاؤ تو تجہ بن ترازو ہوب
ولے مین تو پڑی پھرتی ہون بن بن
سوا اوسکے کہا کچھ کچھ زبانی
چلو اب ملک مالوفہ کی پھر غربت دیکھا یا ہے
پر اب بہتر ہی ہونا گھر کو راہی
نواح شہر سنگلدیپ پہونچا
لیا یک اوس مسافر نے وہان دم
سے بے تسخیر آہو وان یہ نکلا
کہ بیٹھا تھا جہان آکر بہنگم
کہا اے بھائی ہو تم کون کس مقام
کہ میری گھس گئے اور ٹوٹتے پر و بال
زبس سرسبز ہے نزد اوس کے ملک
بنا کر شکل جوگی چھوڑ کر راج
دیا جون قیس ناحق خاک اوڑائی
ہے اوسکی تلخ اوس بن زندگانی
ہوئی آوارہ نبکے شکل مجنون
سبے پڑتے ہین تجھانے زبان کے
وہان آئی کہ جس جنگل مین مین تھا
دم گرم اوسکے سے اکثر گئے جل
کہون کیا مین کہ میرا جل گیا دل
کہون کیا مین کہ مجکو رحم آیا

کہا مین کہ اچھا ہے بن جاونگا
جدا جانے کہ وہ بی رحم دیبے درد
نہ کھاتی ہی وہ غمگین اور تپی
کہا اوس طایر تنگ شکر سے
وہ نامہ دی مجھے ای نیک فرجام
غرض دیکر کے وہ نامہ رتن کو
اوسے ہرچند راجہ نے بلایا
رتن آتا تھا یا تو شاد شادان
پریشان حال تھا از بس رتن سین
ہو تم میری آنکھون میں میرے پاس
رتن نے عرض کی ای صاحب تاج
اگر ہر سو من گردد زبانے
عناصر جب تلک میرے بہم ہین
دلے ہی میری اسمین یہ بہبود
اونھون نے وان کیا ہی فتنہ برپا
جہان آباد وان سے مستقل ہی
جو دیکھی راے نے محکم اوسکی
سوا اسکے جو کچھہ حب الوطن ہے
کہا راجہ نے اچھا خیر بہتر
بلا کر اہل تقویم و برہمن
اونھون نے دیکھکر تقویم فی الفور
رجال الغیب کا بیکا یہ احوال
ارادہ سمت مغرب کے اگر ہو
سفر مشرق کے جانب کو جو آوے
اگر کیجے کبھی عزم جنوبی
جو ہے سمت شمائل سی تو مانوس
جنوب اور غرب مین ہی جو کنارا

خبر اوسکی مین نہ پاتی تو لاؤن
ملے گا کس جگہ ہون مین جہانگرد
بیان کیا تجھے مرتی ہے وہ جیتی
رفیقان وطن کے نامہ پہونچے
کہ مجھکو بھی نہین ہی اوس پہ آرام
اوڑا یہ کہہ کے پھر اپنے وطن کو
ولے وہ تیز پران پھر نہ آیا
پھرا اوسدن جو گھر کو تو پریشان
ہوا خرد و کلان ہر ایک بیچین
کہ یہ اندر ہے تم سی بزم گیلان
ہے قائم تمہارا ملک اور راج
نیاید از تو گفتن داستانے
تو میرا سر ہی اور تیرے قدم ہی
کہ یا نسے جاؤن مین چتور گڑھ کو
ہر کشور ہر اک کے دل مین آیا
ہمارا حکم اوسکا خار دل ہی
تو راجہ کو سبھون نے مصلحت دی
کہ وانکا خار بھی اوسکو چمن ہی
کرو ہمراہ اونکے فوج و لشکر
کہا دیکھو تو ساعت سعد احسن
کہا کہ نجم و سعد و نحس پر غور
کہ وہ گردش مین رہتی ہین و سال
تو چوتھی بارھوین ہرگز نجاو
تو ہفت اور چاردہ کو وان نجاوی
نہین ہی تین گیارہ بیچ خوبی
تو اٹھارہ اور پندرہ ہین صحیح
ہے تیرت نام اوسکا آشکارا

سو پا رہا اوس نے اک نامہ لکھا ہی
کہون کیا تمسے اوسکی حالت زار
سنا جب یہ رتن نے حال سارا
کہ ای طائر مین تیرا ہموطن ہون
مرا مطلب برآیا حسب دلخواہ
مجھے صحبت سے اوسکی ہی زبس داغ
کہون کیا مین کہ اک دکھہ دے گیا ہی
بدن سنگل مین دل در ملک چتور
کہا یہ راے گندھرپ سین نے آ
جو ای نور بصر تو یان نہو گا
کرون کیا مین ادا شکر تیرا
اگر ہر بال تن پر سو زبان ہو
رہونگا دور یا نزدیک مین یان
خبر لایا ہمارا آج قاصد
سوا اسکے علاء الدین سلطان
جو فرماؤ تو مین جلدی سے جاون
خلش ہوتی نہین اسمین زیبا
اسے رخصت کے دیجیو یہ دلدار
جو ہو اسباب انکا سب منگا دو
ستارونکی بتاؤ نیک ساعات
سفر کیجے گا ان روزون یا سیر
سفر جسکے تعین در پیش آوے
بری ہین یہ بھی تاریخین سنو تم
جو ہو بائیسوین اور تیسوین یار
اٹھارہ اور چھبیس ای خردور
تجھے کچھ بھی فراست حق نی دی ہی
نجانا دوسری سترہوین اور بیس

مری بازو مین دیکھو یہ بندھا ہے
گھڑی دم کی ہی مہمان اب وہ بیمار
غم الفت نے پھر اک جوش مارا
وفا سے دور تیرا چہ رتن ہون
سو اب ہم تم چلینگے جلد ہمراہ
نہو جسکو تمیز کوئل و زاغ
قرار و تاب طاقت لیگیا وہ
ہوا وہ خط پڑھکے اوسکا اور ہی طرح
ہوا مغموم لیون اب دل تمھارا
ہمین ہوگا جہان اندھیر سارا
کریان مطلق نہین مقدور میرا
یہ تیرا شکر مجھ سے لب بیان ہو
ولے تا زیست ہون تیرا ثنا خوان
سنے غم اپنے ہین بعضے جو حاسد
کیا چاہے ہی سبکو زیر دامان
جو ہو بیدار فتنہ تو سلاؤن
کہ بیدی گھر کا ڈھا دیتا ہی لنکا
اگر ہے زندگی آویگا سو بار
کہ تا ہووے نہ کچھ تکلیف انکو
رجال الغیب کا سیر مکانات
تو ہیو نیچے رنج پر ہو جان کی خیر
مقابل اونکے لازم ہی نجاوے
نہ جاؤ نوزدہ اور بست و ہفتم
ہے سمت شرف جانا سخت دشوار
جنوبی سیر کو کہتے ہین بدتر
نجانا تیس اور ہفتیس مین ہی
بری پچیسون بھی ہی نجانس

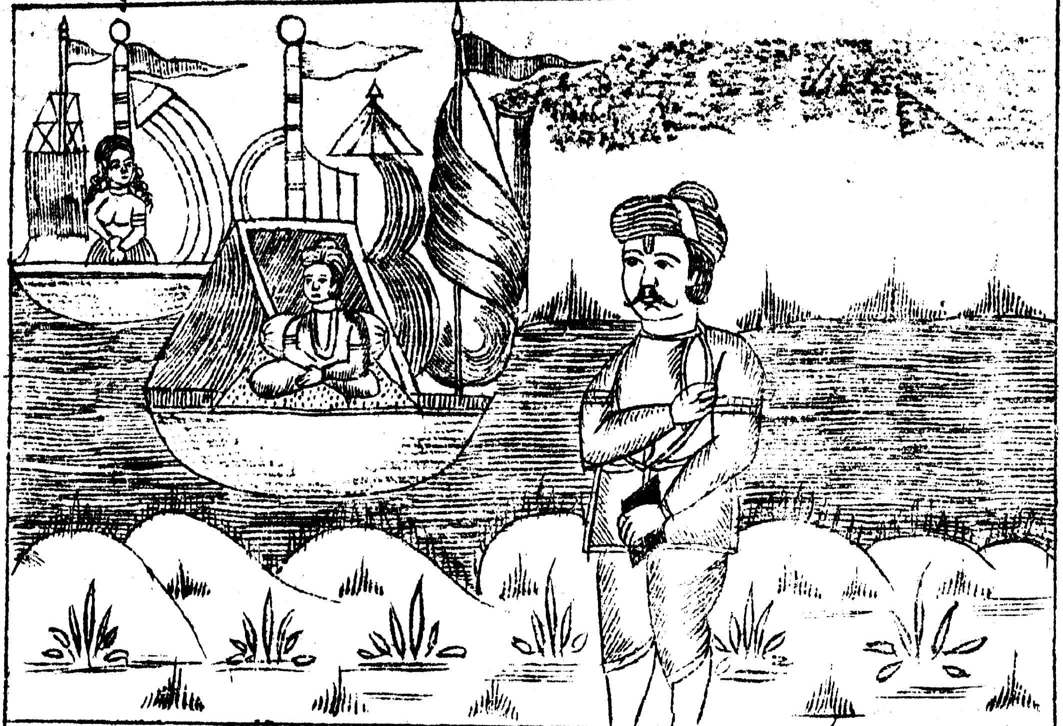
شمال و غرب مین وہ ہے جو بابت
شمالی و شرق کا اوسط نمایان
جنوب و شرق کے مابین اطمینان
سوا اسکے کہون مین اور یہ صاف
سہ شنبہ چہار شنبہ مین شمالی
نہ اونکا ہے حساب ای صاحب نام
اگر ہو بست پر جاتا ہی تو خوب
جو انکے راست چپ قاصد کے ہو کسب
محبت و سے سنگھل کی اوٹھا کر
صلاح کار تو یون ہی ہماری
تماما اوسنے آخر کی طیاری
ہوئی رخصت پدم جب محو ہو سنے
کہ مین تم مین رہی اور سات کھیلی
ہماری آخری ہی یہ ملاقات
نہ کیجو نامہ کا شکوہ ہی مذکور
غنیمت سمجھو یہ ملنا ہمارا
گلے لگ لگ کے سب سے زار نالان
برادر خویش و اقربا سب
پدم رخصت ہو مادر اور پدر سے
گھڑی تھی جو وہان یاد دیدہ تر
مصاحب سب رتن کے ایدہر اودھر

بجا او وس طرف ای راہی مصاحب
کہے ہی خلق جسکا نام ایسان
ہے اگنی نام سن اوسکو بیان دان
اگر چاہو کہ کیجئے سیر اطراف
بجانا تو اودھر ای لا ابالی
ہے گردش ہی سدا اونکو روز و شب کام
کہ بن آتا ہے سب کا ہو انکا اسلوب
اگرچہ اسمین شر بھی ہے و لیکن خیر
ہوئی رخصت سہیلیون سے گھر مین جا کر
اوڑا کے چیر کہ ہو مرضی تمہاری
کہ اب یا نصیب پھوٹی قسمت ہماری
انیس و درد او دراو ان ہمدمو نے
ہوئی اک دن نہ مین تم سے اکیلی
کہ پھر دیدار کو ترسو گی دن رات
کہ ہے سسرال سے میکا بس دور
کہ یہ دم مین خیال و خواب ہو گا
کیا آنکھون سے برپا ایک طوفان
بہم گریان و نالان آہ بر لب
کہون کیا مین کہ گھر مین یکدگر سی
کیے اشکون سے وان گوہر نچھاور
جلو مین ماہ کے جیسے ہون اختر

ہو بیس و تیرہوین تاریخ پانچ
چھٹی اکیسوین یا بست ہشتم
نوین یا سولھوین یا بست و چارم
بجا شنبہ دو شنبہ شرق ای ماہ
اگر ہو تجھے عزم جنوبی
جدھر کو آپ عزم سیر کیجے
اگر ہو سامنے انکا گذارا
غرض باتین منجم سے یہ سنکر
پدم نے کہا ہر چند مت چل
محبت ملک کی ایذا اوٹھانا
کیا پردیس مین بس خوب آرام
لگی مل کے آنسوین وہ رونے
سو اب قسمت مین ہمکو ان ہی جانا
دعا سے ہمکو اکثر یاد کیجو
کہ حایل درمیان ہی ہفت دریا
سنی جب اوسکی غمزادون نے یہ بات
پدر مادر جدائی سے بہل خاک
غرض کرتا تھا ہر اک آہ و زاری
سہیلیون نے نکالا اور آنسو بہا کے
پریشان ان ہمدم وہ پریوش
فشان و نوبت و فیل عماری

اودھر البتہ ہی قاصد تین پیچ
اودھر جاوی تو وہ کرتا ہی رہ گم
اگر ہو وے نہ جانا اوسطرف تم
نہ یکشنبہ نہ جمعہ غرب کی راہ
برو ز پنجشنبہ کیا ہے خوبی
رجال الغیب کا دن دیکھ لیجے
تو بہتر ہے کرے انسے کنارا
دن اور تاریخ اچھی کر مقرر
کہ ہے رستہ کو بہتر مالک سنگل
جہان جاؤ گے ہمکو ساتھ جانا
اب آیا خانہ اصلی کا پیغام
گہر آنسو کے پلکون پر پرونے
نہین ممکن جہان سے پھر کے آنا
سنا یا کچھ کہا ہو بخشش دیجو
نہین وہان سے کوئی ایدھر کو آیا
کہ اس دم ہے دم آخر ملاقات
بیان عندلیب سوختہ زار
کہ آ حاضر ہوئی ور پہ سواری
ہوئین چنڈول مین بیٹھی وہ آ کے
کہ جنکو دیکھ کر ہوئی پری غش
کہے تو عید کی جیسے طیاری

برہمن کے بھیس مین سمندر کا دان مانگتے ہوئے آنا اور رتن سین کا اوسے خیال
مین نہ لانا اور دریا مین صدمے اوٹھانا اور پدم کا بہتے بہتے ایک
تختہ پر لب دریا آ جانا۔



ہوا بحر جہان مین عشق جسکا آشنا اکرم
رتن ہوتا ہے اب دریا کا راہی
پس از قطع منازل چند در چند
لگا کہنے یہ اوس سے اے مہاراج
سدا ہوتی ہے اس سے دولت افزون
نیا آیا ہے تمکو دانی کہان سے
ادھر سے لشکر و بنگاہ ساری
غرور اپنا بتا کے خضر و ہادی
گئے جب نصف دریا کر کے طے راہ
پکارا وہ ٹھک کر دوربین کو
کھون کیا مین کہ تھا ایسا ہی اندھیر
جہازون مین جو تھا اسباب شاہی
ہوا کی ٹھوکرین لاکھون ہی سہکر
سر اوسکی پا پیچ اور باہمی
بیان کیا قدر کرون اوسکا کہ نکتہ

ہوا وہ سیر موج غم سے آفتین کیا کیا اوٹھاتا ہے
بیان اوسکی کرون ساری تباہی
لب دریا پہ شور آئے وہ جو سنند
دے اپنے مال سے تجکو زکات آج
گھٹے ہرگز نہ تل ہو صد افزون
کہ دو تو لاکھون روپے تجکو بہانے
ادھون سے کی جہازون مین سواری
چلے جسوقت یہ در جوش شاہی
ہوئی باد مخالف پھر تو جا نکاہ
کرو اب یاد رب العالمین کو
جہازونکو کیا جسنے زبر زیر
سبع راجہ ہوئی سب پر تباہی
جہاز اونکا گیا اک سمت بہکر
کسی نا کس کو کہتا تھا وہ ناکس
زمین سے کوہ آسا آسمان تک

پلا ساقی مجھے جام اک شتابی
وہ لے اسباب سب ہمراہ بیان سے
سمندر شکل باہمن کی بنا کی
کہ ہوتی ہے زکات مال بہتر
کہا راجہ نے چل دوان کیسا
یہ سنکر گفتگو ہی کوتہ اندیش
چڑھی کشتی مین کھودولی وہ خنداں
نہ سمجھے پر غرور اتنا وہ نادان
اوٹھا اک سمت سے طوفان چو رقص
وہ طوفان کیا تھا تھا اک حشر برپا
سر طوفان پر اک موج برپا
ہوا اسباب لشکر سبکا غرقاب
اودھر کو روز شب کی لیجوا ہی
سدا نسہ سے وہ آتش اوگلتا
وہ سو سر پریشان سر بسر تھے

کہ آئی ہے کوئی دن کو خرابی
چلا القصہ رخصت ہو وہان سے
رتن کے سامنے فی الفور آکے
غرض ہے مالدار و نیز مقرر
لٹا دون گھر مین فیاض ایسا
گیا وہ خیر خواہ دعا قبت کیسی
جہاز وکے گئے وہ سب بادبان کھول
کہ سے حرف تکبر عین طوفان
لگے اوڑنا خدا کے دیکھکر ہوش
کہ دریا مین تھا ہر سو شور غوغا
کہ جس سے کشتیان تھین زیر دریا
نہ پایا کچھ نشان جون در نایاب
کیا کرتا تھا اکثر صید ماہی
کہ اپنی آگ مین تھا آپ جلتا
کہے تو کوہ پیما ہم سفر تھے

بھبھیکن نام سرتاپا سیہ فام
چلا اونکی طرف کو ہوکے بس گرم
بیانک شکل سے لیکے نہایا دو
رتن کے روبرو آکر وہ مکار
جدھر جاتے ہو یہ رستہ نہین خوب
مجھے دی ہی یہی خدمت خدا نی
کہون کیا مین جو شفقت اوسکی پائی
رتن بولا کہ اچھا خیر آئے
سلامت گر ہوئے دریا سے ہم پار
فدا تمپر مرا یہ جان او دل
رفیق ایسا جو اس دریا مین آیا
لیے کشتی کو وہ دیو آدمی خوار
غرض گرداب مین کشتی جو آئی
دغا ایسی بھی کرتا ہی کوئی یار
مری قسمت سے یہ کشتی ہی آئی
کمہرا ہنس ہنسکے اور ہو شادمان
اگر وہ دیو ہی کو دیکھہ پاتا
بھبھیکن پر گرا یہ سچ ہی یا جھوٹ
جو کی جنگل مین لیکر اوسنے پرواز
پڑی کشتی پہ جب آکر تباہی
تباہی جب کہ اوس کشتی پہ آئی
سنی اوسنے نہ اوس سے پھر کبھی کچھ
تلاطم سے گیا یہ اک طرف کو
وہانکا تاجور تھا خود سمندر
پدم کا اوسمین تختہ آگیا وان

نگہبانی لنکا اوسکا تھا کام
کہ پائی آج مدت مین غذا نرم
یہی کہتا ہوا جی مین کہ کھا جاؤن
نیاز و بندگی کر خوب اظہار
کہ اسجا کہ یہ ہین لاکھون گئے ڈوب
لگاؤن اپنی بھولونکو ٹھکانے
بھبھوکی جان مین کچھ جان آئی
جہانتک ہوسکے اچھا اوشتابے
سدا مانینگے ہم احسان ترا یار
کیے دیتا ہون اب آسان مشکل
زہے قسمت کہ ہمنے خضر پایا
جدھر دریا مین تھا گرداب تو وہ
برنگ چرخ گردش خوب کھائی
نہوا سے آشنا بیگانہ کردار
کہ یہ تمسے ہے غذا ئی نرم پائی
بہم کہتا تھا اوسے ہو کے رقصان
کسیکو اوسکے پیچھے پھر نہ کھاتا
کسی پر جون گری ناگہ فلک ٹوٹ
کبوتر کے تئین لیجائی جون باز
ہوئے تختے ہر اک جانب کو راہی
رتن سے اور پدم سے ہوئی جدائی
خبر باہم نہ دونون کی رہی کچھ
کہ تھا نزدیک جس سے ایک ٹاپو
سو اوسدم اتفاقاً اوسکی خستہ
ہوئین وہ لڑکیان سب دیکھہ حیران

نظر آیا جہاز اونکا اوسی آن
نکالے دانت باہر منہ سے ساے
قریب اون ماہرونکے وہ آیا
لگا کہنے زبس شیرین زبانی
یہان مین راہ سے ہون خوب آگاہ
تمھین مین جلد پانی سے پار کردون
مثل کہتے ہین کیا اعلیٰ ادنیٰ
گذرنا ہووے یہان سے تو آسان
کہا اوسنے اجی یہ بات کہو تم
چلے ہمراہ اوسکے شاد و خرم
نہ سمجھے پر غرور اپنا وہ نادان
ادھر کو لیگیا رستہ بھلا کر
رتن بولا کہ اتنی بیوفائی
وہ بولا تب یہی ہی کام میرا
تمھین اسواسطے لایا ہون گھیر
قضارا ایک طائر آگیا وان
کہین ہین راج پنچھی اوسکو کہتے
کہون کیا تھی یہ کشتی مین عجوبہ
گئی کشتی ہوا سے اوسکی بس ٹوٹ
کوئی ڈوبا کہین کوئی بہ گیا تھا
جو دو تختون پہ دونون طرف کو
پدم کا اسمین تختہ بہتے بہتے
جزیرہ وہ عجب فرحت فزا تھا
لب دریا پہ آئی سیر ناگاہ
کنارے سے رہی تھوڑی جو تھی دور

تو انکو دیکھہ پھر وہ ہوکے رقصان
دکھاتا انکھین روشن جون انگارے
کہ جیسے ابر کا انجم پہ سایا
کہان جاتے سوار آئی کہانسے
دکھاتا ہون سدا بھولونکو مین راہ
وہ محنت بھی ہین اپنی ابھی لون
کہ ہے اہل غرض مجنون ہوتا
کہ ہین ہم ہیجان سے بس پریشان
بلا وسواس آگے کو چلے تم
کہ اب ہم پار اوترینگے یکدم
چلے یا تو نہ اوسکی شاد و شادان
کہ تا کھا جاوے اونکو وہان جاکر
خدا سے ڈر نہ کر یہ ناخدائی
یہی مکر و فسون ہی دام میرا
کہ ہونگا آج مدت سے شکم سیر
بچا ہے اوسکو کیسے کوہ پران
نہایت تیز پر اور کوہ پیکر
گیا اک ایک کا بس دیکھتے ہی ڈوب
گئی تختونکی باہم وصل سب چھوٹ
کوئی تختے سے لپٹا رہ گیا تھا
ہوئی رخصت بہم آپس مین رو رو
نصیب موج دریا بہتے بہتے
نمونہ جیسے جنت کا بنا تھا
گئی تھی لڑکیونکی ساتھ وہ ماہ
کوئی بولی پری ہے اور کوئی حور

پدم کا حال بیٹی کی زبانی کو تک زد بادشاہ سمندر کے ہو جانا اور سمندر کا پھر لباس برہمن پہنکر رتن کو اطمینان پدم کے لیے تلاش کرلانا

یہ تصویر اوس جگہ کی ہے کہ جانا سمندر کا لباس برہمن مین اور تلاش کرلانا رتن کو واسطے اطمینان پدم کے



کہون کیا یا خدای عشق کی باتین یہ ظالم
سخن کی ناؤ ساحل پر لگاؤن
دے بہتر پری سے حسن انسان
کہا اون لڑکیون نے دخت شہ کو
کہا اوسنے کہ مین بھی جانتی ہون
لیا وہ کھینچ تختہ تھا جو بہتا
گئے اوڑ دیکھتے ہی سب کے پھر ہوش
کوئی بولی کہ یہ ہے دخت شاہی
پری تھی یا تو بیجو دے سر دیلا
سنا جو نام اوردن سے رتن کا
رتن خاوند اسکا ہو طرحدار
ہے دریا مین مصیبت اسپہ آئی
کہا اے خورشید رو رشک ستارا
سمجھے تو ہمنے دریا سے نکالا
کہین کیا ہم دعا و ہم دوا سے

بہا کر کشتی عاشق کو ساحل پہ لگا دی
رتن کو اور پدم کو پھر ملادی
لگی تختی پہ جیون تصویر بیجان
کہو تو لین نکال اس رشک سے کو
اسے جلدی سے کری آؤ مین دیکھون
کہ وہ تختہ یہ از تخت پری تھا
کہ سر سے پا تلک ہے بادلہ پوش
کہ آئی اسکی کشتی پر تباہی
کہ اسمین یک بیک کر چشم کو وا
ہوا معلوم حال اوس گلبدن کا
کہ ہے جسپر یہ دل سے عاشق زار
ہوئی دونون مین سو باہم جدائی
وہ آ ہوش مین یان دل سے پایا
کہ تو بستی تھی اک تختہ پہ تنہا
شفا چاہی تری ہمنے خدا سے

پلا اک جام اے ساقی شتر شا
ہوا نزدیک وہ حسن خدا داد
کہون کیا رنگ اوس رشک قمر کا
بقید زندگی ہر پا ہے بیجان
غرض وہ ہمرمان دختر شاہ
زبس اوس مہروش کو غیرت خور
وہ سر سے پانون تلک تھی غرق نور
غرض اوسکی خجالت سب بری کی
کمال درد دل سے آہ بھرکے
کہ یہ مشتاق ہے دریا کی راہی
وہ سوداگر تھا یا راجہ تھا یا شاہ
کہا اوس عاشق بے خانمان سے
ترا کیا نام اور کیسا وطن ہے
تھا از بسکہ تجھ مین ہوش اودم
غرض سوچی یہ جسدم وہ جگر خون

کہ بحر غم سے ہو تمین تیرکے پار
تو کیا دیکھے کہ ہے اک آدمی زار
طپش سے غم کی بس نیلوفری تھا
ملے گا اجر اسکا ہوگا احسان
کہین اوس مہروش کے پاس جن ماہ
لے آئین جیسے دریا مین سے گوہر
نکلتے تب تو کم ٹھہرے [illegible]
کہ وہ خود رفتہ تھی اتنے مین آئی
لگی کہنے رتن پانی پلادو
پڑی ہے اسکی کشتی پر تباہی
کہین جاتا ہوا اسکو لیئے ہمراہ
سنا نام رتن جسکی زبان سے
کہان تو ہے کہان تیرا وطن ہے
تری خدمت کرین ہم بھی
رتن سے واقعی اب [illegible]

خداجانے وہان گیا اوسپہ گزرا
کمالا تمنے کی اور سرفرازی
نہین ہی زندگی کچھ مجکو مطلوب
سنی اوس شیفتہ کی جو زبانی
اوٹھا کر وان سے پھر اوس خستہ جانکو
خداجانے کہین تھی وہ جاکے
پدم کے پاس جاکے اوسنے کی التجا
کہ اسمین ایک صورت تھی عبرت نام
اوسے دریا سے فوراً مثل گوہر
ہوا دریافت وہ رنج و محن ہی
سو جب ہوش مین اپنے ہی آئی
مین اس غم سے یہ تنگ آئی تھی جو جانسے
سنا بیٹی سے قصہ اوسنے سیدم
بہی باہمن کی صورت آپ نکلے
اسے کھونا نہ تھا اونکی تو جانکا
غرض ڈر انکا انھین کوست دکھایا
تجسس کو گیا اوس خستہ جانکی
نہیب موج سے ساحل پر آیا
یہ جی مین ٹھکر وہ رشک مجنون
فلک نے مجکو دریا مین بہایا
پدم ہاتھون سے میرے یون ہوئی فوت
جہان ڈوبے جہاز بادشہ کا
نہین بن اوسکے اب مجکو گوارا
کمر سے کھینچکر اک خنجر تیز
کمر سے پرخون سراسر تیز خنجر
لگا کہنے کہ سن اے مرد نادان
یہ تیرا حسن اور یہ نوجوانی

کہین کو بہ گیا ہی یا کہ ڈوبا
کیا احسان اور بندہ نوازی
ڈوبو دینا ہی میرا ہے بہت خوب
کہ تھی غم کی سراسر اک کہانی
لے آئین شاد و شاد اپنے مکانکو
کہین پائے گئین لیکن بہاکے
کیا اوسکا مفصل عرض احوال
نظر دریا مین آئی دو زنانگاہ
نکلوا کر مین لائی ہون مکان پر
کہ شوہر اوسکا اک راجہ رتن ہے
تو یہ کہکے ہی غش مین ڈوب جاتی
کہ لاؤن ڈھونڈھکر اوسکو کہ اوسنے
موثر دل پہ فوراً ہوگیا غم
گیا تھا وانسے لینے کو رتن کے
چکھانا تھا مزا لیکن زمانکا
بڑا بول انکا آگے انکے آیا
کہ دیکھی جسنے یہ دولت زمانکی
گویا ہے دور سے منزل پر آیا
کہ یارب مین نہایت سخت جان ہون
نہ ڈوبا نہ کسی مچھلی نے کھایا
نہ آئی مجکو آئی موت کو موت
ہزار افسوس وان مین بھی نہ ڈوبا
گذر جانے سے سر کے ہی گذرا
برنگ برگ بید سبز خون ریز
دکھا دی عاشقی کے اپنی جوہر
نہین رکھتی ہی اپنا کچھ بدل جان
غنیمت جان اپنی زندگانی

کمال درد و غم سے بھر کے آنسو
دلے یہ عرض ہے تمسے کہ مجکو
کوئی ممکن ہے مین تنہا رہ سکی
ہوئی حالت یہ اوسکی زار گریان
وے یہ غم تھا ہر اک گلبدنکو
غرض اس غم سے غمگین دختر شاہ
کہ مین ساحل پہ پھر سیر دریا
قریب آئی وہ تختے پر وہ بہتی
دوائی مین نے اوسکی جب یہ بیتاب
غرض اوسکی یہ ہی قسمت کی خوبی
رتن سے یا کوئی مجکو ملادو
تمھارے لوگ بہتر ہین کہ جاوین
یہان بعضے کہین ہین بلکہ اکثر
غرور اسنے جو دولت کا کیا تھا
بحکم خالق مختار داور
غرض یہ قصہ بیٹی سے وہ سنکر
لب دریا پہ دیکھا جاکے اسکو
وے اوسکو نہ تھا معلوم اصلا
باین صورت ہوا دریا کا راہی
سب آفت واسطے جسکے اوٹھائی
بغیر از دوست ہے از زیست دشمن
سو اب مرنے کی اور ہی فکر کیجے
یہ جی مین ٹھانکر وہ غیرت ماہ
یہ چاہے تھا کہ اکدم وہ سنگدل
کہ اسمین وہ برہمن پاس آکر
عبث ناحق ہی اپنی جان کھوتا
تجھے ایسا یہان کسکا الم ہے

ہوئی بیخود یہ کہکر اوسنے وہ ماہ
اسی دریا مین اٹھکر پھر بہادو
جدا ہوکر جیون رنج و محن سے
کیا رو رو کے برپا ایک طوفان
کہ اب ڈھونڈھین کہان اسکو رتن کو
پرستارونکو لیکر اپنے ہمراہ
گئی ہمدم سے تھی گرم تماشا
نہیب صدمہ امواج سہتی
بہوش آکر ہوئی وہ مثل تصویر
کہ کشتی اونکی ہی دریا مین ڈوبی
نہین دریا مین پھر مجکو بہادو
ہوا جتیا کہین پاوین تو لاوین
نہ تھا یہ بادشہ تھا خود سمندر
جواب تلخ تر اوسکو دیا تھا
کہ اوسکو کبر زیبا ہے مقرر
برہمن وضع پھر ہوکر سمندر
کہ وہ آوارہ غم مثل گیسو
بر آیا مین کہ یا مطلوب بر آیا
اوڑے قسمت سے میری مرغ وحشی
ہوئی اوس سے بھی آخر یون جدائی
یہ سر بس ہیگا تن پر بار گردن
بن آدمی جسطرح سے جان دیجے
دل پر داغ سے وہ کھینچکر آہ
کرے تا سینہ مین اپنا شکم چاک
سراسر فیض یعنے خود سمندر
لگا کہنے کیون ہے ہاتھ دھوتا
جوائے مغموم یون تو خستہ تن ہے

مکان یہ کہنے سے تجھکو دکھایا
بیان کرائی کچھ قسمت کی زشتی
مین ہون یان بحر و بر سے خوب آگاہ
عبث ضائع نہ کر تو اپنی جانکو
بیانکی سب حقیقت اپنے غم کی
غرض اپنے مکانمین اوسکو لایا
بہی جاتی تہی اک تختہ کے اوپر
خداوندا رتن سے یا ملاوے
سنا نام پدم جو ہین رتن نے
گرایا تو نہ پہر اوس مژدہ گو کے
ہین جسکے واسطے آفت سہی ہے
سنا احوال یہ اودہر پدم نے
ولیکن دلمین کہتی تہی بصد بیم
ہوئی صبح وطن تیری ای بی بی
لگی کہنے کہ لونڈی ہون تمہاری
ہوئین وہ لڑکیان بہی شاد و خرم
رہے چندے اسی صورت وہان پر
جو یار اوسکے سمندر نے بہائے
یہ خوشخبری نہ پہنچی چیتور کو بیجا تھا شادی

نہ آتا ہے کوئی یان ہی نہ آیا
کہین اسمین تری ڈوبی ہی کشتی
کہ ہے معلوم مجکو رسم اور راہ
یہان سے اوٹھکے چل میرے مکانکو
رفاقت اپنی اور فرقت پدم کی
نہایت عزو حرمت سی بٹھایا
اوسے دریا سے ہم آئی ہیں لیکر
کہ قید زندگی سے ٹک چہوڑاوے
نوید وصل جان لیکے رتن نے
نہایت مضطرب بیتاب ہوکے
سو میری ہمدم و مونس وہی ہے
دل پرخون مریض درد و غم ہے
کہ تب جانون وہ جب آوے مریپاس
رتن آیا گئی شام غریبی
خدا یہ جان تمپر ہے ہماری
ہوئی سب دور دل کا غفت و غم

تو یہان آیا ہے اودہر کہا کہ یہ کہ
کوئی دلبر ترا یان بہ گیا ہی
تو مین اوسکو جہانسے ڈہونڈہ لاون
رفیق ایسا رتن نے جبکہ پایا
اگرچہ اوسکو تہا معلوم سب حال
کہان ہے نوجوان آج ایک گلفام
یہ وہ خود رفتہ غش مین پڑے رہا ہی
کہا تبتک اوسکے غم کی کیجے تشریح
ہوا نیچو دسنا نام پدم کو
لگا کہنے وہ پہر با چشم گریان
رتن ہو نہین اوسی کا عاشق زار
اوسے پایا تو وہ بیہوشی و غش تہا
کہا تب لڑکیون نے کہا کے سوگند
ہے مطلب تو نے خاطر خواہ پایا
خدا تمپر سدا میرا دل و جان
رتن سی جب پدم نے وصل پایا

اودہر آیا ہے تو پہر کیون ہی مکدر
جو اوس ہے یان تو تنہا رہیگا
ہو زندہ یا کہ مردہ پہر ملاؤن
تو پہر اوس خستہ جان مین ہوش آیا
ضرور اس طرح پر سنتا تہا احوال
نہال گلشن خوبی پدم نام
بہوش آکر کہے تو یہ کہیے ہے
رتن کے نام کی بہی اوسکو تسبیح
دل و جان سی بہلایا درد و غم کو
کہ اے مشفق مین تیری جانکے قربان
مری محبوب ہے وہ رشک گلزار
ہوا یا سنتے ہی فوراً افاقا
کہ تو ای رشک مہ ہوا تب خرسند
یہ فرمایا کہ اب دو گی ہمین کیا
جیون گی جب تلک تا زندگی احسان
سنا احوال باہم اور سنایا
ہوا جب رفتہ رفتہ جمع ان کا
اسی صورت وہ سب لاکر یا لے
رتن اب پہر کوئی دنکو یہانا تشریف لایا

رتن کا پدم کو لیکر باشان و شکوہ چیتور مین آنا اور اہل شہر کا شاد و خرم ہوجانا



پلا اے ساقی فرخندہ فرجام
سمندر سے وہ رخصت لے چکا ہے
پھر اک مالا دیا روشن جو اختر
دیا فیل سفید اور اک شتر مست
جو ہووے زمین پر گرم رفتار
جو ہو راکب کے دل مین فکر ہمسر
غرض دیگر کے اسباب زمانہ
غرض شادان پس از قطع منازل
ہوے چتور کو قاصد روانہ
اکابر شہر کے سب عالم و خاص
گئے لینے ادھر ادنی و اعلا
ہوئی گرم تماشا مرد اور زن
کہ آگے سب کے تھی پیادون کی اک فوج
نشان نوبت مراتب اور ہاتھی
جہان کو اپنا سب عالم دکھاتے
ہوئی اسمین سواری بھی نمود ایس
پکارین ہین کہ باگین سب لیے آئی
دہ نقارہ پہ لگتا چوب کا یون
کہون کیا مین کہ بیرون از بیان تھین
ہزارون رخش کوتل بس قدم باز
وزیر عمدگان شہر باہم
ادھر اودھر فقیرونکو برابر
پدم کی اسمین بس آئی سواری
پرے باندھے برابر پیش و پس
دکھون کے درمیان چنڈول اسکا
جلو مین سیکڑون ڈولی طلائی
غرض اک اتر د نام حسن ہمراہ

کہ بر آیا دل ناکام کا کام
وطن کے سمت کو اپنے چلا ہے
ہر اک موتی خراج ہفت کشور
بلندی جسکی آگے کوہ کی پست
دھمک سے ہو نہ چیونٹی بھی خبردار
تو وہ مرکب ہو گرم جست و خیز
کیا سمت وطن اوسکو روانہ
کیے سب کام خاطر خواہ حاصل
کہ آتا ہے رتن راے زمانہ
گئے آگے باستقبال اخلاص
ہوئی یان شہر کی خوبی دوبالا
خزان دیدہ ہوا بازار گلشن
کہے تو قلزم ہستی کی ہے موج
جلو مین حاضر اوسکے شان شاہی
سواری سے پدم آگے تھی آتی
کہ جسکی سیر سے از سیر گلزار
تفاوت اور ادب سے ہان تھی جاری
کہ گونجے تھا صدا سے جسکے گردون
وہ نوبت مین جو روشن چوکیان تھین
مرصع اور طلائی جنکے سب ساز
مرصع پوش ہمرہ شاد و خرم
بجائے سیم دیتا لعل و گوہر
چلے ہے جسطرح باد بہاری
ہر اک صورت مین ماہ چاردس
مستغرق لعل گوہر مین سراپا
جھپو نہ آنکھہ سو سورج نے لگائی
اور اونکے درمیان راجہ کی دلخواہ

شتابی مین کشتی کی کر طیاری
سمندر نے کیا رخصت رتن کو
ہزارون درج پر از لعل رخشان
نہایت بی تکان اوسکا چلاو
دیا اک اسپ تازی وہ سبکرو
ہزارون تحفجات اوسکے سوا
لیے ہمراہ اپنے شان شاہی
ہوے وارد وہ اپنے ملک مین جب
ہوئے خرد و کلان سب خرم و شاد
تو سنتے ہین جو اسکے آمد کی
زحد مملو ہو مردم سے خرسند
سواری شہر مین اوسکی جب آئی
پرے لاکھون سوارونکے برابر
غلامون کے وہ دستہ چند در چند
اسی صورت سے جو دستہ ہے آیا
نقیب چوبداران خوش ادا
صدا نوبت کی وہ دھیمی سہانی
ہوا عشرت کدہ بس اک زمانہ
مرصع سیکڑون ہی پالکی تھین
جلو کی فوج اکثر بادلہ پوش
اور اونکے درمیان با زینت و زیب
میان سے ہے یہ باہر مین کہون کیا
پرستارین جلو مین وہ پریزاد
یہ گنتے جاتے تھے وہ سیکڑون جو
جھنو تنہا نہ تھے کچھ اونسے قربان
اونھو مین اسکی ہم سن اور ہمراز
عمارت تھی جو رنگین اور اعلا

کہ ہوتی ہے رتن کی اب سواری
کہ تا راہی ہو وہ اپنے وطن کو
فدا جن پر سدا جان بدخشان
سبکرو جیون خیال و وہم دانا
برون تقریر سے جسکی تگ و دو
کئی اقسام کے اچھے تھے طور
ہوئی راہ تری سے پھر یہ راہی
کیا منزل پہ ڈیرہ ایک دو شب
کہ اب حق نے کیا چتور آباد
کوئی شادان تھا اور کوئی خفا تھا
کیا سب شہر کو بس آئینہ بند
کہون کیا مین کہ تھی شان خدائی
سلاسل سب کے غرق زیور
ہر اک خدمت مین جیون جوزا کمر بند
تماشائی کہین اسمین ہے راجہ
صدا اونکا سوارین اک انداز
عجب ہی چین سے کانون مین آتی
کہ وہ گاتے تھے تہنا مین شہانا
جلو اونکی مین لاکھون پالکی تھین
پرے باندھے برابر دست بردوش
چڑھا فیل سفید اوپر رتن سین
ہوا داخل وہ اپنے قلعہ مین جا
کہ جسکی شکل رشک فکر بہزاد
سواری سے بڑھا آکے پری رو
فدا ہوتے تھے اوسپر انس و جان
سراپا نار اور حسن خداداد
ارم سے حسن خوبی مین دوبالا

بیان کیا کیجے اوسکی شان و شوکت
باین آداب جب آئی سواری
غرض نذرین لین ہر اک آدمی نے
قدم پر سر جھکا کے خوب رویا
پدم پھر سامنے مجرے کو آئی
پدم کو ساس نندون نے جو دیکھا
گیا راجہ رتن پھر ناگمت پاس
رتن نے جب قدم اپنے دکھائی
کیا ضبط نفس گو اوس نے تا دیر
مجھے یان غم نے دیوانہ بنا کر
سمجھتی تھی تجھے بسگی مری چاہ
تجھے کر ایک پل دل سے فراموش
رتن بولا کہ شاکی ہے بجا تو
تو پہلے سب سے میری بیاہتا ہے
جو ہو وے چاہ کا حق تو نے چاہا
اوٹھائی تو نے جیسے رنج اور غم
سنائی جب کہ وہ روٹھی رتن نے
گدایا نہ ہوئے تم یان سے راہی
جہان ہے ایسی کیا اونکی پدم ہے
نہ بھولے وہ جسے لایا ہے تو بیاہ
ہے سیرت تو نے بھونرے زبانی
رہی تا صبح اونمین وہ حکایت
جدائی ایک تو تھی ہی رتن کی
سحر گاہان رتن وان سے جب آیا
سحر آسا رتن کو دیکھ خندان
ہنسین خوش مین چلو آگئے تم اوس
تو ہی خود آپ دانا اے خردور

کہ تھی روئے زمین پر ایک جنت
ہوئی پہونچا کے رخصت فوج ساری
ہوا داخل محل مین کس خوشی سے
عیان اوسکے جو دل پر تھا سو ہوئے
لیا گھر بار پہلے منہ دکھائی
کہ ہے اک حسن کی شعلہ سراپا
کہ تھی مٹی کی اوسکی دلمین اک آس
تو اوسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے
ہجوم شکوہ نے لیکن لیا گھیر
رہا یون غیر سے جا دل لگا کر
سو نکلی دلمین تیری غیر کی راہ
ہوا جا کر پدم کا تو ہم آغوش
وے ہرگز نہ ہوا اتنی خفا تو
کنھیا ہے نہین اور تورا دھکا ہے
محبت اور عشق اپنا نباہا
کیا کر مجھسے سو اب عیش باہم
کہا پھر اوس سے اوس رشک چمن نے
ملا پھر کیونکہ تمکو تاج شاہی
کہ مجھ مین کونسی خوبی اوس سے کم ہے
رہیگی تابکے ایسی نئی چاہ
جو ہے دلمین تری بس بیوفائی
کہ یعنی جسکے مضمون شکایت
قیامت پر جلن تھی سوتن کی
پدم کو بسکہ غمگین حد سے پایا
لگی کہنے اوسے وہ ہو کے گریان
رہے تجھ رات جس جا وان نہ جا تو
کہ ہے یہ بات تیرے حق مین بہتر

جو پدماوت کی وان آئی سواری
مبارک اور سلامت کی ہم سب شادی
گیا خدمت مین پہلے والدہ کی
بشارت بس کہ گذرے تھی کی دوری
ہو بیٹے کو چھاتی سے لگایا
کہا آتے ہی اوس رشک چمن کی
جلن تھی اوسکو بس نام پدم کی
تواضع کی بجا لائی وہ دستور
لگی کہنے کہ بس اے بیوفا مرد
تجھے اے بیوفا کسنے سکھایا
گیا تو غیر کے غم مین نکل کر
غرض شکوہ کہ جو جو دلمین تھے اوسے
ہوئی اے جان تیری زیر دل
ترا محکوم فرمان مین بدل ہون
رہی تو راتدن بس مہجور و خراب
رتن نے کہکے تب لفظ صفائی
کہ تم جو جا کے یون پردیس چھائے
وہ پدماوت جسے لائے ہو بیاہی
پڑا بس تجکو بھونرا کا سا چسکا
سنے گا ذکر خوبی پھر کسو کا
ملی تھی بسکہ مدت مین رتن سے
انھین اسطرح گذری رات ساری
کہ اوس نے رات کر اختر شماری
بھری آنکھون مین آنسو تھا یہ عالم
کرو مجھسے نہ کچھ حرف حکایات

کہا اوس سے پدم سے ہنس کے اک گل
رہو نہین پاس اوسکے کا غم نا کام

اوسی رنگین محل مین جا اوتارا
نئے سر سے ہوا پھر جیو آباد
کہ وہ مشتاق دیدار پسر تھی
ہوئی دیدار سے بیٹے کے پر نور
دل و دیدہ کو پھر اک چین آیا
یہ صورت حق بجانب سے رتن کے
پہ تھی مشتاق راجہ کے قدم کی
نہ بولی منہ سے لیکن ہو کے نفرت
نہ آیا تجکو مطلق کچھ مرا درد
کہ میرا سب حق خدمت بھلایا
ہوئی یک تیری غم مین جل کر
کہون کیا مین رتن کو کم شناسی
کہون کیا مین کہ جیتے ہی مرا دل
بحق خدمت سے تیرے منفعل ہون
مری دوری سے مضطر مثل سیماب
کدورت اوسکی دل سے سب مٹائی
کہو تو یار سے کیا چین پائے
نہایت رنج اور محنت اوٹھا کر
کیا مجھسے سو اوس سے بھی کریگا
تو پھر ایسا ہی اوسکا حال ہوگا
کہے تو بلبل غمگین چمن سے
پدم کی کیا کہون بیقراری
سحر تک تھی عجب غم سے گذاری
گل نرگس مین جیون قطرات شبنم
تمھاری مجکو کچھ بھاتی نہین بات
بدل عاشق ہون تیرا مثل بلبل
وے [illegible] تو ہو دیکھی [illegible] نام

بدن خوش گو نہیں اے جان سنگل
لگی کہنے گیا تو جسکے گھر شب
کلنک ہے وہ میں ہون مہتاب انوپ
پدم ہون یہان میں جیون طاؤس حسن
زبس ہاتھوں نے سیر اوسکی ہے سوت
ولا تو چل ذرا گلشن کے جانب سیر
پدم اور ناگمت کی یان لکھون غم
کہ اکدن ایک عورت صبح آکے
بیان سے ہے ناگمت کا تحفہ اک باغ
رتن سے جا کے سیر باغ کیجے
سنی یہ بات اوس سے جو پدم نے
نہان سوز و گداز اور تھا ظاہر ناز
ملے تھا ظاہر میں اک گل پر دو بلبل
حسد کی ناگمت کی دلمین تھی سوت
کہ تا گاہ ایک جا ہنسکر پدم نے
اگرچہ باغ ہے اچھا بنایا
جہان خوش فر الفت انگور ہو وین
نہال انبہ جسجا ہوئے خوش رنگ
نہ دیکھے سیر جسکی مالک باغ
زبس مرطوب از حد ہے جو کیلا
اسی صورت ہے جب خفگی بڑھائی
مین آہو چشم تو ہے گاؤ دیدہ
کہا اوس نے ہے میرا حسن نمکین
تو تیرے رنگ کے مانند دیو ہے
جو دیکھی ناگمت سے ترش روئی
جو کچھ ہے تو بس ہاتھون سے کیجے
چڑھا کر آستین اور بازوؤن اس

یہ ہے بہتر کہ تو بھی سب کو حل
وہ اے مہ گھر ہے تجکو ہیچ و عیب
کہان میں صاف تن اور وہ ملکہ

لیے کیونکر کہ ہے یہ بدتر از موت
تعجب ہے کہ تو ہی اوس کے تا لوث
گل و بلبل ہین سیر عاشق زار

دونون سوتون مین لڑائی ہونا اور رتن سین کا واسطہ صفائی ہونا

کہ رشک عاشقی وہ عند لیبونکو لڑاتا
کہ رشک سوت مین ہے بہت تنگ
بیان کرنے لگی گھر مین پدم کے
کہ جسکے رشک سے لالہ کو ہو داغ
برنگ لالہ تجکو داغ دیجے
تو بس گھبرا اوسے رشک الم نے
گئی صید کبوتر پر وہ جیون باز
دلون مین ایک ہیجان مثل سنبل
سو ہوتی زہر غم سے نیم کا پھول
اسیر پنجۂ رشک و الم نے
و لے بعضا شجر بیجا لگایا
دھتورہ تلخ وان کا ہے کو بوتے ہین
دہان جامن کے ہین کالے کیا ڈھنگ
حقیقت میں ہے وہ گل بدتر از داغ
یہی موجب کہ رہتا ہے اکیلا
ہوئی باتون میں پھر ظاہر لڑائی
مین گل ہون نا رسیدہ تو رسیدہ
بہ از خوبی لیلی اور شیرین
رہا کرتی ہین آنکھیں سب کی پھر کر
ہنسے سرگرم جواب تلخ گوئی
کہ دشمن ہو تو اوسکی جان لیجے
اڑین جیون بلبلین در صحن گلشن

بلا اک جام اے ساقی لبالب
حقیقت سن پدم سے دلربا کی
کہ اے گلدستۂ باغ جوانی
وہان سے جا کے اوسنے یہ ہے ٹھانی
تری آنکھون کی ہے بانی سو وہ خار
بدل سوزان برنگ شمع فانوس
نسیم آسا گئی وہ سوی گلزار
ادھر یہ رشک کی آتش سے تھی لال
اگرچہ دل مین تھا دونو کے یہ غم
کہا اوس قیدی دام حسد سے
یہ کیا موقع جہان نارنگیان ہون
جہان نغمہ سرا ہو بلبل باغ
کہا اوس نے کہ ہان کہتی ہو تم خوب
وہ جامن صاف اور نمکین قند بیشک
رہی تا دیر باہم یون حکایت
پدم بولی کہ مین ہون غیرت باغ
سراپا نازنین طاؤس گلشن
یہ تیرے رنگ کی ہے قدر منزل
نہ کچھ شیرین زبانیں جو ملک ہون
پدم بولے اوٹھی اپنے مکان سے
اوٹھی ایدھر غرض یہ برہنگ
زبان تو اک طرف ہے بند دستی

کہین باتین سنی ہے سوت سے سوت
نچانا پھر کہ وہ ہے سخت منحوس
اور اوسکی شکل سے دیدیرا زخار
وتار ناگمت پھر کہے تا چند
کہ وہ ہو کر لگی ہے اب مرے سوت
کہ ہے گی آج سیر باغ بیباک
کہ رہتی ناگمت کی تھی وہ شناکی
سنا یون نے اکثر کی زبانی
رتن سے لیجیے خط زندگانی
ہے اب مصروف سیر گشت گلزار
چلی وہ ناگمت پر مثل طاؤس
ولیکن دلمین لاکھون رشک کی خار
برنگ گل تھی سوتی وہ پدم لال
و لے کرتی تھین سیر باغ باہم
شناسا کچھ نہیں تم نیک و بد سے
انھین کے پاس کہیے املیان ہون
یہ کیا لازم مقابل اوسکی ہو زاغ
و لے وہ گل جو ہو گلچین کا مرغوب
ہے بہتر انبہ سے جسمین کہ ہو ریش
کہ تھی رمز و کنایت مین شکایت
بجا ہے تیری دلمین غم سے ہو داغ
تو کیا اے ناگمت کالی سی ناگن
کہ آنکھون سے ہوا اوسکا اگر تل
کہ سر سے تا بپا کان نمک ہون
کہ اڑتے تا بکے تیغ زبان سے
اور ادھر وہ رشک غنچہ با دل تنگ
لگی ہونے بہم دونون مین کشتی

پدم کی جینی نہ نگمت تو بست
اور اوسکا سانولا پن تھا قیامت

لگی ہونی جو باہم دونون مین جنگ
بیان کیا تجھے تھا عجب رنگ

پدم سے تھی وہ جینی پیش پا کی
کہ جون صندل سے لپٹے ناگ کی

غضب سے ہاتھ یون گردن مین تھے ہم
کہ دو شاخین لپٹ جاتی ہین باہم

کنول کیا اونکا لے آئے نہ رجوز
کسل سرناؤ و پھونکا وہ پیرو

وہ رکھنا ناک پر اونگلی غضب سے
وہ دنیا گالیان رنج و تعب سے

بکھر جانا وہ بالونکا قیامت
ہجوم دود و شعلے کی علامت

ملا کرتی کے دامن کا جھٹکنا
قیامت تھے یہ آنکھونکا مٹکنا

غرض یون سانولی گوری سے بچایان
کہ نور روز و شب دست و گریبان

ز بس تھین گرم دونون بر سر غدر
یہ روز عید تھی اور وہ شب قدر

رتن نے یہ خبر جس وقت پائی
کہ ہے دونون مین باہم اک لڑائی

ہر یہ خاش مین آہو رمیدہ
سہ خورشید کہ دو نور دیدہ

بہ لڑائی غضین کہ وہ بھی اسمین آیا
غضب کا شعلہ دونون سے بجھایا

ادھر اوسکو ادھر اوسکو سمجھا کے
تمرار قمر القصہ بچھا کے

منگا چندن دونون کو یکبار
چمن سے گھر مین لایا کر کے اسیر

مرتب تھا جو اک کاخ طلائی
سنہری گویا جنت تھی بنائی

سو اوسمین ناگمت کو جا اوتارا
کہا اوس نے کہ یہ گھر ہے تمھارا

رہو اسمین سدا با عیش و آرام
کسی سے مجھ سوا کیا ہے تجھے کام

بھری حسرت سے مین لب ہین گریان
جو تو اس غم سے ہووے اشک ریزان

حق خدمت ہے دونونکا برابر
نہ تو کم ہے نہ وہ تجھسے ہے بہتر

صفائی گفتگو دیکھی رتن کی
کدورت مٹ گئی رنگ چمن کی

پدم کا کاخ یسمین تھا جو تیار
منقش جسطرح ہو صحن گلزار

دیا اوس نے اودیلا کے باقرار
کہا اوس نے کہ اے سرمایہ ناز

زمانہ سازیان کرتا ہون اوس سے
بظاہر یہ زبان کرتا ہون اوس سے

فدی جان تجھپر مین بدل ہون
وہ اوس سے بظاہر منفعل ہون

تجھے ہے کام مجھسے ای خود آرا
نہ رکھ مطلب کسی سے تو خدارا

کرو ہین ایک شب وان بھی نہ آرام
تو ہم تم ہووین دونون ساتھ بدنام

مجھے گو شاق ہے اک آن تجھ بن
ہوا اک شب یہان رہنو وان بھی کہ کرنا

غرض کر چاپلوسی اور خوشامد
ہوا دیوان خانہ مین برآمد

معین کر کے پھر کچھ شغل اوقات
نجوین کا شاتھا اپنی وہ نرات

داستان راگھو برہمن مصاحب رتن سین کی کہ راجہ نے خفا ہو کر شہر بدر فرمایا اور اوس نے پازیب پدم کی سلطان علاء الدین کو پہونچا کر اشتیاق پدم دلوایا

اسی صورت برائی ایک مدت
کہ رہتی تھی انھون مین عیش و عشرت

ہوئی راجہ کی ہمہ دونون سے لاد
زمانہ اونکی شادی سے ہوا شاد

کہان جاوے کوئی اس چرخ کی نا خوش دست
یہ نیرنگ کیا کیا رنگ ماتی کو دکھاتا ہے

پلا دے ساقیا تو جلد اک جام
کہ ہے گردش مین جام چرخ ناکام

بنا کے ایک نقشہ ماہ نو کا
یہ ساحر آفتین کرتا ہے کیا کیا

کہین زنار دار کلک مشکین
لکھے ہے یہ حدیث سحر آئین

کہ تھا راجہ رتن کا محرم راز
برہمن نام راگھو سحر پرداز

اگرچہ بید خوانی خوب تھی یاد
کہ علم ساحری مین تھا وہ استاد

مصاحب جب سے راجہ کا بنا تھا
دکھاتا تھا سدا سحر و تماشا

رتن تھا اوسکی جانب بسکہ مایل
بدل اوسکے تماشے مین تھا مصروف

برہمن اور بھی راجہ کے جو تھے
بدل بغض و حسد رکھتے تھے اوس سے

سدا اس فکر مین رہتے تھے دن رات
کہ ایسی ہاتھ آجاوے کوئی بات

اسے دربار مین آنے نہ دیتے
جو منصب اسکا ہوگا اب کبھی

کہ لیں اسکو گرا گھر سے نکالین
غرض ہم اس سے آخر کو نہ لین

کیا کرتے تھے باہم ست تدبیر
موافق ہو گئی اک روز تقدیر

بظاہر تھی وہ تقدیر موافق
وے باطن مین صدا فاتن لاحق

کہ لا کرین یا منوں آ کے یکبار
رتن نے کی سر دربار تکرار

کہ اے آگاہ علم بید خوانی
عیان ساز ندہ راز نہانی

مجھے درپیش ہے یہ عقدہ لاحل
بتا دے آج ہوگا چاند یا کل

کہا راگھو نے اوس سے ای مہاراج
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہے آج

حریف اوسکے جو باہم بیٹھے وہان پر
تری فکر اور صحبت مین خلل ہی
کہ اتنا جھوٹ کہنا کیا سبب ہے
اگرچہ بات اوسکی وہ غلط تھی
اگر سچ ہے تو ذلت اپنی دیکھو
جب آخر دن ہوا با صد تاکد و
نہین تقریر مین میری خلل ہی
کہا اون سب حریفون نے ہو خرسند
تمھین جو ماہ تو اسنے دکھایا
سنو یا در ہیا سے لوگ جاوین
وگر اسکی ہے شاہی کوس تک جا
تماشائی لوگ جاوین دیکھ آوین
کہا زناردارون نے جہانتک
حضور ہی مین جن ان سب نے کہا تھا
کہا سب نے رتن سے آج ملنج
سنو ایسا کسی دن یہ بڑا خطر
یہ سن سنکر سخن وہ منفعل تھا
رتن کو سبکے کہنے سے ڈرایا
کہا اوس سے نہ میرے شہر مین آئی
کف افسوس باہم اسنے ملکے
ملا زیر منظر آتے ہی اشمال
بہت سی نے راجہ سے تسکات
غرض اوسپہ دل سے مہربانی
جہان تیری تمین کچھ بے زری ہے
غرض رخصت ہوا پا زیب لیکے
جو دان دربے خلافت کا گھر تھا
نہایت دادرس اور کامران تھا

اونھون نے از رہ تقویم کر غور
کتابون مین تو نادان نج کل آج
نگر اسے یا دہ گئی تو بی ادب ہے
سخن کی اسنے تسپر پرورش کی
نہین تو مجکو جو چاہو سو سمجھو
بنا کر سحر سے راگھو نیز
اونھین تو پوچھو کیسی اوسکی کل ہی
کہ ای راجہ یہ ہے علم نظر بند
ہوا پر سحر سے ہی یہ بنایا
بھلا دس کوس تک تو دیکھ آوین
تو بہتر ہے واقعی مین بات کہی
جو ہووے واقعہ جلدی سناوین
سبھون نے جا کے دیکھا اونہانتک
وہین یک ماہ نو کا پرتو اتھا
کہو اب وجہ کل ہی یا ہوئی آج
بلائے تازہ لا دی تیری میر
نگون سر نے کہنے سے خجل تھا
نہایت دل ہی دلمین خوف کہایا
کسی جانب کو یا نسے نہ نکلے
چلا خجلت زدہ گھر سے نکلکے
لگی کہنے اوسی ای نیک افعال
وے مانی نہ اوسنے کچھ حمایت
لگی کہنے باشفاق نہانی
بقیمت اوسکو دیکو جو ہر یکو
دعاے خیر بدہاوت کو دیکو
علاؤ الدین خلجی تاجور تھا
خدا کا فضل عالم پر عیان تھا

کہا راگھو سے نے قول باطل
سنی یہ گفتگو راجہ نے جس دم
کہی تھی بے تامل اوسنے جو بات
کہا تقریر بیان سبکی ہے فاسد
غرض یہ کرکے اوسنے قول و اقرار
لگا راجہ سے کہنے بندہ پرور
مری ذلت کے لاحق ہین جو ہر رونے
اگر یہ ماہ ہوتا آسمان پر
ہوا انسے بنا یسے یہ بیزس
کہ اوسکی روشنی وانتک بجا ہے
پسند آئی جو یہ راجہ کو تقریر
چلے ہر سو پیادہ اور اسوار
سنایا سب نے راجہ کو جب آکر
حریفونکی بن آئی بات ساری
یہ ساحر ہے قیامت اک دغل باز
کہا اسکا سنو ہرگز نہ مانو
نہ بن آتی تھی وان اوسکو کوئی بات
کہا القصہ ہو راجہ نے برہم
ہوا تھا بسکہ عالم مین وہ محبوب
ہوا معلوم جسدم یہ برہم کو
تری تقدیر نے تجکو نکالا
حق خدمت ہی تیرا ہمپہ بسیار
یہ جو پازیب میری نے بیاہی
بصد الطاف دی پازیب لاکے
پس از قطع منازل دو سہ ریا
مقرر و سپہ تھی عالم پناہی
کرون کیا شان و شوکت اوسکی تقریر

حضور راگھو رہتا ہے حاصل
کہا راگھو نے فوراً ہو کے برہم
سولائی سہیا اوسکے تازہ آفات
بدل یہ بدگمان ہین میرے حاسد
گھڑا ہے اپنی اپنے اہل زنار
نظر تو کیجیے بام فلک پر
وہی سفید ہون اسکی آج کیا ہے
تو ہوتی روشنی سارے جہان پر
وہے پر تو ہی اسکا شاہی کوس
تو جانو راست راگھو کا کہا ہی
کہا اچھا کرین اسمین نہ تاخیر
کہ تا ظاہر ہوا اوسکا صدق گفتار
کہ دیکھا ہمنے دس دس کوس جاکر
ہوئی راگھو کو دونی شرمساری
عبث تمنے کیا ہے اسکو رسوائی
اسے تم آستین کا سانپ جانو
کہ وہ یہ لایا اوسپر قہر کی رات
ہے صحبت اسکی مجکو واقعی سم
یہ کہکر دلمین اب رہنا نہین خوب
کہ اس بستی مین نکلا آج راگھو
کہ لائی سر پہ تیرے روز کالا
ولیکن مین خوشی راجہ سے ناچار
جواہر اسمین لاکھو نکا لگا ہی
کہین تو بیچ لینا اوسکو جاکے
جہان آیا وہین جاکے وہ پہونچا
کہ رہے تھا ہند کی وہ پادشاہی
بجا ہے مولوی جامی کی تحریر

جا

فلک در خیلش از جوزا کمر بند / ظفر پابند نقش سخت پیوند
جہان آباد زمین و خاطر آباد / اسی صورت رہا تھا با دل شاد
کیا محفوظ شاہ تاجور کو / دکھا کر خوب سا فضل و ہنر کو
رکھا اوسکو بصد اعزاز و اکرام / کہا آیا کرے یان صبح او شام
ہوا مشتاق اوسکو دیکھکر شاہ / لگا کہنے اوسے اے مرد آگاہ
تجھے دی کس نے اور لایا کہان سے / یہ تحفہ طرفہ ترا علے جہان سے
نشان اوسکا مجھے دے تو جہان ہے / اور اوسکی دوسری بھی ہے کہان ہے
کہ ہے چتور کا راجہ رتن سین / زمانہ نے بھی بخشا راحت و چین
اوٹھا کر سیکڑون رنج و الم کو / ہے سنگلدیپ سے لایا پدم کو
سراپا رشک گل سرو روان ہے / قیامت نازک او غنچہ دہان ہے
نہین صحبت سے اوسکی وہ بھی شادان / کہ ہے راجہ رتن اک مرد دہقان
یہ دی ترغیب شاہ بحر و بر کو / ہوا وہ مستعد جی سے سفر کو
درآید جلوہ حسن از رہ گوش / زجان آرام بر باید ز دل ہوش
لیے ہمراہ اپنے اسقدر فوج / کہے تو بحر بے پایان کی ہے موج
سپاہ ہند لاکھون زابلی تھے / ہزارون اور زنگی کابلی تھے
ہزارون توپخانہ اور شتر نال / صدا سے جنگی ہو عالم مین بھونچال
قریب اوس شہر کے جب جا کی پہونچا / کیا اک سمت دلتھانہ بر پا
کہا دستور سے شہ نے خرد ور / رتن کو نامہ شاہی رقم کر

ہمہ اسباب شاہی حاصل او / نماندہ آرزو سے در دل او
کہ اک دن روبرو انگھوٹی جڑا کے / تماشائی طلسمی کچھ دکھا کے
جو دیکھا شاہ نے ہے مرد دانا / حضوری کے موافق اوسکو جانا
جو صحبت شاہ سے اوسکی بر آئی / تو وہ پازیب پھر اوسکو دکھائی
یہ ہے پازیب کسکی کیونکہ پائی / کہان سے سچ بتا یہ ہاتھ آئی
پری ہے حور ہے وہ یا کہ انسان / بتا ہے کون وہ رشک گلستان
جو دیکھا بادشہ کو اوسنے مشتاق / کہا یہ بات ہے مشہور آفاق
یہان سے چھوڑ کر اسباب شاہی / گدا یا نہ ہوا سنگل کو راہی
کہون کیا اوسکا عالم قصہ کوتاہ / کہ ہے روی زمین پر غیرت ماہ
اگر صاحب بھی اوسکو دیکھ پاوین / یقین تو ہے بہت سا حظ اوٹھاوین
اوسے کیا قدر اوس نازک بدن کی / ملی ہے زاغ کو صحبت چمن کی
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد / بسا کین دولت از گفتار خیزد
مسلح کرکے لشکر اپنا فی الحال / چلا ہے بادشاہ نیک اقبال
ہزارون فوج چینی اور زنگی / فرانسیسی و رومی اور فرنگی
غرض عجمی و عربی خیل در خیل / جدا ہر ایک کی ہر سمت کو ذیل
بایں سامان وہ شاہ عشق رس دل / گیا چتور کو یک منزل بمنزل
ہوا اک دشت مین لشکر کا ڈیرا / کئی منزل تلک جنگل تھا گھیرا
کہ تا وہ دست بستہ روبرو آئے / جو ہو ارشاد عالی سب بجا لائے

ہماری بندگی سے گر ہوا انکار / خداوند جہانکی بندگی مین جو نہ حاضر ہو

تو ہم آ پہونچے باری ہان خبردار / تو زمان قضا جریان سپر وانسے آتا ہے
مین آتا ہون ترا ایسن و درسی نام

نامۂ عتاب آمیز بھیجنا سلطان علاءالدین کا رتن سین کے پاس اور آمادۂ جنگ ہوکر جواب لکھنا اوسکا بادشاہ کو بی خوف و ہراس

الا اے ساقی سرمست خودکام
وہ دخت رز جو ہیگی مست سرشار / نکال اب جلد مینا سے اے یار
بس اب یان ہے دبیر شور انگیز / رقم کرتا ہے نامہ ایک خونریز
پس از توحید نعت سرور پاک / بیان معنی مضمون لولاک
ہوی پائی با بدولت رونق افزا / تو بیر آستان بوسی نہ آیا
اسی مین خیر ہے اب آشنائی / قصور بندگی مین ہے خرابی
وہ سنگلدیپ سے جو لایا کنیزک / اوسے سنتے ہین دانا او زیرک

اگر دیگا تو مین ممنون ہونگا / نہین تو آخرش تجھسے لڑونگا
ہوا مرشد سے جو دستور نامہ / کیا نامہ رقم اوس نے بدستور
کہ ہان اے کوتوال شہر چتور / نہین رہتا فلک کا ایک سا دور
در دولت سے شاید تو پھرا ہے / ہوا حاضر نہ موجب اسکا کیا ہے
حضوری مین تو آ یا خویش و فرزند / اگر رہتا ہی تجکو جگ مین خرسند
حضور خواجہ دولت لا اوسے زود / کہ تیری اب اسی مین ہیگی بہبود

اگرچہ اوسکے دینے مین ہے تاخیر
رہا یک چند جون آئینہ حیران
کمی یان فوج و حشمت کی نہین ہے
سے سنگل ہے جو آئی ماہ پارا
نہین کچھ خواہش ایسی انکو حرکات
جواب نامہ لکھکر بادل تنگ
کیا سب بند و بست ایسا ہی عنوان
رکھی چارون طرف آتش کی بوچھار
غرض در بند و خندق کرکے تیار
جواب نامہ سن یان شاہ نے بحال
شتاب اونکا ذونکو بھیجا تب
جو ہوکر مستعد وہ بہر جنگ
نقیبون کی صدائین ہشت انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو توپ خانہ
نکلنا توپ سے گولے کا درخشان
یہ گولہ صبح نکلے تھا شتابی
لرزن کیا دستہ نازک کی تقریر
ورآورد وہ ہوئے لشکر وہ یکبار
رہے باقی سو ہوکر سخت بیدل
ہیوا ز فلک غالب لشکر شاہ
نوید فتح شہ کو جو سنائی
سو ہمنے ہے حصار شہر گھیرا
شتابی شاہ نے سنگر اسو کری
ادھر بے فکر وہ غازی تنگ ننگ
ادھر سے گولیان ادھر گولی
گیا گولا آب و دانہ اونکا مسدود
سحر سے شام تک کرتے تھے جنگ

تہت کیجے جنگ کی پھر جلد تدبیر
غضب سے بر مثال بید لرزان
تمھارا یہ ہمین پاس ادب ہے
طلب مین اوسکے تھا جو کچھ اشارہ
تامل کرکے بہتر ہے کہو بات
ہوا طیار شہ سے بہر جنگ
نہ یا دہ جسمین لشکر غیر کا راہ
کہ جانا جسکے منہ پہ سخت دشوار
مہیا جنگ کا کر سارا اسباب
سارا یا قہر کی آتش سے ہر لال
ہر اک کا پارہ تن سے اوتار
چلی آئی سپاہ برق آہنگ
وہ گرگے ڈھارنکی اور خونریز
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
شب یلدا مین خون تیر شہابی
کہ پیلوا دسنے تھی قندیل پہ تیر
لگی چلنے بہم دونون تلوار
ہوئے جا کر حصار اپنے مین داخل
مگر تھی یہ فوج سب کی حسب وکنجی
کہ جیتی غازیون نے جا لڑائی
جو فرماوے کرین اوسکا یہ ڈیرا
کری چلنے کی اودھر کی تیاری
ادھر فوج شہ آمادہ جنگ
برسنے پھر لگے جسطرح اولے
ہوئے بیفکر تھے تو بھی نہ خوشنود
سنا کرتے سحر تک بربط و چنگ

گیا جب یہ رتن کو نامۂ شاہ
جواب اوسکا لکھا اوسنے او دم
مین کچھ ایسا نہین کمزور محتاج
یہ کیسے کون ایسا ہے ڈرنا شاہ
اگرچہ جنگ کی جمین ہے تدبیر
جو کچھ اسباب جنگی ہووے درکار
لگا ہر سمت توپین اور بندوق
بروج قلعہ پر لاکھون سپاہی
مسلح ہو رہے جتنے تھے باہم
لگا کہنے کہ ہین یہ طفل دہقان
کہون کیا مین کہ فوراً حسب ارشاد
ہوئے یہ بھی نکلکر تب صف آرا
دو جانب کی صفین جون ابر ہیبت ناک
تھے ہوئین من اسطرح اور جابجا
وہ بندوقونکی چھٹنا ہر طرف ناگہ
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
باین صورت غرض وہ جنگ کر کے
ہوئے کفار کچھ لوگو نسی فی النار
شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب
گئے جو فوج شاہی مین ہو مارے
رہے مرنے سے باقی جو کہ تھے وہ
نوید فتح سنکر یہ خداداد
جب آیا شہ یہ فوج خیر در چند
اوٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے
یہ گردا گرد اور وہ گڑھ مین بند
کہ تھا سامان وان برسونکا تیار
حصار شہر تھا وہ سنگ اثر و عات

ہوا وہ پڑھکے اوس مضمون آگاہ
کہ ای فخر جہان و شاہ عالم
کہ جسکو آپ کر لیوینگے تاراج
کرے ناموس و ننگ اپنا جو برباد
تو لبسم اللہ کیجے پھر نہ تاخیر
ہوا سب بات کہنے مین وہ طیار
بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق
جو لائین دم مین عالم پر تباہی
کہ سب لڑنیکو آیا شاہ عالم
تھے وے شوکت شاہی سے ترسان
چلی اک فوج خس پر جسطرح باد
دو جانب سے ہوا ہنگامہ بر پا
غرو شان رعد سان آئین جو نزدیک
کہ جون بادل مین باری برق چمک
کہ شمشیر اجل مین اوسکی تھی بارعب
جو انکے نے پیا بس آب پیکان
بہم زخمی ہو گرتے اور مرتے
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
اوڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب
ہلا تکرار جنت کو سدھارے
حصار شہر مین اب ہین وہ محصور
ہوئے اعلے وہ اونے خرم و شاد
ہوئے وہ غازیان جنگ حرام
لگے کرنے بہم تیر و کمان سے
شکست اونکو نہ انکو فتح تا چند
علوفہ اونکو مطلق تھا درکار
نہ پہونچے جسمے کچھ صدمہ آفات

ہر اس تہ نہ فکر آب و دانہ
اسی صورت غرض گذری کئی سال
کہا سب نے کہ ہے مقصود جانا
بہر صورت اگر یہ ہاتھ آوے
ہوا ہمکو بوجہ خوب اظہار
بدل تھا اوسکا لینا ہمکو مرغوب
معاف اب ہمنے کی تیری خطا سب
تو آ اب بندگی مین جلد خوشحال
روانہ کرکے راجہ کو یہ فرمان
کھلا اوسپر جو وہ نامہ کا مضمون
کہ شاہ بحر و بر تنہا ہی آتا
کہا سمین شاہ بھی با چند اشخاص
سجایا تھا جو وہ دیوان خاصہ
ہزارون تحفجات ہفت کشور
کئی سو فیل منگوائے سکندر
غرض یہ سب جکا جب ندر سلطان
نئے لعقتے اگر ہمکو نظر آئین
کہون کیا عشق کی باتین کہ یہ دید معشوق
اوٹھ اب ای ساقی فرخندہ فرجام
پلادہ مے کہ جسکا نشہ ای یار

وہین موجود اشیای زمانہ
کہ وہ سرکش ہوے اُنسے غم پایا
غرض ہوتا ہے رسوائی زمانہ
تو بارے کچھ ندامت ہمسی جاوے
کہ پدماوت کا تو ہی عاشق زار
وے عاشق کشی ہوتی نہین خوب
حضوری مین بلاوسواس آوے
کہ خلعت ملک کا دین تجکو ورنہ
چلے ملنے کو اوسکے آپ سلطان
کہ تھی جسکی عبارت سحر و افسون
نہ سمجھا یہ کہ ہے اقبال جاتا
کرم فرما ہوا ازراہ اخلاص
بٹھایا لا با داب شہانہ
کیے لا نذر شاہ دادگستر
کہ جک سر جھوکے ہو سرنگون
رتن سے پھر کیا ارشاد اب

نہ ٹوٹی جب کہ وہ سد سکندر
جو تنگ آئے نہ وہ ادریہ ہوئے تنگ
فریب اوسکو کسی صورت سے دیجے
وزیرون سے بلاکر کے یہ تقریر
نہ تھا کچھ کام اوسکا گرچہ لینا
تری ان محنتون پر اب نظر کی
ارادہ خود بدولت کا ہے بالجزم
تجھے وسواس ہو آنے سے آیا
گیا جب پاس اوسکے نامہ شہ
سنی ساری غرض دلمین کہ درست
سمجھکے دور سر سے اپنی آفت
رتن نے بے تکلف دیکھا جب شہ
جو بیٹھا داں وہ شاہ بحر و بر
ہزارون ترکی و تازی قدم باز
ہزارون پارچہ وہ رنگ در رنگ
عمارت اور مکان منزل بمنزل

پدم کا عکس پڑنا آئینہ مین اور ولولہ عشق پیدا
ہو جانا بادشاہ کے سینے مین پھر قید ہو کر
رتن سین کا دہلی مین آنا اور پدم کا چتور مین
مارے غم کے حال تغیر ہو جانا

ہوا اڑنے سے عاری تیغ کا لشکر
ہوئی وہ جنگ آخر باعث ننگ
جو ہاتھ آوے تو اوسکو قید کیجیے
باین مضمون کردن فرمان تحریر
دل غمگین کو تیرے داغ دینا
طرف اپنے سے وہ شاہ جہان دی
کہ تجھے اپنے کشور کیطرف عزم
تو ہو دین پابدولت رزق افزا
کہ وہ فرمان تھا اب تیر در کا
یہ جانا اب ہوئی بچنے کی صورت
ہوا خوشحال مشغول ضیافت
قدم بوسی کو آیا بر سر راہ
نثار اوسپر کیے لعل اور گوہر
نسیم صبح سے خوش رنگ [illegible]
ہو جبین نور باد چرخ مینا رنگ
دکھا چلکر کہ ہے یون چاہتا دل
تو پھر ایسی ہی ہم بھی جا کی بناوین
فریب و مکر کیا کیا عاشقونکو وہ سمجھا کہ
کہ ماہ چار دہ ہے بر لب بام
بچشم دل دکھا وی روی دلدار



ہوئی فکر سخن مین طبع پھر لنگ
نگر راگھو جو تھا ہمراہ آیا
گھون مین جس جگہ وان بیٹھ جاتا
تماشا کچھ تیا ہوتا ہے جیسا
گئے ہمراہ ہو نگین ماہ پارہ
سو راگھو سے یہ کر کے خوش شاہ
مکان سب دیکھ جون گلزار رنگین
غرض یہ دیکھتا ہر اک در و بام
سمجھکر اوسکو وہ شاہ خرد ور
رتن سے کر گئے فوراً کچھ بہانہ
وہ آئینہ کہ جام جم سے بہتر
نہ سوچا دلمین کچھ وہ خاک بر سر
کہان راجہ کو عقل اور نکتہ چینی
برنگ آئینہ با چشم حیران
کہ اے تصویر رشک چین و ارژنگ
ذرا اس بات کو تو دلمین کر غور
کہان دہلی کا سلطان بانک آور
ہمین رہجایگا دلمین پر یکھا
پدم بھی سنکے بولی اس سے کیا خوب
نوشتے سے جو ہین چلین او نھانی
اودھر تو دیکھ شہ کو وہ پریرو
رتن نے اوسکا وہ آنا نہ دیکھا
کہ یارے کہ تو اے فرخندہ افعال
غرض اک دیر مین آیا او ہوش
ٹھہر کر اک دو ساعت او نگا گشت
نکلے سے اپنے مغہ نے جلد نکیا
کیا کچھ اور بھی تحفہ عنایت

پلا وہ می کہ ہو وے تیز اور تند
سر فتنہ تھا یہ جسنے اوٹھایا
اور اپنے آگے آئینہ منگا نہ
ہین آتی عورتین بھر تماشا
وے اوسیر مین کر دینگا اشارہ
کہ تھی یہ مصلحت بس حسب دلخواہ
کری تھا موقع متوقع سب یہ تخمین
پھری تھا سیر کرتا کام ناکام
ہوا کرسی نشین بس زیر منظر
منگا کر جلد آئینہ و شانہ
اگر دیکھے تو حیران ہو سکندر
کہ اس آئینہ مین کیا کیا ہین جوہر
سمجھتا شہ کی جو وہ نکتہ بینی
ادھر یہ منتظر بیٹھا تھا سلطان
نگہ کر تو برنگ چرخ نیرنگ
کہان سنگل کہان دہلی و چتوڑ
عبث تیری لیی زحمت اوٹھا کر
کہ آیا شاہ پر آنکھون نہ دیکھا
مجھے بھی دیکھنا اوسکا ہے مرغوب
سراپا صورت آئینہ مین آئی
سو ہمدم گئی اپنے مکانکو
یہان سے جھانک کر جانا نہ دیکھا
ہوا کیا مبلا عالم کا احوال
کیا دونا شراب عشق نے جوش
ہوا تشریف زیادہ جوان بخت
دیا بس اوسکو مروارید کا ہار
اسی صورت غرض کرتے رہے تماشا

ہوا شہ کو جو شوق صحن گلزار
سکھائی شاہ کو تھی ادیں نے یہ بات
اوسی جا بیٹھیے یک چند آرام
یقین ہے دیکھنے کو آئیگی وہ ناز
غرض اس شکل اوسکو دیکھنے کو
رتن کا لیکے اپنے ہاتھ مین ہاتھ
کسی نقشہ کو کتنا خوب ہے یہ
کہ اسمین اک محل کے متصل آ
بہت سا دیکھا اوس نگین مکانکو
رکھا اپنے روبرو آئینہ یکبار
رکھا تو لاکے پر راجہ نہ سمجھا
غرض دستار کی بندش نہ بوجھا
غرض وہ سادگی سے فارغ البال
کہ اسمین وہ پدم کو شاہ حرم
زمانے پر ہے کیا کیا رنگ لاتا
تو کس شکل سے سنگل سے آئی
کہ اپنا ننگ شاہی منت بر یار
وہ زیر غرفہ اب بیٹھا ہے آکر
غرض سے ساتھ کتنی ماہ پارہ
وہ صورت تھی کہ تھا کچھ سحر افسون
نظر پڑتے ہی یان انکو غش آیا
جو حالت غش کی دیکھی سر کے او پر
کہا اوس نے کہ جو تھا پان کھایا
چلا دیوانخانے کو بہر حال
پیادہ پا رتن بہر سعادت
بجا لاتا ہوا آداب وہ اوس
کہ نے تجکو دیا یہ ملک و رومال

حقیقت مین سنا تھا کچھ سیر سے کام
کہ ہان جب کیجیے سیر مکانات
لبتا وہ مہر وش آ دے سر بام
لب بام آئے وہ مہر درخشان
پھر آگے جو کے بن آ دے سو کیجو
چلا سیر عمارت کے تبین ساتھ
ہمارے دلکو بھی مرغوب ہے یہ
کیا راگھو نے آنکھون سے اشارا
کر دیکھے جیسے بلبل بوستان کو
کیا شانہ پھر اپنی باندھی دستار
کہ صیدی گلفر کا ہے لنکا کو جھاتا
بتانا شہ کی پگڑی کا نہ سوجھا
نگہ برپا کھڑا اٹھا نعاذ خوشحال
لگین ترغیب دینے اوسکی جو دم
نئے نقشے سے ہے عالم کو دکھاتا
کہ اوسکو جانتی ہے سب خدائی
کوئی ذکو چلا جا دیکھانا شاد
چلو دیکھ لیوین اوسکو جا کر
لب بام آئی وہ پھر نظارہ
کہ پس شہ کی ہوئی حالت دگرگون
کہے تو ہو گیا پر یونکا سایا
لگا راگھو سے کہنے ہو کے مضطر
سو یہ غش انکو ہے گرمی سے آیا
خرام ناز کا پڑا اوسکے پامال
چلا کتنے قدم از راہ خلت
قدم چندے چلا پھر راہی جیور
لے آیا و تلک اوسکو بہر حال

کہا شہ نے کرالا یا اوسکو واں — عجب ہے پھر کے اب جاوے یہاں
دیا اپنا دوشالہ کی یہ تقریر — کہ بخشا ملک تجکو تا بہ کشمیر
تھے واں دستی غلاموں کی چھپائے — نکلتے ہی رتن کے گرد آئے
رتن تو سادہ دل تنہا وہاں تھا — قریب شاہ کب اوسپر عیاں تھا
نہ سمجھا تھا غرض وہ صاحب اوج — کہ ہے بیرون در پوشیدہ اک فوج
وبال جاں غرض وہ سادہ پن تھا — والا ہاتھ آتا کب رتن تھا
کیا اور بانوں نے دربندی الحال — کہ فوج شہ نہ آوے اپنے دنبال
غرض لائے رتن کو قید کر کے — کہ جیوں صیاد لاوے صید کر کے
پدم نے یہ خبر جسوقت پائی — کہوں ایک حالت اوسپہ آئی
ہوا اعلی و ادنی پر زبس غم — کہ سب دفتر ہوا اکبار برہم
ادھر انسے نہ بن آئی کوئی بات — گیا ہاتھوں سے راجہ وا ہیہات
یہ ہیبت شاہ کی دلمیں سمائی — کہ فکر اں سے نہ مطلق کچھ بن آئی
رتن کو در مکاں چند در چند — اسیروں کی طرح رکھا نظر بند

کسی صورت نہ ہے در ہووے بیروں — تو جانو کر گیا تاثیر افسوں
وہ ناداں سادہ لوحی کر ہوس خرسند — حصار شہر سے نکلا قدم چند
کیا شہ نے اشارہ اسکو کیا — کہ یاں فرصت ہی کریں گرفتار
یہ سچ ہے جو عدو کو دوست جانے — لگے گا آخرش اک دن ٹھکانے
و گرنہ یاں تلک آوے یا پیادہ — نہ تنہا آنے کا کرتا ارادہ
ہوا القصہ وہ جسوقت قیدی — اوسے جی سے ہوئی بس نا امیدی
سپاہ فوج شاہی یاں گھس آوی — تو باقی ماندوں پر پھیر پھر لادے
اوسے لے بادشہ ادھر گویا — ہوا واں قلعہ میں اک شور برپا
گریباں پھاڑ منہ سے خاک ملتی — شرار غم سے مثل شمع جلتی
کہوں کیا اونکا میں حال پریشاں — کہ تھا چھوٹا بڑا حیراں و ترساں
ادھر لے بادشہ راجہ رتن کو — چلا ہو شادماں اپنے وطن کو
کہوں کیا شہ پس از قطع منازل — ہوا شاداں غرض دہلی میں داخل
رہا وہ بھی غرض با نا امیدی — بصد اندوہ حسرت ہو کی قیدی

ہوا وصل صنم سے اپنے مایوس — ملے تھا رات دن وہ دست افسوس
کہوں کیا تمسے میں اس رنج گرفتاری — یہ مایوس حال یار کو پھر پھر ستاتا آہ
جو گزرا قید میں راجہ کو یکسال — کہا اک روز شہ نے ہو کے بیتاب

بھیجنا بادشاہ ایک عورت طرار کو چتور کیطرف جوگن کے بھیس میں اور بسبب نہ ہاتھ آنے پدم کے پھر آنا اوسکا اپنے دیس میں



رتن کی قید سے مخلصی پایا
بسن چار ده اور شکل مین حور
دلے کچھ مکر کر تو پائے جاوے
وه بولی اے شه فرخنده افعال
غرض اس فن مین ہین ان ویسی دو تین
زبس تق فن به از جادوگری ہے
فلک پر تو مین لاتی ہون جا کر
پہنکر سب لباس کہربائی
وه حلقه سر په جیسے مه په ہالا
ادھر ادھر وه سر کے بال چھوڑے
پس از قطع منازل چند در چند
نہین دیکھی کسینے ایسی جوگن
که جو تازه مسافر یانپه آئے
کوئی ایسا خرد در ہاتھ آوے
وہان آئی وه جوگن رشک شمشاد
بچھا کر مرگ چھالا اک جگه پر
تمھارے دھرم سالا مین ہے آئی
دھیان و گیان مین وه نازنین ہے
جو ادھتی بیٹھی وه مه لقا ہے
غرض جو چاہتی عشاق کو راز
سنا رانی نے اوسکا حال جس دم
اگر وه درد دل سے آشنا ہے
سخن کوئی مجھے ایسا بتاوے
بٹھا کر اوسکو با اعزاز و اکرام
یه صورت اور تمہاری نوجوانی
کہانسے آتی اور جاتی کہان ہو
تمھین جسکی طلب یه جا بجا ہے

تب اوسنے اور یه حیله اوٹھایا
سراپا سے جھلکتا جوبن اور نور
فریب سے پدم کو لا ملاوے
رہے قایم یه تیرا جاه و اقبال
کرون جس سے فلک مین شمع تو نور
مری ہر بات تسخیر پری ہے
پدم کیا چیز وه تو ہے زمین پر
سراپا شکل جوگن کی بنائی
اور اک کاندھے په رکھی مرگ چھالا
غرض دنیا دون سے منھ کو موڑے
جو پہنچی چتور مین آئی وه خورسند
سراپا درد اور غم کی وه جوگن
مسافرخانه مین آرام پائے
که وه تدبیر ملنے کی بتاوے
بظاہر یاد سے دنیا کی آزاد
دھیان اور گیان مین رہتی تھی ہر دم
عجب ہے شکل کچھ اوسنے بنائی
کوئی دم یاد سے خالی نہین ہے
سہارے کو عصا یاد خدا ہے
لگاتی ہے اوسی پر دیسے آوانس
تو بولی اوسسے وه مجموعه غم
تو میرے درد کی مشکل کشا ہے
که جو یه پرده دوری اوٹھاوے
یه پوچھا اوسسے پھر اے نیک فرجام
عبث کھوتی ہو اپنی نوجوانی
تم ایسی کس لیے بے خانمان ہو
وه کیا شے ہے تمھاری جات کیا ہے

که اک عورت بلائی خوب ہشیار
کہا اوسسے که دونگا مال و اقبال
دل و دیده کو ہووے جس سے فرحت
مجھے ہے یاد ایسا مکر و تلبیس
اگر کہیے که لا جا کر کوئی حور
پدم کا جا کے لانا کام کیا ہے
سنا کر شاد کو سب مکر اور فن
وه مندر کا کہے غارتگر ہوش
بھبھوت اپنے وه تھا منھ پر لگایا
بانیصورت وه دانائے زمانه
ہوا سب شہر مین وه سکا یه شہره
پدم نے دھرم سالا تھی بنائی
فقیر آوے تو وه آرام پاوے
غرض جو وارد و صادر تھا آتا
مسافرخانه مین آکر وه پر فن
خبر پہونچی پدم کو گھر مین جس دم
بسن چار ده رشک پریزاد
نہین چھوٹا وه اپنا فقر کرتی
دم اپنے کی ہے سارنگی بجاتی
سنے کوئی تو ایسا بولتی ہے
که ہاے ہے کوئی جلد سے جاؤ
جو پوچھون اوسسے تیرے ماه کی بات
پدم کے سامنے جوگن جب آئی
تمھاری عمر چھوٹی اور بڑا دکھ
لیا کس واسطے یه جوگ تمنے
اوٹھائے تمنے جس لیے رنج و صعوبات
کہا جوگن نے رو کر اوسسے ای رانی

نہایت زیرک و دانا و طرار
زمانے مین ہے جس سے تو خوشحال
جدا ہو ہجر کی دل سے یه کلفت
که ہے شاگرد میرا جس مین ابلیس
قصور اوسمین نہو جس سے به مقدور
نه لاؤن مین تو میرا نام کیا ہے
بہ القصه وه مکار جوگن
دل عالم ہے جسکا حلقه در گوش
کہا آئینه کا جسنے ہوش اوڑایا
ہوئی چتور کی جانب روانه
که اک جوگن ہے آئی رشک زہره
که تا راجه کی ہو مشکل کشائی
رتن کی کچھ رہائی کی دعا دے
پدم کو سرگذشت اپنی سناتا
جو بیٹھی جوگیا نه مار آسن
که اک جوگن سراپا درد اور غم
سوا ہر کے اوسکو کچھ نہین یاد
ہے ہر دم دلکو یاد حق سے بھرتی
اوسی اک تار کو ہر دم بجاتی
سخن مین لاکھون عقدے کھولتی ہے
کہان ہے اوسکو نا ہون ہاتھ لاؤ
کہے مجھسے وه منزل و مقامات
اور اپنی اوسنے وه صورت دکھائی
کہو تم پر یه ایسا کیا پڑا دکھ
اوٹھایا سر پہ کیون یه روگ تمنے
حصول مدعا کی کہیے کچھ بات
کہون کیا تجھسے مین اپنی کہانی

بڑا قصہ ہے میرا اور بڑی بات
مجھے جو دیکھتی ہو سینہ پر خون
تھی مجھ مین اور میرے شوہر مین الفت
ہوئی ہین عشق مین اوسکی جو دولت
لٹا گھر بار بنکے شکل جوگن
گئی اوسکی طلب مین جابجا مین
اسی صورت سے اکدن سیر کرتی
ہزارون راج بنسی قید تھے دان
جہانتک تھے وہان پر قید مغموم
ہوئی دریافت اوسکی جبکہ شکل
یہ جسکے غم مین یان قیدی ہوا ہے
سو تیرا دیکھنا تھا بس مجھی کام
کہا اوس سے پدم نے اے بروگن
مجھے لیچل جہان ہے وو رتن سین
کہ چلنے کی پدم نے کی جو تدبیر
فرمیندہ سمجھ جوگن کی باتین
اگر ہو بھیکھ لینا تمکو درکار
چلو تشریف پاس ہے لے سدھارو
کہ آئی انی نہ جوگن ہے یہ جوگن
علاء الدین کی یہ بھیجی ہے آئی
یہ آیا کیا تمھاری فکر مین آج
سمجھکر بار دیگر ہاتھ مین ہاتھ
کرو ظاہر مین تم بیٹھی ہو میری
فقیری چاہیے ہے آپ گل مین
کدورت سے جو دل ہے صاف ایما
کرے گر نفس کا قربان پیشوائی
چلو گورا و بادل پاس رانی

بتاؤن کیا تجھے مین تھی مع اوقات
سو مین اک خاندان عمدہ سے ہون
بہم رہتی تھی نت سرگرم صحبت
پھر آخر کو ہوا وشناک سے جنگ
طلب اوسکی مین نکلی ہوکے جوگن
کسی جاگہ نہ دیکھا نہ سنا مین
غم شوہر مین روتی اور مرتی
وہ زندانخانہ تھا اک چاہ کنعان
کیا احوال سبکا مینے مفہوم
تو اوسکی غم مین میرا ملگیا دل
بھلا اوسکا تو دیکھون حال کیا ہے
چلی مین پالنے کیجے آپ آرام
چلونگی مین بھی بنکر شکل جوگن
کہ اوس بن ہو نہین مجھے آرام و تسکین
مرے سحر و فسون نے کی ہے تاثیر
سمجھکر اوسکی سحر آمیز گھاتین
سدھارو لیکے اور لاؤ نہ تکرار
اسمین خیر ہو بس دم نہ مارو
یقین ہے یہ زن مکارہ پرفن
جو اونے اپنی صورت یہ بنائی
کہ اپنا چھوڑکر سب ملک اور راج
نکل چلنا کسی مکار کے ساتھ
ولے موقوف ہے پر فقیری
دھیان اپنا رکھو تم دل ہی مین
نظر آجاوے دل ہی مین دلخواہ
نہو منزل تلک ہرگز رسائی
کہو اونے یہ سب غم کی کہانی

مگر ناچار اتنا بولتی ہون
رہی تھی اپنے گھر مین خرم و شاد
سو عرصہ اک برس کا ہو چکا ہے
نہ کھانا مجھکو بھاتا ہے نہ پینا
جہانتک ہین یہ یاترا اور مقامات
ورود اپنا ہوا دہلی مین جسدم
عدھر کو تھا وہ زندانخانۂ شاہ
فقیرانہ جو دیکھی میری صورت
ولے اوسمین جو اک راجہ رتن ہے
یہ ٹھانی ہے اونے پھر اب سیر کیجے
کہ جسکا عاشق ایسا ہو نہان
اودھر جوگن تھی یون گرم گفتار
اگر دو تو مین بھی اسی تیری ہونگی
ہوئی جو ہین پدم طیار رفتن
پدم کی تعین جو ہمرازان محرم
کہا اوس سے کہ بس آگے نہ بولو
تمھارے مکر ہم سب جانتے ہین
نکلوا کر غرض جوگن کو فی الفور
تمھین یہ سیتا لک کیجے رانی
تمیز و عقل سے تو بہرہ ور ہے
فریب مکر یہ لوگون کے چلنا
فقیری ترک پرستش کا نہین نام
یہ ظاہر نفس کا فریب پھر آتا
سمجھو آشنا بیگانہ کی بات
یہ عورت جو بشکل جوگیان ہے
مگر رہبر کوئی ایسا ہی ہاتھ آئے
جو اے رانی تم اونکی پاس جاؤ

گرہ احوال غم کی کھولتی ہین
سوائے عیش و عشرت کچھ نتھا یاد
کہ مجھسے میرا شوہر گم گیا ہے
ہی اوس بن بس مجھے دشوار جینا
جنھین کہتے ہین تیرتھ شہر و دہات
رہی اوسکی تلاشی وان مین پر غم
گئی مین سیر کرتی وان یہ ناگاہ
ہر اک نے کی بہت تعظیم و حرمت
غضب ہے اوسپہ کچھ رنج و محن ہے
اوسے چتور مین چل دیکھ لیجے
ہے معشوق اوسکا کیونکہ خرسند
پدم نے تھا ادھر اک نالۂ زار
نہونگی جوگن اور ملکر رہونگی
تو دلمین خوش ہوئی مکار جوگن
اونھین نے دیکھکر یہ حالت غم
زبان مکر و فسون پر لب کھولو
یہ لا حاصل ہے کب ہم مانتے ہین
پدم سے یون کہا ٹک سمجھیے غور
کیا چاہے ہے جوگن اور دیوانی
تو اسکو دیکھ سر تا پا مزی ہے
بظاہر بھیس لوگون کا بدلنا
لباس نو سے کچھ حاصل نہین کام
نہین پھرنے سے کچھ مطلب بر آتا
نہ دلپر آنے دو باطل خیالات
فریب نفس امارہ عیان ہے
وہان البتہ اوس سے راہ پاسکے
یقین تو ہی کہ مطلب دل کا پاؤ

ستا سکھیون سے یہ جو من بھر مرے کے
تماشا چرخ کی نیرنگیان یہ کر گیا عشق
پلا ساقی شراب پرتگالی
پلا کر جام مے بس شاد کر دی
رتن قیدی رہا جو یان نہ جنبش
کہ وان درد رتن سے سب تھے بیتاب
نہ تھا اوس غمزدی کو چین و آرام
اونھون کا نام تھا گورا و بادل
کہ لا وے جا کے راجہ کو تو پھر
چھٹا کر بار قیدی بنا کر پھر چھٹانا تجھ
کہ جس سے رنگ زرد پر ہو بحالی
کہ ہون محبوس غم آزاد کر دے
اوسے آزاد کر دون اور زخم سینہ
کہ تھی اوس پر بلاے ناگہانی
سپاہی اور بڑے عالی ارادے
اسیر پنجہ درد و الم نے

کہا پھر اوس مریض درد و غم نے — کہ اچھا کیجیے گورا سے تقریر

گورا و بادل ہمشیرہ زادہ رتن سین کا دہلی مین جانا اور بزور تدبیر اوسکو چھوڑا کر چتور مین پہونچانا

پدم نے ترک کی تھی سب خور و خواب — وہان جان تھی اوسکو نہ دم تھا
تڑپنا اور رونا اوسکا تھا کام — رتن کے تھے جو دو ہمشیرزادے
سپہ سالار مصنف در عادل — کہا اونسے یہ جا یون ہی پدم نے

یہ تصویر اوس جگہ کی ہی کہ گورا و بادل کا دہلی مین جانا اور رتن سین کو محبس سے چھوڑا کر چتور مین پہونچانا



کہا اے چشم چراغان رتن سین
حرارت مردمی کی تم مین گر ہے
جو میری اوڑھنی ہے سر پہ ڈالو
یہ پدماوت سی سنکر سخت گفتار
تسلی کر پدم کی قصہ کوتاہ
پدم کا ساتھ لیکر خاص جنید و
پدم کی رکھکے اوسمین خاص پوشاک
یہ شہرت دی کبھی شہر و نگر مین
رتن بن کیا نکر آتا ہی چین
تو اے فرزند جا اوسکی خبر لے
نہ نکلو گھر سے اور خرچہ سنبھالو
ہوئے تجلت زدہ دونون وہ دلدار
چلے اک فوج لیکر جانب شاہ
کہ جسکی ہفت اقلیم کا مول
فریب تازہ کرکے جیت دیا لاک
پدم راضی ہی آتی شہ کی گھر مین
کہ جسکے تم سے ہون دو شیر بازو
نہین گر تاب طاقت تم مین تنہا
علاء الدین سی جاکر مین لڑونگی
لگے کہنے کہ اچھا ہم ہین جاتے
سپاہی سیکڑون جنگی بلا کر
بٹھا کر اوسمین آہنگر کو پنہان
چلے دہلی کی جانب بادل تنگ
رتن سے ہاتھ اوٹھا کر بادل جانان
کرین دشمن کو اسیر دام اوسکو
تو میرے سر پہ رکھو اپنی دستار
رتن کو لونگی یا مین جان دونگی
بہر صورت مین راجہ جی کو لاکر
ہزارون سیانہ مین دو دو بٹھا کر
دیے سنسی ہتورا اور سوہان
بظاہر صلح لیکن پردہ مین جنگ
ہوا جا ہی شہ کے گھر مسلمان

باین شهرت جو هندو غلامی لیے
هزارون گرد ڈولے اوسکی باهم
خبر سلطانکو جلدی جا سنائی
مین کفر اور کافر دشمنی هون گزیران
مجھے کہنا ہی جو کچھہ کہہ سناؤن
یقین ایسا ہی شہ کو سنکے آیا
مری جانب سے بھی کہیو بصد شوق
ہوئی جو خود بخود ملنے کی تدبیر
رہو تا مین ترے محکوم فرمان
یہ سن شہ کا پیام از راہ اخلاص
کہ وہ ڈولے ہزارون جن عیان ہیز
رتن چنڈول مین جسوقت آوے
ہم اوسنے پھر لڑینگے یا مرینگے
گیا چنڈول مین جسوقت راجا
ولے اوسدم ہوا وسپر ہویدا
شہنشہ کی غلامان ہوا خواہ
اودھر زنجیر پا راجہ رتن کی
جو نکلی اوسکے پانو سے وہ زنجیر
کھڑا تھا جس طرف اسپ قدم باز
وہ گھوڑا تھا کہ باد صبحگاہی
رقیبونکو ہوئی ڈیوڑھی پہ جب دیر
ہی حکم شاہ اب کیجے نہ تاخیر
کہ ہر اک زور اور قوت مین ستم
خبر سلطان کو یہ ہونے نپائی
کوئی دم مین خبر یہ سنکے سلطان
چلو جب تک کہ وہ اوٹھنکے تئین آئے
علاء الدین ادھر جو بے خبر تھا

اور اوسکا خاص جو لا ساتھہ لائی
کہ ہین آئین پرستاران ہمدم
کہ پدماوت حضور عیش ہی آئی
کرو تلقین طریق دین و ایمان
پھر آگی بندگی مین شہ کی آؤن
نہ پیراہن مین وہ پھولا سمایا
کہ بیحد تر سے ملنے کا ہی بس شوق
تو میرے عشق نے شاید کی تدبیر
دم آخر تلک ممنون احسان
رتن کو لیگئے وان چند اشخاص
جنھون مین دو وہ تھے پہلوان ہیں
تو پردہ پردہ تھوڑی دور جاکر
غرض جو کچھہ سنے گا سو کرینگے
پدم کی جا پہ آہنگر کو پایا
کہ ہے میری رہائی اوسسے پیدا
رتن کو لیکے آئے تھے جو ہمراہ
اسیر دام یعنی بے وطن کی
تو یون اوسنے کی چلنے کی تدبیر
برون تقریر سے جسکی تگ و تاز
ہوا او ہم و گمان سا وہ انسے راہی
لگے کہنے رتن ہوتا نہین سیر
حضور ہین کرو چلنے کی تدبیر
لگے لڑنے وہ اونسے ہو کے برہم
کہ یان آخر ہوئی انکی لڑائی
غضب سے آپ مثل مار پیچان
ہما اودو تک لشکر نکل جائے
پدم کے شوق مین آشفتہ تر تھا

رکھی پوشاک تھی وسمین معطر
باین صورت غرض وہ فوج مکار
دم عشق مقدس بس کی بھرتی
رتن کو کیجے رخصت تا کہ دو دم
غلامان وفا جو ساتھہ آوین
کہا لیجاؤ جلدی سے رتن کو
ہدایت کی خدا نے تجھکو جانان
تری خاطر رتن کو ہمنے بھیجا
منور از قدم کن خانہ من
سنو ان گورا و بادل کی تدبیر
پدم کا تھا جو وہ چنڈول پر زر
پھر آگے چڑھکے گھوڑے پر دونون ہم
بہم سب مشورت کر کرکے مقرر
اگرچہ تھا رتن کو بھی یہ معلوم
فریب تازہ گورا نے کیا ہے
رہی خیمہ کی ڈیوڑھی پر کھڑے وہ
تنتاب آہنگرون نے لیکے سوہان
کہ وہ دونون جو رکھے تھے برابر
زرہ او سپر کی جو تھے وہ سخت مہمیز
کر اوسمین وہ رتن تک پہونچا سین
کہو کوئی یہ راجہ جی کو جاکے
یہ کہتے تھے کہ بس خیمہ سے یکبا
سپاہ شاہ کم تھی اور وہ بیش
جو گورا اور بادل نے یہ دیکھا
یقین ہے آئے آپ ہی زیر جنگ
یہ چل نکلی غرض مشورت کر
جنے سمجھا تھا گل سو خار نکلا

بصنور قربان ہوتے جسپہ آکر
فرود آئی لب دریا جو یکبار
بس آداب ہی یہ عرض کرتی
کچھہ اوس سے ہمکو کہنا ہی کہین ہم
اوسی جولا وین لیے ویسا ہی جادوین
دکھا دو جاکی اوس رشک چمن کو
جو تو ہونے کو آئی ہی مسلمان
جو کہنا ہے سو کہہ لے پھر چلی آ
لکن رشک چمن کا شانہ من
یہ کر رکھی تھی آگے سے ہی تدبیر
برابر اوسکے رکھے ہو ملا کر
جو جو کیدار ہین اونسے نہان ہو
مسلح ہو رہے لڑنے پہ یکسر
کر آئی ہیر سے ملنے کو وہ مغموم
علاء الدین کو یہ دھوکا دیا ہے
غرض سب چوبدار آسا اڑے وہ
قدم سے اوسکے جلدی وہ کی دوان
گیا تک وہ رتنک او دمین نکل کر
ہوا وہ اسپ کر کے جست اوپر
سوار باد پا صد جست و چین
چلو جی سو رہے کیا گھر مین آکے
کئی سوا وچی نکلے ہوشیار
ہوے آخر گریزان سب دلریش
کہ یہ تھوڑے تھے سو انکو تو مارا
تو ہمیر ہو گئی اونکی زندگی تنگ
برنگ صید خائف رو رہا پر
بجائے گنج دولت مار نکلا

کہا گورنے اوسکو جاکی الحال
سُوہ جا کے ہین لینا ہی تو لیجے
یہ فرمایا کہ ہو بیتاب لشکر
یہ کہا ورساتھ لیکر اپنی اک فوج
وہ جاتی تھے مظفر او منصور
دکھاتی اپنی سب شان چشم کو
مسلح وہ تو تھے لڑنے پہ یکسر
جاوتم لیکے راجہ کو شتابی
سدھارو تم تو لے راجہ رتن کو
اگرچہ تھا رتن کو ننگ آیا
یہ کی گورا نے سنکر عرض فی الحال
غرض کی مشورت یہ حسب دلخواہ
مقابل ہو گیا اوسکے یہ پھر کر
ادھر اودھر سے پھر ہونے لگی جنگ
صدائے جنگ کیا کہیے کہ یکسر
زمین سے آسمان تک گیا کہون یار
وہ بندو تو لنے گولی کا نکلنا
ادھر اودھر سے ہو مجروح مردم
غرض یون لڑتے لڑتی شام آئی
فلک جب شعبدہ بازی اپنی رکھ آتا ہی
پلا ساقی مجھے اک جام لبریز
نخودی ہو کے شہر اپنے مین داخل
بجا گھر گھر سبھون نے شادیانہ
ہوا عالم کو حاصل راحت و چین
خیال و خواب ہی آنا رتن کا
نہین دیکھی ہی شادی مگر ایسی
اوٹھاتے تھے جو رنج و درد وبار

کہ ای فخر جہان نیک اقبال
سلامت او نکے تیئن جانے نہ دیجے
کہان جاوینگے وہ مکار بے پیر
بجا ہی او سکو کہیے بحر کی موج
ظفر پائی سے اپنی سخت مغرور
اوٹھائی وہ جو جاتے تھے قدم کو
نہ تھا مطلق او نہین مر نیسے کچھہ ڈر
کر ہے نے مین ہی اسکے اخرابی
تسلی تا ہوا وس تنگ جمین کو
تو یون گورا و بادل کو سنایا
سلامت چاہیے صاحب کا اقبال
ادھر بادل کو کر راجہ نے ہمراہ
کر اب لڑنے ہی نسے خوب گھر گھر
جسے ہو دیکھہ قتال فلک دنگ
ہوا اک زلزلہ روے زمین پر
دھوون سے ہو گیا عالم دوہان دھار
دہان ہارے من کا او گلنا
ہوا کتی ہی بعضو نکا نشان گم

بانیصورت رتن کو لیکے وہ
یہ سنتے ہی خبر وہ شاہ عالم
نہوئے دونگا اونکو من کے جیتے
چلا بس قہر سلطانی سے جوشان
کہ یہ بھی آئی سوچے کیا سکتر
کہ سد راہ اونکے یہ ہوے آ
کہا گورنے بادل سی کہ بھائی
مبادا فوج شاہی فتح پاوے
یہان مین شاہ سے ہر طرح لڑتا
مری غیرت نہیں کرتی کہ جاون
چلو تم گھر کو ہم بھی تو نہین کم
تھی فوج شہ جو آئی بر سر جنگ
مقابل کر کے اپنا شہ سی لشکر
ہزار ون سے ملکے تو اوزنس نال
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب ہوش
کڑک کڑبان کا آنا دہ او سدم
برستا سیکڑون تیر دنکا ہر بار
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے

شکست فاش ہمکو دیگئے وہ
ہوا قہر و غضب سے سخت برہم
یہ ممکن ہے کہ جاوین یا نہ جیتے
کہ جیسے شیر بکری پر خروشان
گلستان عدو پر مثل صرصر
کیا پھر سلسلہ لڑنے کا برپا
نہین بچتی نظر آتی لڑائی
تو پھر راجہ یہان سے قید جاوے
چلا آونگا ہنستا اور اوڑتا
قدم لڑنے سے ہرگز نہین ہٹاون
کہ ہو لڑنے سے اتکے کچھہ ہمین غم
زبس جمع شان خروشان تیر اندنگ
ہوا ایس مستعد مرنے کے اوپر
دو جانب سے لگے چھٹنے کو فی الحال
اوڑے سر سے بزنگ طائران ہوش
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
ہزار دل مردہ ہی گور وکفن تھی
سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی
تو گیا نرگسیان معشوق عاشق کو کھا ہی دیتا
کہ وہ شوریدہ سر ہجر اکا پامال
کہا سننے ہوا پھر چیتور آباد
کیے اوسپر تصدق لعل و گوہر
کہ پیدا ہوتا ہے مرنیکا پیغام
دکھا تی کی مقرر پھر جدائی
دلبر سین مین پھر ہوا سمایا
ہو عاشق رنج دافت سے ہمراہ

رتن سین کا دہلی سے چیتور مین آنا اور پدم حال دیوپال کا سنکر نہایت طیش کہانا

سمند خامہ کی تاکرے جہنز
ہوا گھر مین پدم جا کی داخل
کہ آیا خیر سے راے زمانہ
نئے سر سے ہوا پیدا رتن سین
سبب مرہے یہ رنج دیمن کا
فلک نے دی رتن کو مگر جیسی
پدم سے کہہ سنایا سب بیان رنج آ

سناؤن سر رتن کا تازہ احوال
نئے سر سے غرض ہو خرم شاد
سبھی خرد و کلان تھے شاد ہو کر
نہ سمجھی ہا سکین وہ نا کام
یہ شادی ہی جو مثل سیل آئی
کہ جسدم وہ پدم کے پاس آیا
کہ یون مرتا رہا تیرے الم مین

نہ کھانا مجکو بھاتا تھا نہ پینا
نہ تھی امید ملنے کی تو مجکو
دیے کچھ تو کہ تو بھی نے پانی
تجھے بھی ہے بوجہ خوب روشن
جدائی مین تری بس ہر سحر شام
سدا مین آبشار آسا تھی نالان
غم دوری سے تیری مین جگر خون
مری حالت یہ دونون رحم کھا کر
کہ تم قیدی ہوے اودھر رونی
اوسی اندوہ مین اکدن مین ناکام
نظر اوسکی پڑی مجھپر یکایک
گیا دن وہ اور آیا دوسرا روز
بصد شوق اور بلا وسواس بھیجی
نہین آنیکا اب جیتا رتن سین
ترا یہ حسن اور یہ صاف صورت
ملاقات رتن پر تو نہ رکھ دل
جوان ہون خوش بصورت صاحب فوج
کوئی جیتا نہین وہ پھر آئے
منور ساز از خود خانۂ من
غرض دیوپال کا پیغام وہ سن
لیے دل پر ہزاران درد و افسوس
کہ بیوارث سمجھکر مجھکو ناکام
کہا گورا و بادل سے یہ جاکر
نہین کرتے جو تم مجھپر یہ احسان
پھر آگے جو ہوا ہمکو ہے معلوم
وہ اب گورا بھی خیریت سے آئے

تصور سے ترے جیتا تھا جینا
کہون تھا دلمین کیونکر دیکھون
کٹی کس طرح تیری زندگانی
کہ جان تجھ بن وہان تھی
سوا نالہ وزاری نہ تھا کام
برنگ گل تھا نت ٹکڑے گریبان
ہوئی لاغر بسان بید مجنون
تمھیں لائے بہر صورت یہ جاکر
ہوا تاریک مجھپر اک زمانہ
کھڑی تھی اتفاقاً بر لب بام
رہا یکچند حیرت سے مجھے تک
شب غم سے زیادہ تر غم اندوز
باین پیغام میرے پاس بھیجی
تو ناحق روز و شب غم سے ہے ہمین
غضب ہے زیستہ ہو غم کی کدورت
بدل عاشق ہون تیرا جنسے لے
رتن سے بھی زیادہ تر مجھے اوج
وہ زندانخانہ گھر اک موت کا ہے
مکن رشک چمن کاشانۂ من
لگی کہنے جو با تقریر روشن
جہانگی تھی گئی وانکو وہ مایوس
کیا دیوپال نے یہ آج پیغام
کہ اپنا حال اور غیرت دلاکر
ہوئی جاتی ہون اب بے ایمان
کہین مجتے ملی اس طرح مغموم

جدائی تیری صورت پھر دکھائی
اگرچہ حال تیرا بھی ہے مغموم
کہا اوسنے مین اپنی حالت زار
نہ کھانا تھا نہ پینا اور نہ سونا
تصور مین ترے مین کیا کہون بس
کھلا تھا غم مین تیرے باغ حسرت
قدم گورا و بادل کے جو تھین مون
سنو تم اور طرفہ ماجرا یہ
رہی مین خاک بر سر زار و نالان
کوئی راجہ اودھر سے نام دیوپال
یہ دیکھ اوسنے تہ دلکی پہچانی
تو اوسنے ایک عورت بھیج پیہم
کہ اے گلدستۂ باغ جوانی
بدل سب چیز کا ہے جگ مین ہوتا
تجھے جسکا الم ہے وہ کہان ہے
ہے راجان جہان میری سلامی
جو تھا ہی علاء الدین کا قیدی
اوٹھا دلسے تو اب فکر رتن کو
غلام اپنا سمجھ اے غیرت حور
یہ سنکر اوسکو مینے خوب مارا
مین اس آتش سے بھنتی اور جلتی
مبادا کل کو آوے بر سر جنگ
کہ یا تو تم رتن کو لاؤ یا ننگ
غرض تب تو یہ دونون طیش کھاکر
تم آئے خیر سے بادل بھی آیا

تن بیجان مین گویا جان آئی
مرے دلبر ہے روشن اور معلوم
کرون کیا تیرے آگے آج اظہار
غرض تھا تیرے غم مین جان کھونا
کھلی تھین آنکھین جیون نرگس نہ تھا بس
بسان لالہ تھی با داغ حسرت
کہ بس ممنون اوسکی مین بدل ہون
فلک کے دکھ نہ دون پر یک جفا ہے
بسان سنبل و گلشن پریشان
چلا جاتا تھا با صد جاہ و اجلال
اوتر آئی محل سے مین شتابی
بد افعال اور جوان و نیک تقریر
عبث کھوتی ہے اپنی زندگانی
نہین ہوتا بدل پر زندگی کا
عبث غمگین ہے جی ہے تو جہان ہے
رتن کو فخر ہے میری غلامی
اوسی ہوتی ہے جان سے ناامیدی
زبان پر بھی نہ لا ذکر رتن کو
تصور اسمین نہ کرنا تا بمقدور
کہے ایسی نہ باتین پھر دوبارا
سراپا سوز سے جون شمع جلتی
خدانا خواستہ ہوجاے گیا ڈھنگ
نہین تو مجکو لے جاؤ وہانتک
گئے اک کر تازہ بہانہ بناکر
وہین وقتی تھی سو تجھکو ہنسایا
خدا آفت سے اوسکو بھی بچائے

کشتہ ہونا دیوپال کا رتن سین کے ہاتھ سے جنگ و جدال مین اور خود زخمی ہوکر پھر آنا رتن سین کا اپنے مشکوے اقبال مین



کہون کیا جیسے ناہنجار معشوق و عاشق مین
جلائی وہ انکو آتش ہجر انکی جلاتا ہے

رتن نے سنکے یہ دیوپال کا حال
سراپا قہر کی آتش سی ہو لال

نہ مارون اوسکو مین جبتک کہ ناکام
تری بستر پہ یون اکدم نہ آرام

پدم نے اوسکو سمجھایا بہت سا
ولی وہ پر غضب مطلق نہ سمجھا

ہوئی صبح قیامت جب نمودار
ہوا تیار بہر جنگ و پیکار

مصمم یہ سر خونریزی و جنگ
چلایا لیکے وہ رایر تیغ آہنگ

اوترکر وہ بھی فوراً از سر تخت
یہ بولا خیر ہے سنگ آمد و سخت

چلین تیار مردان نمک خوار
کرین دامان صحرا خونسی گلزار

ادھر یہ اور اودھر وہ حسب ننگ
ہوئی دونون مقابل بہر جنگ

دو جانب سی نقیبان سرفراز
پکارکر بولی ای مردان جانباز

بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے

تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
کرو میدان مین اپنی سرخروئی

تو اپنے اپنے سردارونکے منہ پر
نظر کرنے لگی دونون وہ لشکر

کہ اسمین فوج کو دیوپال نے تھام
کیا راجہ رتن سی پہلے پیغام

تمھاری اور ہماری ہی یہی جنگ
کہ خون یکدیگر سی ہوئین گلرنگ

اگرچہ طنطنہ ہے مردمی کا
تو تنہا سامنے میدان کے آجا

مدد کا فوج کی اوسنے لکو غم ہو
جو زور و مردمی مین آپ کم ہو

نکل آیا غرض کہکر یہ پر جوش
سلاح جنگ سب زیب دو دوش

پلا ساقی شراب آتشین اور تیز
کہ چھیڑون یا نئی قصۂ خونریز

پدم سی یون کہا اے نازنین رو
قسم تیرے ہی سر کی مجکو دلبر

سحر دم مین لعین رہ وہ طالع اژدون
کرون میدان انکو اوسکی خونسی گلگون

اسی آتش سی ساری رات جلتا
رہا قہر و غضب سے ہاتھ ملتا

لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کہے تو قلزم ہستی کی ہر موج

کسینے جاکے اوسکو بھی سنایا
کہ لو سے رتن لڑنے کو آیا

ارادہ جنگ پر تو تھا نہ اپنا
اگر مرضی رتن کی ہے تو اچھا

غرض سامان جنگ آراستہ کر
مسلح ہو کے نکلا یہ بھی ایدھر

صفین دونون ہوئین آراستہ جب
کہ لڑنے کے سوا اپنی نہیں اب

دم تیغ آج یان طعمۂ جنگ ہے
نکلکر کھائی تو شرط نمک ہے

کرو اب تیغ خون آشام روشن
کہ ہو جسے تمھارا نام روشن

وہ کرکے دعا یون نے جو سنائی
جوانون کے لہو نے جوش کھائی

اشارہ ہم جو تک برد کا پاوین
تو پھر اکدم مین قتل عام کر دین

مدد سے فوج کی ہو دست بردار
ہم اور تم کر لین دونون جنگ پیکار

خدا دے فتح جسکو سو تو پاوے
ہوس دلمین لیکن وہ نجاوے

کہا سنکر رتن نے اوس کیا خوب
بدل یہ بات ہمکو بھی ہے مرغوب

لڑون تنہا جو رستم سا طرف ہو
سو تم کیا ایک زال تو ان ہو

صف مردان سے وہ گھوڑا کودا کر
ہوا قایم مقابل وسکے آکر

غرض چھیڑا انھنے رخش بازی
وہ گھوڑے باد پا گویا چھلاوا
لگانا آگے حربہ کا بصد کد
نہ آیا کام کچھ تیغ و تبر تک
سنان دلیر رہی اوسکی یہ کھٹکر
کیا دیوپال نے سینہ پہ اک وار
وہ حربہ کیا تھا پیغام اجل تھا
کیا دیتا ہی جون پروانہ گر عشق عاشق
شراب قسم اول دے وہ مجکو
کہ جب خیمگاہ سے آیا رتن سین
ہوا چتور مین ماتم دوبارہ
خصوصاً ناگمت کا اور پدم کا
وہ رخسارے طمانچون سے کیے لال
ادھر وہ زخم سب راجہ رتن کے

بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
وہ کرتا نیزہ بازی دیکھے کا دا
وہ کرنا دوسرے کے صید کو رد
نہ صدمہ یکدیگر کا کچھ سپر تک
کہ جیسے خار ریچا دی ہی جھبکر

ختن کے نیزہ وہ وہ عجب خونخوار
انی کا نیزہ کے آنا تپا کر
نظر مردم کی اونکے فن پہ قربان
کہ زخم نیزہ پا این ہوشیاری
وے اوسنے بھی دو دنیا طیش کھا کر

رتن سین کا پیمانہ عمر لبریز ہونا اور ناگمت اور پدم کا ستی بنکر جان کھونا

سراپا شمع سان شوق کی بھی پھر جلاتا
دوبارہ جو کہ آتش پر کھینچی ہو
بدن زخمی سنان سی تھی جیب مین
کیے جیب و گریبان سب نے پارہ
لکھے کیا ماجرا اونکے الم کا
بنایا ماتمی سب اپنا احوال
پریشان حال ٹکڑے پیرہن کے

پلا ساقی مجھے اب آخری جام
پدم اور ناگمت کا سوز جانی
کیا گرچہ حریف اپنے کو مردہ
ہوئی تھی آنیکی شادی جو گھری
کہ دیکھا جسگھڑی زخمی رتن کو
وہ گھر تھا یا کہ اک ماتم سرا تھا
کوئی جراح کو جلدی بلا کر

سنان مژگان جانا سے نمودار
نکل جانا وہ گھوڑیکو دبا کر
کہے تو تھی تیغ نیزہ بازان
لگا راجہ رتن کے دلپہ کاری
کمال زور سے نیزہ اوٹھا کر
کہ نیزہ اوسکی چھاتی سی ہوا پار
سنان کے ساتھ ہی نکلا دم اوسکا
کرنا کامان غم کا ہو چکا کام
کرون تقریر یا آتش زبانی
ولیکن آپ بھی جیون گل فسردہ
سو عالم پردہ شادی مرگ گھری
کیا صد چاک اپنے پیرہن کو
کہ ہر سو آہ و نالہ شور رہا تھا
دعائین مانگتا نکے لگا کر

یہ تصویر اوسجگہ کی ہی کہ راجہ رتن سین کا پیمانہ عمر لبریز ہونا اور ناگمت اور پدم کا ستی بنکر جان کھونا



الٰہی اسکے جی کی خبر کیجیو
جہانتک اوسکے خویش و اقربا تھے
رتن پھر دیکھ اپنی حالت زار

ہمین داغ الم اسکا نہ بھولے
سبھی دام الم مین مبتلا تھی
کہا اوسنے کہ اے یاران غمخوار

کلیجا پکڑے ادہر اوسکی ماں
مداوا اور دعائین گرم تدبیر
ہر اک تدبیر مین ہر سو دوان ہو

ادہر کو دست بر دل اوسکی خواہر
سبھی تھے چارہ گر بر عکس تقدیر
مین جینے کا نہین یارو کہان ہو

کوئی ہم کا سنا زمین بیاہ ہون
پدم اور ناگمت کے تئین بلا کر
جو کچھ بیتے کہا ہو یا سنا ہو
کہا دونون نے سر پر مار کر ہاتھ
اگر جیتے رہینگے دونون ناکام
نہین کوئی کسیکے کام آتا
چلا پایا وسکو با حال غم اندوز
یہ باتین اور اوسکی جانکنی تھی
زبس مشتاق تھا ردی پدم کا
گیا جون گل گریبان چاک پرچا
برنگ گل تھا اوسکا سر جو تن
اودھر دامن ملک ٹکڑے گریبان
غرض آہ و فغان ہر سمت کو تھی
زمین پر لوٹتا پھرتا کوئی زار
ہوا جیتو زمین ماتم کا یہ جوش
رہا اک دیر تک وہ شور ماتم
منگا کر چوب صندل کا اک انبار
پدم اور ناگمت نے کھینچکر آہ
اسے تنہا نہ تم آتش لگاؤ
جو خویش و اقربا مختار تھے جند
کوئی دل ایسی باتون پر کرے دھر
عبث ہونا ہے ان باتون سے ترش
غرض عالم یہ تھا اوسکو گوارا
بجا اوسکے جو ہونگے اوسکے فرزند
رتن کی جا یہ کرتے اونکو آباد
کہان فرزند کیسا چین گھر باد
غرض اونکی نصیحت جب نہ مانی

عدم کے سمت پھر آگے روانہ ہون
بہت سا نور و اور چھاتی لگا کر
مجھے اے ہمدمو سب بخش دیجو
کہ ہم بھی ہین کنوزی آپکے ساتھ
تو پھر ہنس ہنس کہینگے خاص و عام
کہین مین سچ ہی جیتے جی کا ناتا
جلی کوئی نہ اوسکے ساتھ اوس دن
وہ مرتا اور اور پیر آبنی تھی
نکلنا بھی ہوا آنکھو سے دم کا
نسیم آسا اور رائی سر بسر خاک
ہوا نیلا کہ جیسے رنگ سوسن
ہوئی تھی ناگمت جون ماہ پیچان
خبر مطلق کسی کو نہ کسی کی
کوئی حیران کھڑا تھا نقش دیوار
کہ سب اعلے و ادنی تھے سیہ پوش
کہ دفتر ہو گیا اے وای ماتم
جو ہو اسباب لازم کرکے تیار
کہا ہم بھی چلینگے اسکے ہمراہ
ہمین بھی ساتھ اسکے جلاؤ
نہایت زیرک و دانا خردمند
ہوے کا ساتھ جیتا کب ہی کرتا
کہ جاوینگے اسی رہ سب بیش و کم
و لے تقدیر سے کسکا ہے چارا
تمہارے قرۃ العین جگر بند
رہو تم دیکھکر اونکو سدا شاد
رتن بن ہمکو جینا ہی ہے دشوار
مقرر و بہ جلنیکی ہی ٹھانی

غرض بولنے پھر حسن جس کو چاہا
کہا اے ہمدمان محرم راز
چلا دنیا سے مین غمگین ناشاد
تمہارے ساتھ ہی ہم بھی جلینگے
کہ تم زن نہایت بیوفا ہی
خوشی سے ساتھ جسکے عمر کھوئی
غرض یون بیٹھکر رونا نہین ہے
گرا مین کھول آنکھیں کھینچکر آہ
کہون کا جو ہین دم نکلا رتن کا
وہ تو ٹرین جو ڑیان ہیکو تا دیر
پریشان شکل سنبل ہو گئی سب
ادھر فرزند اوسکے خاک بر سر
کوئی سر پیٹتا پھرتا بھار تا
اوڑائی رو رو آخریان ملک خاک
غرض خانہ بخانہ شیون و شین
ہوئی اوسکے جلانے کی جو تدبیر
جلانے کو اوسے جب لے چلے سب
ہمارا ہاتھ مین راجہ کے تھا ہاتھ
پدم اور ناگمت نے جب یہ ٹھانی
اونھون نے اونکو سمجھایا بہت سا
جہان کا ہے یہی دستور دائم
یہ تھی تقدیر مر جاوے رتن سین
وہ وارث اور تمہارا تاج سر تھا
ہوئی ہے خیر سے اونکو جوانی
غرض سن اس نصیحت کو وہ غمناک
رتن کے ساتھ ہی گھر سے چلین گے
ستی کا جو کہ ہو اسباب درکار

جو کچھ کہنا تھا سبکو کہہ سنایا
ہوئی تو زیست مجھے سخت ناشاد
خدا تمسکو سدا رکھے بر آباد
چلو گی تم تو پہلے ہم جلین گے
نہ اکو غم کسی کا نے حیا ہے
شبانہ سیج پر پھولون کے سوئی
جلین تم بن سو یہ ہونا نہین ہے
سوے ملک عدم حسرت سے لی راہ
ہوا کیا حال اوس رشک چمن کا
در و دیوار سے سر دے دے مارا
کھلین حیرت مین آنکھین شکل نرگس
جمی گرد یتیمی اونکے منہ پر
بچھاڑین کھا کے کوئی جان کھوتا
مکدر ہو گئے جس سے سب افلاک
کہیں تھے زرد و شب ہی رتن سین
کہ تھی تقدیر یون تدبیر نہ تاثیر
قلق در دل فغان و آہ بر لب
نہین ممکن کہ چھوڑین آج ہم ساتھ
نہین منظور ہمکو زندگانی
کہ جلنا تمکو مطلق ہے نہ اچھا
کہ اک جاتا ہے اک رہتا ہے قائم
رہو تم اوسکے غم مین سخت بیچین
اوسی کی دم سے روشن سب گھر تھا
سوے مٹی کی ہین سو یہ نشانی
لگین کہنے کہ اوس بن سب ہمین خاک
جلے گا وہ تو پہلے ہم جلین گے
کیا آخر اونھون نے لاکے تیار

سنگار اپنا کیا دونون نے باہم
لگا کر عطر سے اپنے بدن کو
لگی کہنے کہ راجہ حسب دلخواہ
دیا تھا جسطرح سے جینے جی ہاتھ
دئے جو اوسنے پھیرے بیاہ کے دن
سنگائی بیٹی وہ سیمین طلائی
کہون کیا حال اوسدم کا اب آہ
جنازہ پیچھے کا ندھو نپر رتن کا
اور آگے نوبت و نیل عماری
پدم اور ناگمت پروانہ کردار
چڑھین سر پر رتن کو لیکے جسدم
لگے سے تھی جو جو گرد و پیش گریان
کہون کیا باگے سر سے جب وہ آتش
رتن تھا لبکہ مثل شمع خاموش
جو تھا حق چاہ کا ویسا ہی چاہا
پدم کا تھا جو اک بیٹا کنول سین
رکھا سر پر مکٹ اوسکو دیا راج
جو تھا تگسین بیٹا ناگمت کا
ہوئے یکدل جو باہم دونون بھائی

نئے سر سے نئی دو دلھن وہ بہم
دو چندان رشک جس سے ہو چمن
ہمین جسطرح سے لایا تھا یان پہلے
اوسی صورت سے ہو پر دینگے ہم ساتھ
سو پھیرے آج ہم دیوینگے گن گن
کہ عاشق جن پہ ہو ساری خدائی
در و دیوار سے تھا نالہ زار
کہ جس سے خلق کو رنج و محن تھا
دو دلھن دو طرح کی ہو کے اسواری
گئے پھیری اونھون نے وان کئی بار
سر اور رتن کے زانو پر وہ باہم
تہ غم سے با صد جان بریان
ہوئی بالائی سر جون سرکش
جلین اوسپر وہ جیون پروانہ پر جو
محبت اور عشق اپنا بنا ہا
رتن کا نور عین و راحت جین
کہا جسکو مبارک تخت اور تاج
کنول کا اوسکے تئین نائب بنایا
بھری کشور مین دونونکی دوہائی

سراپا اپنا زیور سب پہنکر
کسی پل پان کھا سہر اونپر تھا
سو ہم بھی بالباس نو عروسان
ازل سے تھی ہماری گانٹھ جوڑی
جو کہنا تھا غرض سبکو سنا کے
لی لینے ہاتھو نمین وہ دلربا
وہ بیٹے اونکے ہاتھو نمین اوچھلے
سبھی خرد و کلان تھے بیرہن چاک
گئے القصہ با صد حالت زار
سجا لاکے زہ سب ستور معمول
لگین کہنے کہ ہمنے ہمرہی کی
اونھون نے پاے سر آتش لگائی
ہوا شعلہ محیط سر سراپا
رتن کے ساتھ ہی پروانہ کردار
جلا کے اونکو خویش و اقربا سب
سبھون نے دیکھ زیرک اور دانا
دکھا کر نذرین سب خرد و کلان نے
پدم سے جو موافق ناگمت تھی
کئے لنگر اور کیون نے کام جاری

لباس نو عروسی زیب تن کر
فلک کو دیکھا لوگون نے کو سنا کے
اوسی عالم سے ہو نکلے ساتھ ستون کے
سو کیونکر ہم سے اچھونگی تو ٹری
محبت دل سے دنیا کی اوٹھا کے
چلین بازی کنان تا بوت کے بیچ
یہ دیکھہ ادنی و اعلے ہاتھ ملتے
پریشان حال سر پر ڈالتے خاک
جہان وہ چوب صندل کا تھا انبار
چڑھا کر سر کے اوپر پان اور پھول
کہ پھیری دیکھیے فاضل جان بھی کی
کہ جیسے ہو کہین ہولی جلائی
کہ تھا وہ برق خرمن کا تماشا
جلین القصہ دونون آخر کار
گھر دنکو اپنے آئے آہ بر لب
کیا ملک دہان کا کار فرما
دعا خیر دی پیر و جوان نے
اونھون نے بھی بہم الفت ہی رکھی
رہی باقی رتن کی یادگاری

گورا پر فتح پا کے علاءالدین کا چتور مین آنا اور پدم و ناگمت کی حال پر نہایت افسوس کرنا اور آنسو بہانا



کہون کیا عشق کی نیرنگیان ہمدم کہ عالم
خمار شب کو اب ہین توڑتا ہون
سنا تو نے رتن کا سب یہ احوال
علاء الدین کا سن اب تو احوال
کہ وہ لڑتا ہوا منزل بمنزل
ہوا اسکا سلامت پانسے جانا
کہ اب تو شام ہے ہووے سحر جب
خبر ہمنے یہ سے تحقیق پائی
علاء الدین سے لشکر بات فرعون
جو سر گورا کا ہم جا کر نہ لاوین
غرض وہ رات گذری صبح آئی
نقیبون نے صدا اپنی سنائی
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
صدا کرکے کمان اور پھینک کر تیر
جو کچھ ہو آج ہی ہووے شتابی
لگے چلنے وہان تلوار کے اوپر
گیا گورا بھی مارا ساتھ سب فوج
ہزارون بندگان بادشاہی
نواح شہر مین داخل ہوا جب
چلایا آج اوسکو وائے ہیہات
ہوا جب آس سے دل کی وہ مایوس
ہزارون آہ کرتا با دل چاک
یہ بولا آہ پھر یا جان غمناک
ہوا یان کب کسیکا کام پورا
بخیر اسکا نہین از بس کہ انجام
فسانہ سین دیا دیکھا تماشا
علاء الدین ہو کر سخت بیچین

چلا کر شمع پروانہ کو کیا کیا فلک اب
نے دنیا سے الفت چھوڑتا ہو
گیا دنیا سے کیا حسرتکا پامال
کہ وہ شور ہوس در سر فتادہ
چلا آتا تھا خار عشق در دل
ہے مشکل وہان سے ہاتھ آنا
لڑو اسطرح اس سے ٹوٹ کر سب
رتن سے ہے وہان ہوتی لڑائی
کہا سب فوج نے اچھا بہت جب
تو دہنے ہاتھ سی کھانا نہ کھاوین
گھسی گورا سے اور شہ سے لڑائی
جوانون کے تئین چینٹک دلائی
جو پاوے آفرین ساری جہان سے
چلے دونون طرف سی کھینچ شمشیر
اوٹھاوے کون ہر دن کی خرابی
بہی دریا خون کی ہر طرف دھار
ہوئے دریائے خونی پر سر موج
شہید ہو کر ہوئے جنت کو راہی
سنا یکبارگی وہ ماجرا سب
پدم اور ناگمتی بھی چلین ساتھ
فلک کو دیکھ بولا حیف افسوس
گیا جب دم جہان اونکی تھی وہ خاک
کہ ہے آخر یہ سر سبز خاک
کہ ہے یہ کام دنیا سب ادھورا
کہ ہے اسکی سحر بھی بدتر از شام
خیال و خواب افسانہ ہی پایا
چلا حسرت زدہ سوئے کنول سر

مگر تا خیر اوٹھائے مست ساقی
پیا جسنے یہان کے مے کا اک جام
نہ خاطر خواہ اوسنے چین پایا
اودھر گورا سے تھا جو برسر جنگ
جب آیا وہ قریب ملک چیتور
سپہ سالار لشکر سے بلایا
کوئی جیتا نہ جاوے انمین زنہار
انھین ہم مارکے وان پر جو جاوین
سحر کو ہم ہین اور وہ دشمن ننگ
یہ تھین باتین میان لشکرین
ہر اک جانب سے طبل جنگ باجے
کہ ہان اے نوجوانون کارفرما
سو بس سن سن نقیبونکی سب آواز
کہ بس جاری آب نے لڑتی لڑائی
غرض مرنا ہی اپنا کر مقرر
رہی اک دیر تک یون ہی لڑائی
کوئی جیتا نہ اونمین سے رہا وان
غرض یہ فتح پا کر حسب دلخواہ
کہ یعنی لڑکے یان راجہ رتن سین
کہون کیا مین کہ شہ یہ ماجرا سن
بہت افسوس کرکے ہاتھ ملکے
غرض یکمشت خاکستر اوٹھا کے
کوئی کیا اسکے اوپر دل لگاوے
حباب آسا ہے دنیا امر موہوم
بشر کے حق مین تیری جا ہے اسکی
غرض خاک پدم سر پر اوڑا کے
اوسے خلعت دے اور کر عذر خواہی

صبوحی کے دری ہووے جو باقی
پیا جسنے یہانکے مے کا اک جام
کہ آخر عشق نے اوسکو جلایا
کہون کیا تجھسے اوسکی جنگ کا ڈھنگ
کیا تب اوس نے اپنے دل مین غور
بہت غیرت دلا کے یہ سنایا
کہ ہین مرد و یہ سب تخت خونخوار
تو ایسے مین پدم کو مفت پاوین
بھلا دیکھو تو کیسی کرتے ہین جنگ
ملک بھی کیتنے تھے سن سنکے آئین
مسلح ہو کے نکلے شاہ و راجا
بجالاؤ حق اپنی مردمی کا
بہ تنگ اگر غرض مردان جانبار
ہر اک جاگہ سے ہٹتے اور اڑتے
در آوردہ ہوئے وہ دونون لشکر
سپاہ شہ نے آخر فتح پائی
جو ہوتا اونکے درد و غم سے نالان
علاء الدین نے لی چیتور کی راہ
گیا حسرت زدہ دنیا سے بیچین
زبس تصویر آسا رہ گیا سن
گیا خاک پدم پروانہ سے جلکے
سراسیمہ پڑا تھے اور ڈرا کے
دو بروزہ زندگی پر جی جلاوے
ثبات زندگی دم بھر ہے معلوم
پر از خار ہوس ہے راہ اسکی
بصد افسوس و غم آنسو بہا کے
ہوا دہلی کی جانب کو وہ راہی

غرض آیا تو وہ منزل بمنزل
چراغ الفت دنیا بجھا کے
سنی تمنے عزیزو یہ کہانی
بس اگے کیا لکھے قصہ آخر ہو چکا عشرت
کدھر ہی ساقی فرخندہ فرجام
بھولی کر چکا تحریر سارا
نے خاطر تھی مجھکو مولوی کی
نبیر گرامی رنگ مفصلات یار ہین
انھونکو شعر کے فن سے ہی بس ذوق
اونھونے مسکو بخشا مجھکو یہ کام
لکھی یہ داستان عشق ساری
کہا دل نے اسے دیکھے جو شاعر

وے کا رہا جہان سخت بیدل
غرض تھا وہ حق ہی لوگاکے

ہے اپنے سے بس درگریبان
بہادلبر نہ غم دیکھے نہ کچھ بیچ

خاتمہ ندرت نگار کا خاتمہ کتاب پر آنا اور تاریخ تکمیل تحریر پانا

بھلا اک آخری بھی اور دعا
کرتا ہو سکے اوپر آشکارا
سو مینے اونکی اے یارو خوشی کی
شریعت اور طریقت آشنا ہین
نہایت اہل فن و قدر جب شوق
کہ بس قصہ کو عشرت کر تو اتمام
کہ ہو دنیا مین اسکے یادگاری

کہ قصہ مین رتن کا اور پدم کا
لکھی یہ مثنوی مینے جو ای یار
سمجھو نکا نام ہیگا قدرت اللہ
کہون کیا اونکی مین سب کمالات
مجھے اونسے ہی بس اک ربط خاص
ہوا جسوقت مجھکو شوق بہیر
یہ کہکر دلنشین مینے جو کی غور

جلا دیلی کیجانب زار و گریان
جو سمجھا غیر حق ہے اور سب ہیچ
کہ ہو اللہ باقی کل فانی
لکھیں تعریف انکی سکی دلمین یا تا ہر
بیان سب ونکو مش رنج و غم کا
زبس کہنا تھا اسکا سخت دشوار
نہایت اہل دل اور مرد آگاہ
مثل ہے یہ کہ چھوٹا منھ بڑی بات
کر مفرما ہین یکسر وہ با خلاص
تو کلک درفشان مینے اوٹھا کر
کوئی تاریخ اسکی کہیے خوش طور
بلا شک ہے جانے تصنیف دو شاعر

تمت

تاریخ طبع از شاعر عدیم المثال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

پدماوت از نوال خدا طبع خوب شد	گردآمدند از ہمہ اطراف شائقین
عاقل چہ طرفہ سال عیسوی رقم نمود	زیبا کلام عبرت و عشرت عجیب ہین

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد و المنۃ کہ ان ایام عشرت فرجام مین کتاب لاجواب سراپا جادو پدماوت اردو
مع تصویرات مصنفۂ میر ضیاء الدین عبرت اور غلام علی عشرت مطبع
منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب
منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک
مطبع دام اقبالہ بماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء
بار پنجم طبع ہوئی

مجموعہ۔ قاصد نامہ و قصہ شاہ روم۔ وغیرہ گیارہ قصہ

۱۔ قصہ شاہ روم۔ ۲۔ قاصد نامہ۔ ۳۔ ہنس نامہ۔
۴۔ رنگین نامہ۔ ۵۔ آٹا دال نامہ۔ ۶۔ گرہ بند نظیر
۷۔ پیسے نامہ۔ ۸۔ کوڑی نامہ۔ ۹۔ بنجارے نامہ
۱۰۔ جوگن نامہ۔ ۱۱۔ روٹی نامہ۔

سراپائے تصویر غم۔ نظم و نثر میں سراپا کا بیان ہے تصنیف اشرف علی تخلص مست۔

باغ عاشق۔ قصہ گل و صنوبر مصنفہ پنڈت کنھیا لال

سکندر نامہ۔ بری و بحری اردو ترجمہ نظم سکندر نامہ نظامی از خوش فکری سخنور کامل مولوی غلام حیدر گوپاموی ضلع ہردوئی۔

داستان عبرت افزا۔

سراپائے پری۔

بکٹ کہانی۔ تصنیف مولوی الٰہی بخش بطور بارہ ماسہ

کتب قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ۔ اردو باتصویر مترجمہ مولوی محمد حامد علیخاں عفنا حامد متوطن

الیضاً۔ اردو باتصویر مترجمہ جناب مولوی حسب عفنا ممدوح الصدر۔

فسانہ عجائب۔ باتصویر مؤلفہ مرزا رجب علی بیگ سرور۔

الیضاً۔ بغیر تصویر۔

شورش سخن۔ بجواب فسانہ عجائب مصنفہ سید فخر الدین حسین خاں مودود

طلسم حیرت۔ برنگ فسانہ عجائب منشی جعفر علی شیون۔

باغ و بہار۔ یعنی قصہ چار درویش مؤلفہ میر امن دہلوی۔

طلسم فصاحت۔ مصنفہ مولوی محمد حسین جاہ۔

سہیل یمن۔ مصنفہ مولوی رفیع الدین وکیل۔

وقائع راجکمار۔ مصنفہ کنور جگت سنگھ صاحب خلف مہاراجہ مان سنگھ۔

پنچی بہادری۔ ترجمہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند۔

داستان امیر حمزہ باتصویرات بنظر ثانی حافظ محمد عبداللہ بلگرامی چھپی۔

نو طرز مرصع۔ قصہ چار درویش بعبارت مسجع مؤلفہ منشی محمد عوض زرین۔

بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مؤلفہ فقیر محمد خان گویا۔

قصہ سیاہ پوش۔ مؤلفہ عنایت اللہ خان قیس۔

فسانہ معقول۔ مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کھیری

قصہ سورج پور۔ ایک زمیندار کا فسانہ مؤلفہ چرونجی لال۔

آئینہ معقول۔ یعنے قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا و حجہ خلیفہ بغداد مرتبہ سید غلام حیدر خان اکسٹرا اسسٹنٹ کھیری۔

جادۂ تسخیر۔ نادر عبارت مسجع مصنفہ جناب نواب محمد حیدر علی خان بہادر۔

نورتن۔ مصنفہ میاں محمد بخش تخلص مہجور۔

قصہ اگر گل۔ و مؤلفہ عاصی تخلص

سیر مقبول۔ نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔

قصہ گوپی چند بھرتری۔

سنگاسن بتیسی۔ قصہ راجہ بھوج باتصویرات۔

بیتال پچیسی۔ قصہ راجہ بکرم مع تصویرات ہیں۔

گل بکاؤلی۔ مؤلفہ نہال چند شاہجہان آبادی۔

طوطا کہانی۔ تصنیف سید حیدر بخش۔

قصہ گل و صنوبر۔ مؤلفہ منشی ہیم چند۔

طوطی نامہ۔ مع قصہ ابراہیم ادہم مؤلفہ شاہ غلام حیدر۔

کتب قصص نظم و نثر درسی فارسی

خسرو نامہ۔ یعنے مثنوی خسرو گل بہت نادر مثنوی ہے گو بظاہر ایک فسانہ شاہان ہے مگر بباطن حقیقت روحانیہ

اعلان ہی از جلوہ طبع عرفان پسند حضرت مولانا شیخ
فریدالدین عطار۔
مثنوی مخزن اسرار۔ مصنفہ مولانا نظامی گنجوی۔
مثنوی لیلی مجنون۔ مصنفہ " "
مثنوی خسرو شیرین۔ " " "
مثنوی ہفت پیکر۔ " " "
سکندر نامہ بری کلان۔ مشہور درسی کتاب قصہ ملک گیری
سکندر و دارا مصنفہ مولانا نظامی گنجوی۔
ایضاً۔ " خرد
ایضاً۔ جلی قلم مانند قلم متوسط قطعہ نہایت خوشخط محشی مع فرہنگ
سکندر نامہ بحری۔
شرح سکندر نامہ بری۔ موسوم بہ منتخب الشروح مشہور
بشرح علمای کلکتہ بہت نادر شرح ہی جو بموجب حکم صاحبان
کونسل کلکتہ شروح کثیرہ سے باتفاق آرای ارباب علم
مرتب ہوئی تالیف مولوی بدر علی عظیم آبادی و مولوی
سید حسین علی جونپوری۔
ایضاً۔ مصنفہ محمد نصیر الدین شاہ امیر سلطان سفیانی۔
ایضاً مشہور بشرح گلوی دیار پنجاب مین بہت رائج ہی
مصنفہ محمد گلوی۔
مثنوی تحفۃ الاحرار۔ مصنفہ عبدالرحمن جامی۔
مثنوی یوسف زلیخا۔ مصنفہ "
ایضاً۔ سہ مصرعہ بغیر مثیل۔ "
ایضاً۔ " مع مثیل۔
شرح یوسف زلیخا جامی۔ مصنفہ مولوی محمد شاہ۔
مثنوی۔ یوسف زلیخا ناظم ہروی۔ بجواب یوسف زلیخای جامی
مثنوی۔ یوسف زلیخا فردوسی۔ چو مصرعہ۔
مثنوی لیلی مجنون۔ ملا ہاتفی۔
مثنوی لیلی مجنون۔ خسرو
مثنوی ہشت بہشت۔ خسرو محشی۔

مثنوی تحفۃ العراقین۔ محشی بڑی عمدہ مثنوی ہی فصاحت
و بلاغت سے بھری ہے مصنفہ حضرت افضل الدین
خاقانی شروانی۔
ظفر نامہ ملا ہاتفی۔ اسمین بادشاہ تیمور کی فتوحات ملک گیری
کا حال مثل سکندر نامہ نظم پاکیزہ مین ہی۔
مثنوی سنبلستان۔ بہ تتبع بوستان سعدی ہی مصنفہ منشی
ہرگوپال تفتہ۔
مثنوی نلدمن۔ مصنفہ ملا فیضی فیاضی
مثنوی شیرین خسرو۔ ملا آصفی مصنفہ نواب آصفجاہ۔
مثنوی نیرنگ عشق۔ معروف بہ مثنوی غنیمت مصنفہ
مولانا غنیمت۔
مثنوی نشتر غم۔ مصنفہ مولوی محمد مقیم سہارنپوری۔
مثنوی نالہ منظور۔ مصنفہ مولوی منظور احمد۔
مثنوی شکرستان خیال۔ مع رسالہ خوان نعمت
مثنوی زلالی۔ مصنفہ ابوالحسن تخلص زلالی۔
مثنوی ولی رام۔ معروف بہ چشمہ عرفان۔
مثنوی زاد المسافرین۔ مصنفہ ملا حسین واعظ۔
مجموعہ نوادر نظم۔ یعنے مجموعہ ہشت مثنوی از کلام
اساتذہ شعرای متقدمین
۱۔ مثنوی۔ در صفت بنگالہ۔
۲۔ مثنوی۔ معراج الخیال از کلام تجلی۔
۳۔ مثنوی۔ قضا و قدر۔ از طالب املی۔
۴۔ ایضاً۔ دیگر۔
۵۔ مثنوی قضا و قدر و مثنوی زرمیہ۔ از میرزا ہمائیہ
۷۔ مثنوی قضا و قدر و مثنوی۔ در صفت ظلم از سلیم
شبستان عشرت۔ معروف بہ عجیب القصص۔
نادر فسانہ بعبارت رنگین مانند بہار دانش
مصنفہ منشی بخت سنگھ صاحب۔